10.223

# تذکرۂ مشائخ سہروردیہ قلندریہ



تحقیق وتحریر:

محمد نعیم طاہر سہروردی

# تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ

تحقیق وتحریر:

محمد نعیم طاہر سہروردی

زاویہ پبلشرز

C-8 (محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور

فون:042-7248657

موبائل: 0300-4505466 - 0300-9467047

Email: zaviapublishers@yahoo.com

2011ء

باراول..............................1000

84933

ہدیہ..............................300

زیرِ اہتمام........نجابت علی تارڑ

**﴿لیگل ایڈوائزرز﴾**

رائے صلاح الدین کھرل ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

**﴿ملنے کے پتے﴾**

| | |
|---|---|
| اسلامک بک کارپوریشن ، کمیٹی چوک ، راولپنڈی | 051-5536111 |
| احمد بک کارپوریشن ، کمیٹی چوک ، راولپنڈی | 051-5558320 |
| کتاب گھر ، کمیٹی چوک ، راولپنڈی | 051-5552929 |
| مکتبہ بابا فرید ، چوک چٹی قبر ، پاکپتن شریف | 0301-7241723 |
| مکتبہ قادریہ ، پرانی سبزی منڈی ، کراچی | 0213-4944672 |
| مکتبہ برکات المدینہ ، بہادر آباد ، کراچی | 0213-4219324 |
| مکتبہ رضویہ ، آرام باغ ، کراچی | 0213-2216464 |
| اقراء بک سیلرز ، فیصل آباد | 041-2626250 |
| مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد | 0333-7413467 |
| مکتبہ سخی سلطان ، حیدر آباد | 0321-3025510 |
| مکتبہ قادریہ ، سرکلر روڈ ، گوجرانوالہ | 055-4237699 |
| مکتبہ المجاھد ، بھیرہ شریف | 048-6691763 |
| کتب خانہ حاجی مشتاق احمد ، بوھر گیٹ ملتان | 061-4545486 |
| رانل بک کمپنی ، کمیٹی چوک ، اقبال روڈ ، راولپنڈی | 051-5541452 |
| علامہ فضل حق پبلیکیشنز دربار مارکیٹ لاہور | 0300-4798782 |
| مکتبہ متینویہ ، سیفیہ ، بھاولپور | 0301-7728754 |

# انتساب

نیّر فلک ہدایت، خورشید برج ولایت، پیکر لطف و کمال

شہر یار جمال، معدنِ سخاوعطا، محبوب المشائخ

سفیر عشق رسول، مخدومی و مرشدی سید محمد شاہد رسول شاہ صاحب سہروردی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سہروردیہ لاہور

**کے نام**

گر قبول افتد زہے عز و شرف

**نذر گذار**

محمد نعیم طاہر سہروردی

از صد سخنِ پیرم یک نکتہ مرا یاداست
عالم نشود ویراں تا میکدہ آباد است

کچھ لے کے اٹھو اہل صفا کے در سے
یہ در ہیں قریب مصطفیٰ ﷺ کے در سے
ایمان، یقین، سکوں، رسالت، توحید
سب کچھ ملتا ہے اولیاء کے در سے
(پیر نصیر الدین نصیر)

# فہرست مضامین

## حصہ دوم

## حصہ سوم

# تقریظ

عارف رموز شریعت، شمع شبستان ولایت، محبوب المشائخ

سفیرِ عشق رسول صاحبزادہ سیّد محمد شاہد رسول شاہ صاحب گیلانی سہروردی



نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○

تصوف کا دور آقائے نامدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی دنیا میں ظاہر آمد کے ساتھ شروع ہوا اور میرا یہ ایمان ہے کہ جس شے کا بھی ظہور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے ہوا وہ شئے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے معتبر ہے اور غیر متزلزل ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ حضور ﷺ سے ظہور ہوئی ہر شے کی ضرورت کم نہیں ہوئی بلکہ زمانے کے ساتھ ساتھ یہ ضرورت بڑھتی جا رہی ہے۔ سب سے پہلے ربّ کائنات کی ذات کو لیجئے کہ حضور ﷺ سے رب العالمین کی شانوں کا ظہور ہوا اور تمام عالمین میں ہر کسی کا رب العالمین سے کسی نہ کسی طرح رابطہ ضروری ہے۔

قرآن مجید کو لیجئے کہ دور کیسا بھی ہو، قوم کوئی بھی ہو، قرآن مجید کی تعلیمات کو

بنیاد بنائے بغیر گزارہ نہیں کہ یہ کتاب بھی مظہر تصوف مصطفیٰ ﷺ ہے۔ تصوف فقر اور روحانیت کا خوبصورت امتزاج ہے۔ تصوف شریعت ظاہرہ اور طریقت باطنہ کا نام ہے۔ چونکہ تصوف کا ظہور بھی حضور ﷺ کی ذات اقدس سے ہوا لہٰذا اس کی ضرورت کسی طرح کم نہ ہوسکی۔ بلکہ جس دور میں بھی اور جہاں بھی ظلمت کے سائے بڑھے علم کی گرانی ہوئی، جہاد سے دوری ہوئی۔ حضور ﷺ کے ساتھ عشق و محبت میں کمی سے زندگی میں بدحالی ہوئی، حقوق کی پامالی ہوئی۔ معاشرے کی تباہ حالی ہوئی۔ وہاں تصوف اور تصوف والوں نے اپنے کمالات دکھا کر دنیا والوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

تصوف ایک کٹھن راہ ہے۔ مگر جس کسی نے بھی اسے طے کرلیا وہ یقیناً دربارِ رسالت مآب ﷺ میں سرکار دو عالم ﷺ کے قدموں تک پہنچا۔ وہ ذرہ تصوف کا درخشاں ستارہ بن گیا۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔

تصوف کیا ہے؟ اور صوفی کون اور کیسا ہوتا ہے؟

اس کا اندازہ آپ کو عزیزم محمد نعیم طاہر سہروردی کی کتاب ''تذکرہ مشائخ سہروردیہ'' پڑھ کر ہوگا۔

حضور ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ کے تقریباً ایک صدی بعد ہی تصوف پر کتب لکھنے کا رجحان ہوا اور جو بھی کتب تصوف پر لکھی گئی ہیں ان کا ماٰخذ قرآن وحدیث ہی رہا، جو لوگ تصوف کو قرآن واحادیث سے الگ تصوّر کرتے ہیں وہ بڑی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

اُوّل قرن میں جو کتابیں تصوف کے موضوع پر معرض وجود میں آئیں ان میں کتاب المریدین مصنف شیخ یحییٰ بن معاذ رازیؒ، کتاب قیام اللیل والتہجد مصنف ابو

حفص۔ کتاب الصحبت، مصنف شیخ ابو جعفر محمد بن حسین برجلائیؒ، کتاب امثال القرآن مصنف حضرت شیخ جنید بغدادیؒ، کتاب موعظہ العارفین مصنف شیخ سہیل بن عبداللہ تستری، کتاب التوکل مصنف ہشام القاریؒ اور چوتھی صدی ہجری اور بعد میں شیخ ابونصر عبداللہ بن علی سراج طوسی کی کتاب اللمع، شیخ ابوالقاسم عبدالکریم قشیری کی کتاب رسالہ قشیریہ، حضرت ابوالحسن علی ہجویری داتا گنج بخش کی کتاب کشف المحجوب، حجۃ الاسلام ابو حامد بن محمد غزالی کی کتاب احیاء العلوم، حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کُتب فتوح الغیب، غنیۃ الطالبین، الفتح الربانی، حضرت شیخ فرید الدین عطار کی تذکرۃ الاولیاء، حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی عوارف المعارف اور وصایا شریف، حضرت مولانا نور الدین جامیؒ کی کتاب نفحات الانس اور حضرت ابوالفیض سیّد قلندر علی سہروردیؒ کی کتاب الفقر وفخری وغیرہ ھم یہ تمام کتب اور ان کے علاوہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کتب موضوع تصوف پر دلیل ہیں۔

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ سلسلہ تحقیق و تحریر انشاء اللہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا کہ روحانیت کے پیاسوں کی سیرابی کا یہ ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ آج تک تصوف پر جتنی کتب لکھی گئی ہیں اور آئندہ لکھی جائیں گی ان میں صوفیاء کے حالات اور افکار کو ضبط کیا گیا ہے اور کیا جاتا رہے گا اور ان کے اعلیٰ وارفع مقام کی نشان دہی بھی ہوتی رہے گی۔

عزیز محترم محمد نعیم طاہر سہروردی کی یہ کتاب تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ میرے دوست اور سلسلہ سہروردیہ کا سرمایہ محمد نعیم طاہر سہروردی کا ذوق ادب اور مذہبی رجحان یقیناً قابل ستائش ہے۔ محمد نعیم طاہر سہروردی

صاحب نے ۱۹۸۶ء میں سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں بیعت کی۔ چونکہ میلان طبع شروع ہی سے تحقیق وتحریر کی طرف تھا۔ یہ شوق بیعت کے بعد مزید بڑھا کہ اس شوق کی تکمیل اور سلسلہ کی ترویج کیلئے نفحات سہروردیہ۔ تاریخ مشائخ سہروردیہ تذکرہ خضر صحرائے طریقت، گنج فیض جیسی خوبصورت کتابیں تحریر کر ڈالیں۔ ان کی ایک اور علم افروز کتاب تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب بھی سلسلہ عالیہ سہروردیہ اور سلسلہ سے وابستہ خوبصورت ہستیوں کی خوبصورت زندگیوں پر ایک خوبصورت کتاب ہے اور وابستگان سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے لیے عظیم تحفہ بھی ہے۔ دعا ہے کہ مولا کریم اپنے محبوب کریم رؤف الرحیم ﷺ کی نعلین پاک کے صدقے ان کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور انہیں سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے بزرگان کی روحانی مدد عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنے مشائخ عظام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

دعا گو

سید محمد شاہد رسول سہروردی

(سجادہ نشین آستانہ عالیہ سہروردیہ لاہور)

# ابتدایہ



**الحمد للّٰہ العلّی العظیم والصّلاۃ والسّلامُ عَلی رسُولہٖ الکریم۔**

حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے لوگو! سُنو اور سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء۔ مگر ان پر رشک کریں گے انبیاء اور شہدا۔ ان کے مراتب اور قرب پر جو اللہ تعالیٰ کے حضور ان کو ہوگا۔

آپ ﷺ کا ارشاد سُن کر ایک اعرابی کھڑا ہو گیا اور تعجب سے عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ایسے لوگ بھی ہیں؟ ان کے اوصاف اور صورتیں بیان فرمایئے۔

آپ ﷺ اس کے پوچھنے پر خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ مختلف گروہوں سے ہوں گے۔ ان میں آپس میں کچھ قرابت نہ ہوگی بلکہ ان کی محبت و خلوص سب اللہ ہی کیلیۓ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو نور کے ممبر عطا فرمائے گا اور ان کو ان پر بٹھائے گا ان کے چہرے اور کپڑے نور کے ہوں گے۔

لوگ قیامت کے دن گھبرائیں گے اور وہ نہیں گھبرائیں گے وہی اولیاً اللہ

ہیں جن پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ رنج۔

یہی وہ اولیاء ہیں جو اولیائی تحت قبائی لا یعفهم سوائی. (میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں میرے سوا ان کو کوئی نہیں پہچانتا) کی مخصوص صفت سے سرفراز ہیں۔ ان کی صحبت اور خدمت و معیت سے آدمی انسان بنتا ہے۔ اور دولت عرفان نصیب ہوتی ہے۔ بقول خواجہ شیرازیؒ۔

روضۂ خلد بریں خلوت درویشاں است
مایۂ محتشمی خدمت درویشاں است

گنج عزلت کہ طلسمات عجائب دارد
فتح آں در نظر رحمت درویشاں است

آنچہ زری شود از پر تو آں قلب سیاہ
کیمیائیت کہ در صحبت درویشاں است

خسروان قبلۂ حاجات جہانند ولے
سببش بندگی حضرت درویشاں است

حافظ ایں جا بہ ادب باش کہ سلطانی مُلک
ہمہ از بندگی حضرت درویشاں است

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام سیرت و کردار سے پھیلا ہے۔ کفر کے ظلمت کدے میں اسلام کا نور پھیلانے والے اولیاء کرام ہیں ان نفوس قدسیہ نے چار دانگ عالم میں عظمت اسلام کے پرچم لہرائے امام السالکین حضرت قبلہ سید قلندر علی شاہ سہروردی اپنی کتاب الفقر فخری میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بڑی بڑی ملکی فتوحات میں ان مشائخ کرام کا ہاتھ کام کرتا تھا۔ اجمیر و سومنات کی فتوحات انہی کے تصرفات کا کرشمہ تھیں۔ سلطان

نورالدین زنگی اور سلطان صلاح الدین ایوبی کا عرفان عروج انہیں کی صحیح اسلامی تعلیمات کا نتیجہ تھا۔

ہندوستان میں کسی فرمانروا کی جانب سے اشاعت اسلام کی کوئی سعی نہیں کی گئی اگر کی گئی ہے تو انہی حضرات کی اتباع میں کی گئی ہے۔ اور آج اس ملک میں جتنے مسلمان نظر آرہے ہیں وہ انہیں صوفیائے عظام اور اولیاء کرام کی سعی کا نتیجہ ہیں۔ یہ مردانِ خدا وارثان علوم مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ان کے آستانے فیوض و برکات کے مراکز ہیں۔ جہاں لوگوں کو شریعت مطہرہ سے روشناس کرا کر ظاہری و باطنی اسرار سے آگاہی بخشی جاتی ہے اور لوگوں کی ظاہری و باطنی حالت کو سنوارا جاتا ہے اور عرفان الٰہی کی منازل طے کرائی جاتی ہیں۔ یہی وہ گروہ ہے جن کے اقوال وملفوظات کو قرآن وحدیث کے بعد دیگر تمام علون پر فوقیت حاصل ہے۔ ان کا کلام روحانی امراض کو شفا اور زنگ آلودہ قلوب کو جلا بخشا ہے ان کے حالات زندگی قلب علیل کے لئے درماں ہیں۔

اولیاء کرام کے ملفوظات احوال اولیاء ہیں جو حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا آئینہ ہیں ہم ان آفتاب ہائے نور و نور انبت سے اخذ نور کر کے اپنی زندگی کو درخشاں اور تاباں کر سکتے ہیں اور ان کی تعلیمات کا مظہر بن کر اپنے مطلوب حقیقی کو پا سکتے ہیں۔

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری فردوسی اپنے ایک مرید صادق رکن الدین کو تحریر فرماتے ہیں کہ۔

اے بھائی اوراد و وظائف کی پابندی کا خاص خیال رکھو۔ کسی حال میں بھی ناغہ نہ ہونے دو اور دیکھو! مشائخ عظام کی تصنیفات ومکتوبات کے مطالعہ کا معمول بھی ہرگز ہرگز ترک نہ ہونے پائے۔ سنو! ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب ہمارے معاملات یعنی اعمال مشائخ جیسے نہیں تو پھر ان کے کلمات کو پڑھنے اور ان کی

کتابوں کے مطالعہ سے کیا فائدہ پہنچے گا؟

انہوں نے جواب دیا کہ مشائخ کے کلمات روئے زمین پر خدائی لشکر ہیں اگر اس کا مطالعہ کرنے والا مرد ہوگا تو شیر مرد بن جائے گا اور اگر نامرد ہوگا تو مرد ہو جائے گا۔

ایک بزرگ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ اگر ایسا زمانہ آجائے۔ جب بزرگانِ دین نایاب ہو جائیں اور ان کی صحبت میسّر نہ ہو تو اس وقت ہم لوگ کیا کریں تو انہوں نے فرمایا کہ۔

ایسے وقت میں بزرگوں کی کتابوں کا ایک جُزو روزانہ پڑھ لیا کرو۔

اے بھائی سُنو! زندہ وہی ہے جو ان بزرگوں کے سایۂ دولت کے نیچے زندگی گزار رہا ہے یا ان بزرگوں کی کتابون کے مطالعہ میں مشغول ہے اور جس کو ان دو میں سے کوئی چیز بھی حاصل نہیں وہ زندہ نہیں بلکہ مُردہ ہے اور اپنے نفس کا اسیر ہے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ

ارادتمند کو بزرگان سلسلہ کی رویات و حکایات سے کیا فائدہ پہنچتا ہے آپ نے فرمایا کہ مردان خدا کا ذکر خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس کے ذریعے مریدین کو اعانت اور شکستہ قلوب کو استحکام حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے ان ارادتمندوں کو چاہیے کہ اپنے مشائخ شجرہ کے حالات زندگی سے آگاہی حاصل کریں۔ اور ان کے ملفوظات کا مطالعہ رکھیں۔ اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اس کے مشائخ عظام کے مزارات کہاں کہاں واقع ہیں۔ تاکہ گاہے بگاہے ان مزارات پر حاضر ہو کر صاحب مزار کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہو سکیں۔

اس ضمن میں دیگر تمام سلاسل قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ مشائخ عظام کے تذکرے دستیاب ہیں۔ ان میں

(۱)۔اقتباس الانوار از شیخ محمد اکرم چشتی صابری۔(تذکرہ مشائخ چشتیہ صابریہ)

(۲)۔تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ از اسرار الحسنین قادری۔

(۳)۔مخزن چشت از خواجہ امام بخش مہاروی۔(تذکرہ مشائخ چشتیہ)

(۴)۔سیر الاولیاً از میر خورد کرمانیؒ۔(تذکرہ مشائخ چشتیہ)

(۵)ہفت اقطاب از غلام جہانیاں معینیؒ۔(تذکرہ مشائخ چشتیہ کوٹ مٹھن شریف)

(۶)۔تذکرہ گلشن کرم از حافظ تقی انور علویؒ۔(تذکرہ مشائخ قلندریہ تکیہ شریف کاکوری)

(۷)۔تاریخ خاندان برکات از محمد میاں قادریؒ۔(تذکرہ مشائخ قادریہ مارہرہ شریف)

(۸)۔مناقب الاصفیاء از مخدوم شاہ شعیب فردوسی۔(تذکرہ مشائخ فردوسیہ)

(۹)۔شریف التواریخ از سید شریف احمد شرافت نوشاہی۔(تذکرہ مشائخ قادریہ نوشاہیہ)

(۱۰)۔تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ۔از محمد صادق قصوری۔

(۱۱)۔مناقب المحبوبین از خواجہ نجم الدین سلیمانی۔(تذکرہ مشائخ چشتیہ سلمانیہ)

(۱۲)۔حضرات القدس از علامہ بدرالدین سرہندی۔(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

(۱۳)۔تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از علامہ نور بخش توکلی۔(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ توکلیہ)

(۱۴)۔تاریخ مشائخ نقشبندیہ از صاحبزادہ محمد عبدالرسول للّٰہی۔(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ للہیہ)

(۱۵)۔خزینہ معرفت از صوفی محمد ابراہیم قصوریؒ۔(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ شرقپور)

(۱۶)۔جواہر نقشبندیہ از محمد یوسف بی اے۔(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ چورہ شریف)

(۱۷)۔تذکرہ خواجگان تونسوی از پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی۔

(۱۸)۔تذکرہ خواجگان چشت از حکیم محمد حسین بدر چشتی۔(تذکرہ مشائخ چشتیہ سکیر شریف)

(۱۹)۔فیوضات بارویہ از جام محمد ظفر اللہ باروی۔(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ بارویہ)

(۲۰)۔شمیم ولایت از مولانا علی اصغر چشتی صابری۔(تذکرہ مشائخ چشتیہ غنویہ)

(۲۱)۔سُبل السّلام از پروفیسر حاجی نعمت علی۔(تذکرہ مشائخ چشتیہ فخریہ)

جیسی کتب ان سلاسل تصوف کے روشن مینار ہیں۔ ان تذکروں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے مصنفین نے حضور ﷺ سے لے کر اپنے شیخ تک تمام مشائخ شجرہ کے حالات و ملفوظات قلم بند کیے ہیں۔ لیکن مشائخ سہروردیہ پر کوئی کتاب دستیاب نہیں ہے۔

چنانچہ اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے راقم الحروف نے اپنے شیخ طریقت حضرت قبلہ سید شاہد رسول شاہ صاحب سہروردی کی اجازت سے مشائخ سہروردیہ قلندریہ کے تذکرہ پر کام شروع کیا۔ یہ کام سست رفتاری سے جاری تھا کیونکہ مشائخ سہروردیہ کے مآخذات کی بہت کمی ہے۔ لیکن مورخ قصور پیر طریقت حضرت قبلہ محمد صادق قصوری صاحب (خلیفہ مجاز مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ) نے کمر ہمت بندھائی اور کام کی رفتار تیز کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ بندہ نے شبانہ روز محنت کر کے تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ مکمل کر لیا۔ اس تذکرہ میں میں نے حضور ﷺ سے لے کر مجدد سلسلہ سہروردیہ حضرت سید ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی اور آپ کے سجادگان حضرت سید ابوالشاہد سید فیض احمد سہروردی اور سجادہ نشین دوم حضرت سید شاہد رسول شاہ صاحب سہروردی تک تمام مشائخ شجرہ کے حالات قلم بند کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس تذکرہ کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور ہمیں مشائخ عظام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسی گروہ میں ہمارا حشر و نشر فرمائے اور اس کتاب میں وہ تاثیر عطا فرمائے جس کے مطالعہ سے ہر قاری کا دل تیری محبت کے نور سے منور ہو جائے۔ (آمین)

راقم اپنے شیخ و مربی حضرت قبلہ سید شاہد رسول شاہ صاحب گیلانی سہروردی کا ممنون احسان ہے جن کی نظر کرم سے کتاب کی تکمیل ہوئی۔ بندہ اپنے تمام احباب جناب محمد صادق قصوری، جناب ڈاکٹر صوفی امانت علی سہروردی

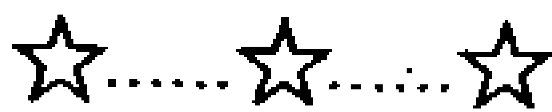
(گوجرانوالہ) جناب محمد اشرف سہروردی (بورے والا) جناب محمد علی سہروردی نئی بستی ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ اور صاحبزادہ حسن نواز حسن (نڑالی شریف راولپنڈی) محمد اسماعیل سہروردی فیصل آباد اور احباب طریقت کا مشکور ہے جنہوں نے اس تذکرہ کی تکمیل میں میری مدد فرمائی۔ کتاب کی اشاعت جناب نجابت علی تارڑ صاحب فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مقام و درجات بلند فرمائے کہ ان کی کوشش سے یہ کتاب احباب طریقت تک پہنچ رہی ہے۔

خادم الاصفیاء

محمد نعیم طاہر سہروردی ایم۔ اے، بی ایڈ۔

سنجر پور

تحصیل صادق آباد، ضلع رحیم یار خان۔



# تعارف سلسلہ عالیہ سہروردیہ

سہروردیہ چشت کی طرح ایک مقام کا نام ہے جو عراق و عجم میں ہمدان اور زنجان کے درمیان واقع تھا۔ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور آپ کا خاندان یہیں کا رہنے والا تھا۔ اس لئے آپ کے سلسلہ عالیہ کو سہروردیہ کہتے ہیں۔

## تاریخی پسِ منظر:

مشہور متشرق نویڈیکی کی تحقیقات کے مطابق سہرورد جو شیخ الشیوخ اور ان کے بزرگ کی جائے پیدائش ہے۔ دراصل سہراب گرد یا سُہراد گرد تھا۔ سہراب زمانہ قدیم میں ایک ایرانی گورنر تھا۔ اس لئے اس کے نام سے یہ قصبہ مشہور ہوا۔

بعد میں امتداد زمانہ سے اس کا نام بگڑ کر سہرورد ہو گیا۔ یہ قصبہ عراق و عجم کے پہاڑی علاقے میں ایک ایسی سڑک پر واقع ہے۔ جو ہمدان سے زنجان کی طرف جاتی ہے اور مغلوں کے مرکزی شہر سلطانیہ سے شمال کی طرف ہے یہ تین سرخ لمبی ہے۔ مشہور جغرافیہ دان اور سیاح اصطخری کے قول کے مطابق۔

یہ آذر بائیجان کی طرف جانے کا مختصر راستہ تھا۔ اس قصبہ کے چاروں طرف فصیل تھی چوتھی صدی ہجری میں جبکہ سہروردی خاندان یہاں آباد تھا۔ یہ قصبہ کردوں کے قبضہ میں تھا جن کا مذہب و اخلاق سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی ہدایت کیلئے اس خاندان کو آباد کرایا۔ اسلامی مورخ اور جغرافیہ دان مستوفی کے زمانہ میں اس قصبہ کی حیثیت ایک معمولی گاؤں سے زیادہ نہ تھی۔ اس کے

آس پاس مغلوں کے چند دیہات تھے سخت سردی کی وجہ سے اس علاقہ میں غلہ اور معمولی پھلوں کے علاوہ اور کچھ پیدا نہ ہوتا تھا۔

مشہور مورخ مسعود حسن شہاب کا بیان ہے کہ

سہرورد کا قصبہ عراق کے پہاڑی علاقہ میں اس راستہ پر واقع تھا جو آذر بائیجان کو جاتا تھا۔ یہ بستی کردوں کے زیر تصرف تھی۔ کردوں کو راہِ راست پر لانے میں سہروردی مشائخ کا بڑا حصہ ہے۔

ڈاکٹر شمیم محمود زیدی صاحبہ سہرورد کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ۔

فرقہ سہروردیہ دراصل نسبت اسم است بہ اسم مکان نہ بہ اسم شخص و بقول مصنف ریحانۃ الادب "سہرورد" بضم اول و فتح ثالث و رابع شہر است از بلاد جبال نزدیکی زنگان و بنوشتہ روضات بہ فتح اول نیز جایز است۔ ولی ابن خلکان فتح اُولش را ضبط کردہ است۔ پس معلوم مے شود کہ سہرورد ہم مثلِ چشت اسم جائی است کہ میان ہمدان و زنجان واقع شدہ است۔ موسس اعلامی ایں فرقہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی و مرشد او شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردیؒ متوفی ۵۶۳ھ و مرشد او شیخ وجیہہ الدین سہروردی ہم اہل ہمیں ناحیۂ بودہ اند و برای ہمیں است کہ سلسلہ ایشاں سلسلہ سہروردیہ معروف شُد۔

## محل وقوع:

عبدالسلام سہروردیؒ نے سہرورد کا محل وقوع اس طرح بیان کیا ہے دو سہرورد ملک عراق عجم کے ایک پہاڑی علاقے زنجان (عرض البلد ۳۶ درجے ۴۱ منٹ طول البلد ۴۱ درجے ۲۹ منٹ) کے قریب تقریباً ۳۶ درجے عرض البلد شمالی اور ۴۹ درجے طول البلد مشرقی پر واقع ایک نہایت مردم خیز قصبہ تھا۔

# سلسلہ سہروردیہ کا خانقاہی نظام اور تبلیغی و اصلاحی کوشش

چوتھی صدی ہجری میں جب سہروردی خاندان سہرورد کے علاقے میں آباد تھا اس وقت یہ قصبہ کردوں کے قبضہ میں تھے۔ یہ لوگ مذہبی قدروں سے بالکل عاری تھے اور انہیں مذہب اخلاق سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے دودمان عالی نے اس کفرستان میں تبلیغ اسلام کی شمع روشن کی اور ان وحشیوں کو روشناس اسلام کر کے حلقہ بگوش اسلام بنا دیا۔ اور یہ ظلمت کدہ چراغ سہروردیہ کی نورانی شعاؤں سے بقعۂ نور بن گیا۔ سہروردی خاندان کی جدوجہد اور انوار و برکات سے اس علاقے کا گوشہ گوشہ فیضان سرمدی سے سرشار ہو کر نور محمد سے مالا مال ہو گیا اور اس علاقے سے علم و عرفان کے وہ چشمے پھوٹے جن سے ایک عالم سیراب ہوا ایک دنیا اس سے روشناس ہے۔ حضرت ابو محمد عمویہ سہروردی۔ شیخ وجیہ الدین سہروردی اور حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی اور حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے اس خطہ میں اسلام کی گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

تمام سلاسل تصوف میں سلسلہ عالیہ سہروردیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس سلسلہ نے سب سے پہلے خانقاہی نظام قائم کیا۔ اور ایک باقاعدہ پروگرام کے تحت دنیا کے گوشے گوشے میں اپنی خانقاہیں قائم کیں۔ ان خانقاہوں میں اسلام کی تبلیغ تزکیہ نفس اور بلند اخلاق کی تعلیم دی جاتی تھی۔

حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کی خانقاہ عالیہ ایک چشمہ

فیض تھا جس سے ایک عالم سیراب ہوا۔ اس خانقاہ میں ظاہری و باطنی تعلیم کے علیحدہ علیحدہ شعبے قائم تھے۔ جس سے بڑے بڑے علماء کرام اور مشائخ عظام عملی و اعزازی سندات لے کر نکلتے تھے۔ عالم اسلام کے جید مشائخ عظام کو اس خانقاہ کی کشش یہاں کھینچ لائی تھی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت جلال الدین تبریزی، حضرت فرید الدین عطار، مخدوم نوح بکھروی، حضرت شیخ حمید الدین ناگوری اور حضرت غوث العالم بہاؤ الدین ذکریا ملتانی جیسے بلند پایہ شہباز طریقت آپ کی خانقاہ میں قیام پذیر ہوئے اور ظاہری و باطنی فیوض و برکات حاصل کیے۔

حضرت قبلہ شمس بریلویؒ رقم طراز ہیں کہ

شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی جب اپنے مرشد کی مسند فقر پر رونق افروز ہوئے تو آپ کی ذات گرامی سے لاکھوں بندگان خدا کو فیض پہنچا۔ آپ کی ذات گرامی کا شہرہ نہ صرف عراق بلکہ مصر و شام حجاز اور ایران میں دور دور تک پھیل گیا بر کوچک ہندوستان میں بھی آپ کی بزرگی کا غلغلہ بلند ہوا۔ چنانچہ دنیا بھر کے مشائخ عظام کیلئے آپ کی ذات گرامی ملجا و ماوی بن گئی۔ حضرت شیخ الشیوخؒ نے اپنے پیچھے خلفاء کرام کی ایک کثیر جماعت چھوڑی ان نفوس قدسیہ نے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کو دنیا بھر میں پھیلا دیا اور اسلام کی ٹھوس خدمات سر انجام دیں۔

ڈاکٹر محمد اختر چیمہ صاحب کا بیان ہے کہ

تربیت یافتگان شیخ سہروردی کہ در شبہ قارہ بدکار تبلیغ و اشاعت اسلام و ترقی پیش رفت تصوف و عرفان خدمات بسزا ای انجام دادہ اند۔

جناب سیف ذوالقرنین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

سلسلہ عالیہ سہروردیہ نے دنیا کے ہر حصہ میں اس قدر تقویت حاصل کی اور

شہرت دوام پائی کہ آج تک یہ سلسلہ پاک وہند، بنگال وچین، ایران وترکی، فلسطین و مصر، عراق و بغداد، سمرقند اور بخارا تک جاری ہے۔ اس سلسلے نے اسلام کو پھیلانے میں بڑی کوشش کی اور تبلیغ میں منفرد مقام حاصل کیا۔ انہوں نے تبلیغ دین سے مغلوں کو مسلمان کیا۔ سلسلہ سہروردیہ کا وہ دور خصوصاً قابلِ ذکر ہے۔ جب مسلمانوں کے خون سے ایران، بغداد، سمرقند، بخارا، چین اور ہند کے مسلمان چنگیزی قوم کے ہاتھوں گاجر مولی کی طرح کٹ رہے تھے ہر طرف خون ریزی تھی۔ ایسے حالات میں تبلیغ اسلام ایک ایسا کارنامہ تھا۔ جس پر تاریخ اسلام اور سلسلہ سہروردیہ سے تعلق رکھنے والے جتنا بھی فخر کریں کم ہے جس وقت چنگیز خان کے ہاتھوں خوارزم کی اینٹ سے اینٹ بج رہی تھی اس وقت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے برادرِ طریقت شیخ نجم الدین کبریٰ سہروردی بخارا میں درس وتدریس میں مشغول تھے۔ آپ کے مریدوں کا حلقہ اس قدر وسیع تھا کہ سمرقند، ترکی، بخارا اور بغداد جیسے شہران کی تبلیغ سے مستفید ہوئے تھے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ بہ نفس نفیس چنگیزی لشکر کے سامنے ڈٹ گئے اور اپنے مریدوں کے ہمراہ

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے چنگیزی لشکر کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ لیکن شیخ کے مریدوں کی ایک بڑی تعداد باقی تھی جو رشد وہدایت میں مصروف رہے۔ آپ کے بعد آپ کے خلیفہ شیخ سیف الدین خرزی کی ذات گرامی تبلیغ اسلام میں مصروف تھی۔ حضرت سیف الدین باخرزی کی نظر فیض برکہ خان منگول پر پڑی اور اس نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اس کے ساتھ اس کے بہت سے عزیز و اقارب نے بھی کلمہ توحید پڑھا۔ برکہ خان نے بہت سی مساجد تعمیر کرائیں اور مدرسے قائم کر کے دینی امور کو رائج کیا۔ اس پر علامہ اقبال نے کہا تھا۔

؎ پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

حضرت سعد الدین حموی سہروردی خراسان میں رشد و ہدایت میں صبح و مسا سرگرم عمل تھے۔ ترکستان میں حضرت کمال الدین شریانی (سہروردی) کلمہ توحید بلند کرنے میں مصروف رہے۔ نظام الدین جُندی جیسے باکمال صوفی قفچق میں انوار محمدی پھیلانے میں مصروف تھے اس سلسلہ کے کئی خلفا اور تربیت یافتہ مریدین فلسطین سے لے کر چین تک اور بحر ہند کے جزائر و ساحلی مقامات سے گزر کر جنوبی ہند کے اندرونی دور دراز مقامات تک پھیل گئے۔

مصر و شام میں حضرت خواجہ نجم الدین تفلیسی سہروردی، حضرت خواجہ روزبھان کبیر مصری اور یمن میں حضرت شیخ محمد یمنی سہروردی نے تبلیغ اسلام میں اہم کردار ادا کیا۔

سرزمین حجاز مقدس میں سلسلہ عالیہ سہروردیہ حضرت شیخ مکہ عبداللہ یافعی سہروردی اور شیخ مدینہ حضرت عبداللہ مطری سہروردی کے ذریعہ متعارف ہوا۔ ثمرقند میں حضرت شمس الدین ثمرقندی سہروردی نے لوگوں کی اصلاح کیلئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ نیز یہاں حضرت شیخ الاسلام رکن الدین اسمٰعیل سہروردی سجادہ نشین درگاہ غوثیہ ملتان نے بھی تبلیغ اسلام میں اہم کردار ادا کیا۔

ایران میں حضرت شیخ الشیوخ کے خلفائے عظام نے اسلام کی ترویج اور سلسلہ عالیہ کی نشر و اشاعت کیلئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ یہاں حضرت شیخ نجیب الدین برغش شیرازی سہروردی۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی سہروردی، حضرت شیخ ظہیر الدین عبدالرحمٰن، حضرت شیخ شمس الدین صفی سہروردی، اصفہان میں حضرت شیخ تاج الدین اصفہانیؒ، حضرت شیخ کمال الدین اسمٰعیل اصفہانی سہروردی، مشہد مقدس میں حضرت سید محمد شجاع مشہدی سہروردی، شوکارہ اور گاوزرون میں حضرت شیخ

محمود تشتری سہروردی، حضرت شیخ امین الدین گاوزرونی سہروردی اور حضرت شیخ امام الدین سہروردیؒ نے قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی صدائیں بلند رکھیں۔

دمشق اور عدن میں حضرت خواجہ قطب الدین دمشقی سہروردی اور حضرت مولانا فخر الدین عراقی سہروردی لوگوں کی رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ اسلام کیلئے حضرت شیخ الشیوخؒ نے اپنے کثیر خلفاء یہاں بھیجے اور حضرت شیخ نے خود بھی فرمایا **خلفائی فی الھند کثیرہ**۔ یعنی ہندوستان میں کثیر خلفاء ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں حضرت شیخ الشیوخؒ کے خلفاء میں۔

| | |
|---|---|
| حضرت شیخ مخدوم نوح بکھروی سہروردی۔ | بکھر (روہڑی سندھ) |
| حضرت غوث العالم بہاء الدین ذکریا ملتانی سہروردی۔ | ملتان |
| حضرت شیخ جلال الدین تبریزی سہروردی۔ | بنگال پنڈوہ |
| حضرت قاضی حمید الدین ناگوری سہروردی۔ | دہلی |
| حضرت شیخ ضیاء الدین رومی سہروردی۔ | دہلی |
| حضرت مولانا مجد الدین حاجی سہروردی۔ | دہلی |
| حضرت شاہ ترکمان بیابانی سہروردی۔ | دہلی |
| حضرت سلطان نور الدین مبارک غزنوی سہروردی۔ | دہلی |
| حضرت شیخ احمد خنداں سہروردی۔ | بدایوں |
| حضرت میر علاء الدین جاوری سہروردی۔ | بھرائچ |
| حضرت شیخ شہاب الدین جگجوت سہروردی۔ | پٹنہ |
| حضرت قاضی شہاب الدین عمر سہروردی۔ | گجرات کاٹھیاوار |
| حضرت شیخ شریف الدین سہروردی۔ | حیدر آباد دکن |
| حضرت سلطان معز الدین سہروردی۔ | سندیلہ |

حضرت سلطان احمد سخی سرور سہروردی۔ ڈیرہ غازی خان

کے اسماء گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان مشائخ عظام نے ان مقامات پر اپنی خانقاہیں قائم کیں اور لوگوں کی رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ اور اس سرزمین میں سلسلہ عالیہ سہروردیہ کو روشناس کرایا۔

اس خطہ میں تبلیغ اسلام اور سلسلہ کی نشر و اشاعت کا سب سے زیادہ کام حضرت شیخ الشیوخ کے محبوب خلیفہ حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا ملتانی سہروردی نے انجام دیا۔ آپ کی تبلیغی کوششوں کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند میں آپ کو سلسلہ عالیہ سہروردیہ کا بانی تسلیم کیا جاتا ہے۔

صاحبِ بزم صوفیا کا بیان ہے کہ۔

ملتان کی مدت قیام میں نہ صرف ملتان بلکہ سارا ہندوستان حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے فیوض و برکات کے انوار سے منوّر ہو گیا تھا اور ان کا عہد خیر الاعصار کہا جاتا ہے۔ آپ نے ملتان میں ایک عظیم الشان مدرسہ قائم کیا جو اسلامی یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا تھا اس میں نہ صرف ملتان بلکہ ایشیاء، عراق و شام اور حجازِ مقدس تک کے طلباء زیر تعلیم تھے۔ اس مدرسہ میں طلباء کی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ روحانی، اخلاقی، تجارتی اور دیگر فنون کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔

فارغ التحصیل طلباء کو مختلف علاقوں میں تبلیغ اسلام کیلئے بھیج دیا جاتا آپ کے طلباء کاٹھیاوار احمد آباد سے لے کر صوبہ بہار بنگال، برما ملایا۔ اور جاوا، سماٹرا، انڈونیشیا تک پھیل گئے اور جنوبی ایشیاء کے اطراف و اکناف اسلام کے نور سے منور ہو گئے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کا فرمان ہے کہ۔

حضرت بہاء الدین زکریاؒ سے ستر ہزار طالب علموں نے دینی اور روحانی فیض حاصل کیا اور دنیا بھر میں پھیل گئے۔

حضرت سیف ذوالقرنین صاحب رقمطراز ہیں کہ۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا نے نصف صدی کے عرصہ میں برصغیر پاک و ہند کو نہ صرف قرامطہ کے شر سے پاک کیا بلکہ لاکھوں سرکش اور تندمزاج کافروں کو نور ایمان کے نور سے مالا مال کر کے مسلمانوں کی اقلیت کو اکثریت میں تبدیل کر دیا اور وہ لاکھوں خون آشنام تلواریں جو سالہا سال تک غزنی کے مجاہدوں سے ٹکراتی رہیں تھیں اسلام کی محافظ بن گئیں۔

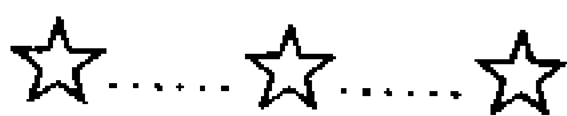
الغرض مغلوں اور قرامطہ کو اسلام سے متعارف کرانے میں سہروردی بزرگوں کا بڑا حصہ ہے۔ خاص کر حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی اور ان کے خلفاء و رفقاء نے ملت اسلامیہ کی اس وقت نگہبانی کی جب اغیار و اعداء نے ان پر زندگی کی تمام راہیں مسدود کر دی تھیں۔

اور بقول سید اصغر علی شاہ جعفری

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جن علاقوں میں سہروردیہ طریق نے تبلیغ کی، آج کا پاکستان انہی سرحدوں پر قائم ہے حضرت غوث العالمین بہاء الدین ذکریا ملتانی کے بعد رشد و ہدایت اور سلسلہ کی ترویج کا کام حضرت صدرالدین عارف ملتانی سہروردی اور آپ کے فرزند خانقاہ غوثیہ کے سجادہ نشین حضرت شاہ رکن الدین ملتانی سہروردی نے انہی خطوط پر جاری و ساری رکھا جس کی بنیاد حضرت شیخ الاسلام نے رکھی تھی۔ آپ کے دور میں سلسلہ سہروردیہ افغانستان اور دور دراز علاقوں میں پھیلتا چلا گیا۔ سلسلہ عالیہ کی نشر و اشاعت اور رشد و ہدایت کا مزید کام آپ کے خلیفہ اعظم حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری سہروردی نے انجام دیا۔ آپ کے بعد سلسلہ کی ترویج و اشاعت کا کام سہروردی مشائخ عظام انجام دیتے رہے لیکن اس کام میں وہ تیزی و رفتار نہ رہی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا یہ سلسلہ گوشہ گمنامی میں

گم ہونے لگا۔ لیکن سلسلہ سہروردیہ کی امانت سینہ بہ سینہ حضرت میاں غلام محمد حیات گڑھی سہروردی کے ذریعہ حضرت سید قلندر علی شاہ سہروردی لاہوری تک پہنچی۔ آپ کے دور میں سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی نشر واشاعت کا کام بالکل ماند پڑ چکا تھا اور بہت کم لوگ سلسلہ سے متعارف تھے حضرت سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردی نے اس سلسلہ کی ترویج وتجدید کیلئے بہت کام کیا اور سلسلہ سہروردیہ کو دوبارہ متعارف کرایا۔ آپ کے ذریعہ سلسلہ سہروردیہ کو حیات نو عطا ہوئی اور ہزاروں بندگان کو ہدایت کی راہ نصیب ہوئی۔ اس لئے آپ کو مجدد سلسلہ عالیہ سہروردیہ کہتے ہیں۔ الحمد للہ یہ سلسلہ رشد و ہدایت آپ کے آستانہ عالیہ سے آج بھی جاری وساری ہے۔

؎ باد صبا مدام ایں در عرفان کشادہ باد



# سرورِ کائنات، صاحبِ لولاک سیّد المرسلین حبیب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

## نورِ محمدی ﷺ کی حقیقت:

حدیث شریف میں وارد ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے والدین آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی چیز کو پیدا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور قدر الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھا، نہ قلم، نہ بہشت نہ دوزخ نہ فرشتہ نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ جن نہ انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اسی نور سے تمام مخلوق کو پیدا کیا۔!

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور کو واسطہ خلق ٹھہرایا اور عالم ارواح میں ہی خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا اسی نور کی برکت سے حضرت آدم مسجود ملائکہ بنے اور اسی نور کی برکت سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان سے کنارے لگی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود گلزار ہوگئی اور اسی نور کی برکت سے انبیاء کرام سابقین علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کی عنایات ہوئیں۔

## ظہورِ قدسی:

سرورِ انبیاء، محبوب رب العالمین، شافعِ یوم النشور ﷺ ۱۲ ربیع الاول بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو کتم غیب سے منصہ شہود پر جلوہ افروز ہوئے اور پوری کائنات نے اس ظہورِ قدسی پر بصد ادب و احترام سر جھکا لیا۔ فضائے بسیط میں ایک شورِ مسرّت و شادمانی بلند ہوا کہ وہ نبی مختار آ گیا جو کفر و شرک کی ظلمتوں کے طلسم کو توڑ کر رکھ دے گا۔ وہ باعثِ تخلیقِ کائنات تشریف لے آیا جو ایک دنیا کو خارزارِ غم والم سے نکال کر آرام و راحت کے فردوس میں پہنچا دے گا۔ وہ پھول کھلا جس کی نکہت بیزیاں اور تر دستیاں مشامِ عالم کو معطر و مُعنبر کر دیں گی۔ وہ ہادی نمودار ہوا جس کی تعلیم و تلقین تا قیامت مخلوقِ خدا کو نجات کی سند دیتی رہے گی۔ وہ آفتاب قطب نکلا جس سے اس جہان آب و گل کا ذرّہ ذرّہ قدوسیوں کے ساتھ مل کر اس نور ایزدی کی درخشانیوں سے ابدی طور پر کسب ضیاء کرتا رہے گا اور دنیا کی ماسوا پرستی خدا پرستی میں بدل جائے گی۔ غلام و آقا برابر، شاہ و گدا ہمسر ہو جائیں گے۔

ولادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ ایک نور ان سے نکلا جس کی روشنی سے انہیں ملک شام کے مکانات نظر آئے۔ فاطمہ بنت عبداللہ (والدہ عثمان بن ابی العاص) بیان فرماتی ہیں کہ ولادت باسعادت کی رات میں حضرت آمنہ کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ آسمان سے ستارے لٹک رہے ہیں اور حرم کی زمین سے اس قدر قریب ہو گئے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر گر پڑیں گے۔

## بعثت نبوت سے قبل کے واقعات:

ظہور ولادت سے قبل آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ سات روز تک آنحضور ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ پھر یہ شرف حضرت

حلیمہ سعدیہؓ کے حصہ میں آیا وہ آپ کو اپنے وطن طائف دودھ پلانے کو لے گئیں۔ شقِ صدر کے واقعہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہؓ آپ ﷺ کو مکہ میں آپ کے گھر پہنچا گئیں۔ چھ سال کی عمر میں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ بھی بمقامِ ابواء وصال فرما گئیں۔ اب آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کی پرورش کے کفیل ہوئے دو برس کے بعد انہوں نے بھی وفات پائی پھر آپ ﷺ کے چچا ابو طالب آپ کے متکفل ہوئے۔ انہوں نے نہایت محبت و تعظیم سے پرورش کی۔ بارہ برس کی عمر میں آپ اپنے چچا کے ساتھ ملک شام گئے۔ بحیرہ نامی ایک راہب نے حضرت ابوطالب سے کہا کہ اس صاحبزادہ کو واپس لے جاؤ۔ آثارِ نبوت ان کے چہرہ سے عیاں ہیں۔ دوسرے سفر میں آپ ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا سامانِ تجارت بصرہ تک لے گئے۔ میسرہ غلام آپ کے ہمراہ تھا۔ واپسی پر اس غلام نے تمام حالات سفر بتائے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے رشتہ مناکحت کیلئے پیغام بھیجا جو قبول ہوا اور آپ کے نکاح میں داخل ہوئیں۔ پینتیس سال کی عمر میں خانہ کعبہ کی تعمیر کا عظیم الشان معرکہ آپ ﷺ کی ذاتی کوشش سے سرانجام پایا۔

## بعثت نبوت:

نزول وحی کے بعد آپ ﷺ بہت زیادہ علیحدگی پسند ہو گئے تھے اور غار حرا میں ریاضت فرمایا کرتے تھے اور کئی کئی راتیں وہاں ہی قیام فرماتے۔ جب چالیس سال کے ہوئے تو اعلان نبوت فرمایا اور اس دور میں آپ ﷺ جس شجر و حجر کے پاس سے گزرتے سب ہدیہ درود وسلام پیش کرتے لاتعداد معجزات آپ ﷺ سے رونما ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے تیرہ سال مکہ معظمہ میں قیام فرمایا اور دعوتِ تبلیغ فرماتے رہے کفارِ مکہ نے سخت مخالفت اور آپ پر ایمان لانے والوں کو سخت تکلیفیں دیں مکہ معظمہ میں ہی

رجب کی ستائیسویں رات حالت بیداری میں جسدِ انور کے ساتھ معراج ہوئی جب کفار کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کو ہجرت کی اجازت فرمائی۔ پھر خود بحکم تعالیٰ مکہ معظّمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کو اپنا مستقر بنالیا۔ ہجرت کے دوسرے سال تحویل قبلہ ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دیا۔ اسی سال ماہِ رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے اور اسی سال آپ کو حکم جہاد ہوا۔ ہجرت ۵۳ سال کی عمر میں ہوئی اور ۶۳ سال کی عمر تک مدینہ منورہ اقامت گزین رہے۔ مدنی زندگی میں ۱۹ غزوات اور چار بار عمرہ اور ایک حج کیا۔

مدینہ منورہ کے قیام کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی۔ ازواج مطہرات کیلئے حجرے اور مہاجرین کیلئے مکانات تعمیر ہوئے یہاں بھی کفار نے آپ ﷺ کو چین کے ساتھ نہ چھوڑا کفار نے اندرونی اور بیرونی سازشیں کیں قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا لہٰذا غزوات کا آغاز ہوا۔

## حجۃ الوداع:

۹ھ میں حج فرض ہوا مگر آنحضور ﷺ مصروفیات کی بنا پر خود تشریف نہ لے جاسکے آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر الحج بنا کر مکہ روانہ فرمایا۔ اگلے سال ۱۰ھ میں آنحضور ﷺ خود حج پر تشریف لے گئے آپ نے لوگوں کو اسلامی حج کی تمام جزئیات کی تعلیم دی اور اپنے ارشادات میں یہ تاثر دیا کہ گویا آپ لوگوں کو رخصت اور الوداع کررہے ہوں اس موقعہ پر میدان عرفات میں آپ ﷺ نے جو تاریخی خطبہ دیا اسے خطبۃ الوداع کہتے ہیں اس میں مساواتِ انسانی، نسلی امتیاز کے خاتمہ، اخوت اسلامی، حقوق العباد، عورتوں کے حقوق، قتل و غارت کے خاتمہ، سود کے خاتمہ، اطاعتِ امیر کی تاکید فرمائی یہ خطبہ ایک مکمل دستور تھا۔

## وصال مبارک:

۲۸ صفر بروز بدھ ۱۱ھ آنحضور ﷺ کو درد سر اور شدید بخار کا عارضہ ہوا اور اس قدر بڑھا کہ آپ ﷺ نماز کیلئے مسجد نہ جا سکے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حکم دیا کہ امامت کریں اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے امامت شروع کی۔ آنحضرت ﷺ دوبارہ نماز کے دوران مسجد میں تشریف لے گئے ایک بار حضرت صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور ایک بار ان کے برابر کھڑے ہوئے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بمطابق ۷ جون ۶۳۲ء بروز پیر دوپہر ڈھلے آپ نے حضرت عائشہ کے ساتھ تکیہ لگائے وصال فرمایا حضرت عائشہ کے حجرہ میں جہاں آپ کا انتقال ہوا۔ تدفین عمل میں آئی اور حضور ﷺ آسودہ رحمت ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن.

صل اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد وّآلِہٖ واصحابہٖ وسلّم.

## ازواجِ مطہّرات:

(۱) ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ۔ (۲) اُم المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش۔ (۳) ام المومنین حضرت سودہؓ۔ (۴) امُ المومنین حضرت جویریہؓ۔ (۵) ام المومنین حضرت عائشہؓ۔ (۶) ام المومنین حضرت حفصہؓ۔ (۷) ام المومنین حضرت میمونہؓ۔ (۸) ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ۔ (۹) ام المومنین حضرت صفیہؓ۔ (۱۰) ام المؤمنین حضرت اُمِ حبیبہؓ۔ (۱۱) اُم المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ۔



# حیاتِ مقدس ایک نظر میں

**ولادت سے غار حرا تک:**

| | |
|---|---|
| ۱۲۲پریل ۵۷۱ء | پیدائش مبارکہ |
| تقریباً ایک ہفتہ بعد | حلیمہ سعدیہ کی آغوش رضاعت میں |
| پانچ سال کی عمر میں | پھر آغوش مادر میں |
| چھ سال کی عمر میں | والدہ ماجدہ کا انتقال |
| آٹھ سال کی عمر میں | دادا عبد المطلب کی وفات |
| بارہ سال کی عمر میں | شام کا پہلا سفرِ تجارت |
| ۲۵ سال کی عمر میں | حضرت خدیجہؓ سے نکاح |
| ۳۰ سال کی عمر میں | قوم کی طرف سے الامین کا خطاب |
| ۳۵ سال کی عمر میں | تمام قبائل کی طرف سے حکم (ثالث) |
| | حضرت علی کی کفالت |
| ۳۷ سال کی عمر میں | غارِ حرا میں خلوت اور عبادت و تفکر |

**بعثت و نبوت:**

| | |
|---|---|
| ۴۰ سال کی عمر میں | نزولِ وحی |
| ۳ نبوی ۴۳ سال کی عمر میں | چالیس زن و مرد کا اسلام قبول کرنا |
| ۵ نبوی ۴۵ سال کی عمر میں | صحابہ کو ہجرت حبشہ کا حکم |
| ۶ نبوی ۴۶ سال کی عمر میں | حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا اسلام قبول کرنا |

| | |
|---|---|
| سنہ ۷ نبوی ۴۷ سال کی عمر میں | کفار قریش کی جانب سے سوشل بائیکاٹ اور شعب ابی طالب میں محصور ہونا |
| سنہ ۱۰ نبوی ۴۷ سال کی عمر میں | معاشرتی بائیکاٹ کا خاتمہ، چچا ابو طالب کا انتقال، حضرت خدیجہؓ کا انتقال، تبلیغ اسلام کیلئے طائف کا سفر، حضرت عائشہ سے نکاح، واقعہ معراج۔ |
| سنہ ۱۱ نبوی ۵۱ سال کی عمر میں | (یثرب) مدینہ کے چھ آدمیوں کا قبول اسلام |
| سنہ ۱۲ نبوی ۵۲ سال کی عمر میں | (یثرب) مدینہ کے ۱۲ آدمیوں کا قبول اسلام |
| سنہ ۱۳ نبوی ۵۳ سال کی عمر میں | (یثرب) مدینہ کے ۷۲ آدمیوں کا قبول اسلام |

**ہجرت سے رحلت تک:**

| | |
|---|---|
| ۵۳ سال کی عمر میں | ہجرت مدینہ |
| سنہ ۱ ہجری ۵۴ سال کی عمر میں | مدینہ طیبہ کے شہری نظم و نسق کی دیکھ بھال |
| سنہ ۲ھ ۵۵ سال کی عمر میں | کفار کا پہلا حملہ (واقعہ غزوہ بدر) |
| سنہ ۳ھ ۵۶ سال کی عمر میں | کفار کا دوسرا حملہ۔ (غزوہ اُحد) |
| سنہ ۴ھ ۵۷ سال کی عمر میں | بنی عامر کی چال بازی اور قاریوں کی شہادت |
| سنہ ۵ھ ۵۸ سال کی عمر میں | کفار کا تیسرا حملہ (غزوہ خندق) |
| سنہ ۶ھ ۵۹ سال کی عمر میں | صلح حدیبیہ |
| سنہ ۷ھ ۶۰ سال کی عمر میں | بادشاہوں کو دعوت اسلام (خطوط)، فتح خیبر |
| سنہ ۸ھ ۶۱ سال کی عمر میں | موتہ کا واقعہ، فتح مکہ، غزوہ حنین۔ |
| سنہ ۹ھ ۶۲ سال کی عمر میں | غزوہ تبوک، مسلمانوں کا حج ادا کرنا، وفود کی آمد |

۱۰ھ ۶۳ سال کی عمر میں — حجۃ الوداع اور آخری خطبہ

۱۱ھ ۶۳ سال کی عمر میں — علالت ورحلت

اس فہرست کو ترتیب دینے اور کتاب میں شامل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ۔ حضور ﷺ کی مبارک زندگی کے خاص خاص واقعات قارئین کی ایک ہی نظر میں ان کے سامنے آجائیں اور پڑھنے والے اس کا اندازہ کرسکیں کہ حضور ﷺ کی زندگی انتہائی تقدیس اور کامل پاکیزگی کے ساتھ عمل وحرکت اور انقلاب وعزیمت کی زندگی ہے۔ مزید تفصیل کیلئے درج ذیل کُتب کا مطالعہ کیا جائے۔ مدارج النبوت، سیرت رسول عربی، ذکرِ جمیل، سیرتِ حلبیہ، مقالات کاظمی، حیات النبی، ضیاء النبی ﷺ (۷ جلدیں) ۹ از ضیاء الامت حضرت پیر کرم شاہ الازہریؒ۔

## خلفاء راشدین:

صدیقؓ عکس حُسنِ کمالِ محمدؐ است
فاروقؓ ظلِ جاہ و جلال محمدؐ است
عُثمانؓ ضیاءِ شمع جمال محمدؐ است
حیدرؓ بہار باغ خِصالِ محمدؐ است

آنحضرت ﷺ کے چار خلفاء تھے سب سے اول حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیقؓ دوم حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ سوم حضرت امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ اور چہارم امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نیز ایک خرقہ آنحضرت ﷺ نے حضرت اویس قرنیؓ کو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے ہاتھ ارسال کیا تھا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے باطنی سلسلہ رائج نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق سے سلسلہ نقشبندیہ جاری ہوا اور باقی تمام سلاسل چودہ مشہور خانوادے حضرت علی کرم اللہ وجہہ

سے توسل رکھتے ہیں اور ان کے واسطہ سے آنحضرت ﷺ تک پہنچتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ اور باقی سلاسل قادریہ اور چشتیہ بھی۔

## جوامع الکلم:

مسلمانوں نے جس محنت، تحقیق اور محبت سے آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال کو جمع کیا ہے۔ اس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی احادیث کی کتابیں آپ ﷺ کے ارشادات مقدسہ سے لبریز ہیں۔ ذیل میں قاری کی رہنمائی کی غرض سے چند چیدہ ارشادات درج کیے جاتے ہیں۔

(۱)۔ سب سے افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلا اللّٰہ ہے۔

(۲)۔ دو کلمے زبان پر ہلکے، میزان میں بھاری اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارے ہیں۔ سبحان اللّٰہِ وبحمدِہٖ سُبحان اللہ العَظیم۔

(۳)۔ جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہٖ کہے اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جائے گا۔

(۴)۔ جو شخص سو مرتبہ سبحان اللہ کہہ لیا کرے اور اس کے حق میں ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ہزار برائیاں اس کی دور کی جائیں گی۔

(۵)۔ قرآن اک کی تلاوت کرو۔ قیامت کے دن وہ اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرنے والا ہوگا۔

(۶)۔ قیامت کے دن مجھ سے قریب تر وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھتا ہوگا۔

(۷)۔ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔

(۸)۔ دین کی بنیاد صفائی پر ہے۔ طہارت نصف ایمان ہے۔

(۹)۔رزق حلال کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۱۰)۔اپنی غذا پاک اور حلال کر، تیری دعا قبول ہوگی۔

(۱۱)۔بہترین زادِراہ پرہیزگاری ہے۔

(۱۲)۔آپس میں ہدیہ دو اور دوست بناؤ۔

(۱۳)۔وہ شخص ہم میں سے نہیں جو بڑے کی عزت نہ کرے اور چھوٹے پر شفقت نہ کرے۔

(۱۴)۔مسلمان کے راستہ سے ایذا رساں چیز کو ہٹا دو۔

(۱۵)۔جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی عیادت یا زیارت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اچھا ہوا، تیری رفتار عمدہ ہوئی اور تو نے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔

(۱۶)۔کوئی آدمی اس وقت تک ایماندار نہ ہوگا جب تک اس کا ہمسایہ اس کے شر سے بے خوف نہ ہو۔

(۱۷)۔مساکین پر صدقہ کرنا ایک ہی صدقہ ہے اور رشتہ داروں کو دینا دو صدقے ہیں۔

(۱۸)۔جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(۱۹)۔جو شکم سیر ہوتا ہے اور سوتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔

(۲۰)۔اپنی غذا ذکر اور نماز سے ہضم کرو۔

(۲۱)۔جو شخص اپنی زبان کو روکتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے عیب چھپاتا ہے۔

(۲۲)۔اپنے بھائی کی بات مت کاٹ نہ اس سے ٹھٹھہ کر اور نہ اس سے ایسا وعدہ کر کہ بعد میں اس کے خلاف کرے۔

(۲۳)۔جھوٹ روزی کو کم کرتا ہے۔وعدہ قرض کی مانند ہے۔

(۲۴)۔جو کوئی میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ مفلس نہیں ہوتا۔

(۲۵)۔جس کسی نے تواضع کی اللہ تعالیٰ نے اسے اونچا کیا۔

(۲۶)۔توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے۔

(۲۷)۔جس نے صبر کیا اس نے فتح پائی۔

(۲۸)۔اپنی زبان بند کر، گھر سے باہر کم نکل اور اپنی خطا پر رویا کر۔

(۲۹)۔بندوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب تر وہ ہے جو اس کے رزق پر قانع ہے اور اللہ تعالیٰ سے خوش ہے۔

(۳۰)۔بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک گھر والوں، مال اور سب لوگوں سے محبوب تر نہ ہوں۔

(۳۱)۔سائل کا حق ہے اگر چہ وہ گھوڑے پر آئے۔

(۳۲)۔جب آدمی کوئی بات کہہ کر چلا جائے تو وہ بات امانت ہے۔

(۳۳)۔بھلائی کا راستہ بتانے والا اس کے کرنے والے کی طرح ہے۔

(۳۴)۔مظلوم کی بددعا سے ڈرو اس لئے کہ بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

(۳۵)۔باہمی مخاصمت سے بچو کیونکہ اس سے خوبیاں مرجاتی ہیں اور عیوب زندہ ہوجاتے ہیں۔

(۳۶)۔جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتا رہ برائی کے بعد نیکی کر جو اسے محو کردے گی لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آ۔

(۳۷)۔میری امت کے علماء کی قدر کرو کیونکہ وہ روئے زمین کے ستارے ہیں۔

(۳۸)۔دانا انس کرنے والا ہوتا ہے اور لوگ اس سے انس کرتے ہیں۔

(۳۹)۔مومن وہ ہے جسے اپنی بدی سے افسوس اور اپنی نیکی سے مُروّت ہے۔

(۴۰)۔ندامت بھی توبہ ہے۔

(۴۱)۔آدمی کی جنت اس کا گھر ہوتا ہے۔

(۴۲)۔اپنی کمائی کو پاک رکھو تمہاری دعا قبول ہوگی۔

(۴۳)۔شر کا دامن چھوڑ دینا بھی صدقہ ہے۔

(۴۴)۔دو نعمتیں ایسی ہیں جن سے بہت سے لوگ محروم ہوتے ہیں وہ صحت اور فراغت ہیں۔

(۴۵)۔نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے۔

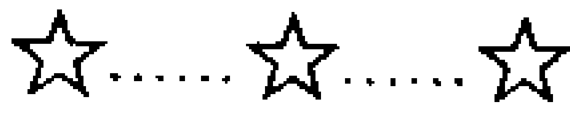
(۴۶)۔غم آدھا بڑھاپا ہے۔

(۴۷)۔دنیا کی رغبت رنج وغم کو بڑھاتی ہے اور بیکاری انسان کو سنگدل بناتی ہے۔

(۴۸)۔تم گمان سے بچو کہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔

(۴۹)۔بہترین کام وہ ہے جو کم ہو اور ہمیشہ کیا جاتا رہے۔

(۵۰)۔اللہ پر ایمان کے بعد سب سے بڑی عقل کی بات لوگوں کے دل رکھنا ہے۔



# امیر المؤمنین حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہٗ ابن ابی طالب

## نام ونسب:

آپ کا نام مبارک علی ہے اور لقب اسد اللہ۔ حیدر کرار اور مرتضٰی ہے آپ کی کنیت ابوتراب اور ابوالحسن ہے۔ آپ حضور ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب کے فرزند تھے۔ بچپن ہی میں حضور ﷺ کی خواہش کے مطابق آپ کے والد نے آپ کی کفالت حضور ﷺ کے سپرد کر دی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔ جنہوں نے بڑی شفقت ومحبت کے ساتھ حضرت علیؓ کی پرورش کی۔ آپ پہلی ہاشمی خاتون تھیں جو اسلام لائیں اور ہجرت کر کے مدینہ گئیں۔

جب آپ کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ نے ان کے کفن کیلئے اپنا کرتہ عطا فرمایا اور قبر میں برکت کیلئے لیٹ گئے۔ [1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی ولادت ۱۳ رجب ھ عام الفیل مطابق ۶۰۰ء یوم جمعہ خانہ کعبہ میں ہوئی۔ جب آپ پیدا ہوئے تو تین دن تک آنکھیں نہ کھولیں۔ جب حضور ﷺ نے اپنی آغوش میں لیا تو پہلی نظر جمال رسالت مآب ﷺ پر ڈالی۔ [2]

حضور ﷺ کے نبوت کے پہلے سال آپ کی عمر گیارہ سال یا تیرہ سال کی تھی، بچوں میں سب سے پہلے آپ نے حضور ﷺ کے دستِ مبارک پر اسلام قبول فرمایا۔ اسلام کا اعلان کرتے ہی سارا مکہ حضور ﷺ کا دشمن ہو گیا اور طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ حضرت علیؓ ظلم وستم کے اس خارزار میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ مدینہ منورہ میں اشاعت اسلام اور ملت کی بنیاد کے استحکام کیلئے جتنے کام

ہوئے حضرت علیؓ ان سب میں شریک تھے۔

**جنگی کارنامے:**

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم اور شجاعت دونوں خوبیوں سے آراستہ کیا تھا۔ جنگِ بدر، احد، خندق، خیبر، حنین یا کوئی اور معرکہ ہر منزل اور ہر موقعے پر حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کی تلوار چمکتی دکھائی دیتی ہے اور آپ نے شجاعت کے اعلیٰ جوہر دکھائے۔ اور آپ جیسا کوئی بہادر نہیں تھا۔ قوت بدنی آپ کی ضرب المثل تھی جس کی کیفیت یہ تھی کہ آپ جس کسی کا ہاتھ پکڑ لیتے تو وہ سانس تک نہ لے سکتا۔ ابن ابی شیبہ بروایت جابر بن سمرہؓ لکھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے یوم خیبر دروازہ اٹھالیا یہانتک کہ مسلمانوں نے اس پر چڑھ کر قلعہ فتح کرلیا۔ پھر چالیس آدمیوں نے اس کو اٹھانا چاہا مگر نہ اٹھا سکے۔ ۳

**خلافت:**

حضرت عثمان ذوالنورین کی شہادت کے بعد ۳۵ھ بمطابق ۶۵۵ء میں مسند خلافت کو زینت بخشی۔ اور چار سال آٹھ ماہ نو دن اس منصب پر فائز رہے۔

**فضائل و مراتب:**

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ اپنی کتاب کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ،

سوختۂ آتش ولایت، تمام اولیاء و اصفیاء کے پیشوا ابوالحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ ہیں جن کو تصوف میں شانِ عظیم اور رتبہ بلند حاصل تھا۔ ۴

حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ۔

شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضیٰ. یعنی حضرت علیؓ اس طریق میں ہمارے امام ہیں۔ ۵

مراۃ الاسرار میں روضۃ الشہدا سے منقول ہے کہ امام احمد حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ ہمیں آنحضرت ﷺ کے کسی صحابی کے ذریعہ اس قدر علم نہیں ملا جتنا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے ذریعہ سے ملا ہے۔ ۶

شرح تعرف میں ہے کہ حضرت علیؓ نے جو حقائق و معارف بیان فرمائے ہیں آپ سے پہلے کسی نے بیان نہیں فرمائے اور نہ آپ کے بعد۔ ایک دن آپؓ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا "سلونی ما دون العرش" پوچھو مجھ سے ماوراء عرش کے متعلق جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ اور میری دونوں جانب علماء بیٹھے ہیں یہ اثر آنحضرت ﷺ کے لعاب دہن کا ہے جس سے پہلے دن آپ نے مجھے نوازا تھا۔ ۷

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

اَنَا دَارُ الحِکمَۃِ وَعَلِی" بَابُھَا. میں علم کا مکان ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے درمیان مقام جحفہ کے قریب تین میل فاصلہ پر غدیر خم کے مقام پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من کُنت مَولَاہُ وَعَلِیّ" مَولَاہُ. یعنی جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے۔

صاحب مرقاۃ نے مولا بمعنی محبوب لکھا ہے یعنی جس کا میں محبوب ہوں علی اس کا محبوب ہے۔ ۸

حضرت مولانا حافظ محمد علی حیدر علویؒ اپنی کتاب نفائس المنن میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

فراست میں محبوبیت سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو مرتبہ محبوبیت علی وجہ الکمال حاصل تھا اور یہ محبوبیت دو طرح پر تھی محبوبیتِ حق و محبوبیت رسول ﷺ۔ ۹

## تلقین ذکر وخرقہ خلافت:

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار اپنے رسالہ اشغال میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ فرمانِ الٰہی کے مطابق میں نے آنحضرت ﷺ سے احکامِ شریعت تو حاصل کر لئے ہیں اور ان پر عمل کر رہا ہوں لیکن احوال باطن سے آگاہ نہیں ہوں تاکہ ان کی متابعت کروں چنانچہ بکمال صدق و اخلاص آپ نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی۔ اس سے حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے حق تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم ملا ہے کہ بغیر صدق طلب کے یہ راز کسی کو نہ بتائے جائیں۔ الحمدُ للہ تجھے حق تعالیٰ نے اسی بات کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا اے علی ولایت جس کا مطلب معائنہ حق ہے تم میری مانند ہو۔ چنانچہ یہی راز حضرت علی سے مشائخ عظام کو حاصل ہوا۔

حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسودراز اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ۔

حضور ﷺ کی خلافت کی دو قسمیں ہیں۔ کُبریٰ و صغریٰ۔ خلافتِ کُبریٰ خلافت باطن ہے اور خلافت صُغریٰ خلافت ظاہر خلافت کُبریٰ یعنی خلافت باطن حضرت علی کیلئے مخصوص ہے۔

صاحبِ رسالہ ریحان القلوب فی التوصل الی المحبوب تحریر فرماتے ہیں کہ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ نے حضور ﷺ سے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچنے کا راستہ بتایئے۔ جسے اللہ تعالیٰ بھی پسند کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے علی! خلوت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی مداومت کیا کرو۔ حضرت علی نے اس کا طریقہ دریافت فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا پہلے دونوں آنکھیں بند کر کے مجھ سے سن پھر اس طرح تین مرتبہ خود کر اور مجھے سنا چنانچہ حضور ﷺ نے چشمہائے اقدس بند

کر کے تین مرتبہ کلمہ شہادت شریف لا الٰہ الا اللہ کہا اور حضرت علیؓ نے سنا پھر انہوں نے اسی طرح کیا۔ ۱۰

حضور ﷺ نے جس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو تلقین ذکر فرمائی اور خرقہ ولایت عنایت فرمایا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت حضور ﷺ نے وہ رموز و اسرار مجھ پر منکشف فرمائے جو نہ جبرائیل علیہ السلام کے پاس اور نہ میکائیل علیہ السلام کے پاس ہیں حضرت ابن عباس نے عرض کی یا امیر المومنین یہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا جب شب معراج جبرائیل ایک مقام خاص پر ٹھہر گیا تھا اور عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے لئے یہ جگہ مقرر ہے اس سے آگے ہم نہیں جا سکتے۔ قوت مَلکی نے اعتراف عجز کر لیا۔ تو جہاں حضرت جبرئیل نہ پہنچ سکے۔ وہاں حضور ﷺ پہنچے اور وہاں حضور ﷺ کو جو علوم عطا ہوئے۔ ان میں سے مجھ پر انکشاف کیا گیا۔ ۱۱

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ۔

ہر فیض وہدایت ازیں میر سید بتوسط ایشاں میر سد چہ ایشاں نز دلفظ منتہائے ایں راہ اند مرکز ایں مقام با ایشاں تعلق دارد۔

یعنی جس کو بھی فیض وہدایت ملتی ہے حضرت علیؓ کے واسطہ سے ملتی ہے کیونکہ آپؓ اس راہ کے نقطہ انتہائی کے قریب ہیں اور اس مقام کا مرکز آپ ہی کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔

## وصال مبارک:

آپ ۱۹ رمضان المبارک ۴۰ھ ابن ملجم کے ہاتھوں مسجد میں زخمی ہوئے اور ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ بمطابق ۴ فروری ۶۶۱ء بہ عمر ۶۳ سال شب یکشنبہ واصلِ حق ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت امام حسنؓ نے پڑھائی۔ مزار مبارک

نجف اشرف میں ہے۔

## خلفاء:

آپ کے چار خلفاء ہیں۔

(۱) حضرت امام حسنؓ۔ (۲) حضرت امام حسینؓ۔ (۳) حضرت خواجہ حسن بصریؒ۔ (۴) حضرت خواجہ کمیل بن زیادؒ۔

## ارشاتِ عالیہ:

(۱)۔ فرمایا، بہترین عمل وہ ہے جس کی بجا آوری پر تمہیں اپنے نفس کو مجبور کرنا پڑے۔

(۲)۔ خدا سے ڈرو کہ اس نے تمہارے گناہوں کو یہاں تک چھپا دیا کہ گویا بخش دیا۔

(۳)۔ حرص سے روزی نہیں بڑھتی۔ آدمی کی قدر گھٹ جاتی ہے۔

(۴)۔ جسے آبرو عزیز ہو، لڑائی جھگڑے سے بچتا رہے۔

(۵)۔ فرمایا علماء اس لئے غریب اور بیکس ہیں کہ جاہل لوگ زیادہ ہیں جو ان کی قدر نہیں کرتے۔

(۶)۔ میزان کو خیرات کے وزن سے بھاری کرو۔

(۷)۔ زیادہ علم والے سے علم سیکھو اور کم علم والے کو علم سکھاؤ۔

(۸)۔ فرمایا آدمی کی قابلیت زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

(۹)۔ فرمایا دشمن کے حسن سلوک پر بھروسہ مت کرو کیونکہ پانی کو آگ سے کتنا ہی گرم کیا جائے پھر بھی وہ اس کو بجھانے کیلئے کافی ہے۔

(۱۰)۔ اولاد کیلئے ادب اور تربیت سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں۔

(۱۱)۔ مصائب کا مقابلہ صبر سے کرو اور دشمن کا مقابلہ ذہانت سے کرو۔

(۱۲)۔ حکمت کا درخت دل میں اگتا ہے۔ دماغ میں پکتا ہے اور زبان پر پھل لاتا ہے۔

# حضرت خواجہ حسن بصریؒ

## نام ونسب:

آپ کا نام ابو علی الحسین بن الحسن البصری ہے اور کنیت ابو محمد اور ابو سعید ہے آپ اکابر تابعین میں سے تھے۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ آپ کے والد ہجرت کے بارہویں سال حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ طبقات حسامیہ کی روایت کے مطابق وہ حضرت ثابت انصاری کے غلام تھے ان کا نام یسار تھا۔ [12]

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی ولادت باسعادت ۲۱ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں ہوئی۔ جب آپ پیدا ہوئے تو حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپؓ نے فرمایا اس کا نام حسن رکھو کیونکہ یہ خوبصورت ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت اُم سلمہؓ کی کنیزہ تھیں والدہ اگر کسی کام میں ہوتیں اور حسن بصری روتے تو ام سلمہؓ اپنا دودھ پلا دیتی حضرت ام سلمہؓ ہمیشہ آپ کیلئے دعا کرتی تھیں کہ اے خدا! اس بچے کو مقتدائے خلق بنا چنانچہ یہی ہوا۔ [13]

حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ تذکرۃ الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

آپ نے ایک سو تیس صحابہ کی زیارت کی ان میں سے ستر بدری تھی۔ [14]

## اکتسابِ علوم ظاہری و باطنی و خرقہ خلافت:

آپ نے تمام علوم ظاہری و باطنی حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے حاصل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے جو خرقہ حضور ﷺ سے حاصل کیا تھا یہ حضرت امام حسن بصریؒ کو عنایت فرمایا۔ ۱۵؎

تمام آئمہ سلوک آپ کی بیعت و خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے ہی ثابت کرتے ہیں۔ ۱۶؎

صاحب اقتباس الانوار کا بیان ہے کہ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے وہ تمام اسرار و رموز جو آپ نے حضور ﷺ سے حاصل کئے تھے اپنے خاص محرم راز اصحاب مثل حضرت محمد بن ابو بکر صدیق حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، خواجہ کمیل بن زیادہ اور حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے سامنے بیان فرماتے تھے۔ چنانچہ چار خانوادہ ہائے اصل اور اکتالیس خانوادہ ہائے فروع میں سے پہلے بزرگ جو علوم و اسرار صغرا اور جامع سے فیض یاب ہوئے خواجہ حسن بصریؒ تھے۔ یہ فیوض آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے براہِ راست حاصل ہوئے۔ ۱۷؎

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے وصال کے بعد آپ نے حضرت امام حسنؓ کی صحبت اختیار کی اور اکثر فیوض و برکاتِ سلوک آپ سے بھی حاصل کئے۔

آپ ریاضت و مجاہدہ میں سعیِ بلیغ فرماتے اور صاحب کشف و کرامات تھے ہر چند کہ آپ اخفائے حال کی سعی فرماتے لیکن پھر بھی کرامات کا ظہور ہو جاتا۔ آپ پر

خوف الٰہی اس قدر طاری رہتا تھا کہ کسی نے آپ کو ہنستے نہیں دیکھا تھا اتنا روتے کہ آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے۔ آپ دعا فرماتے کہ الٰہی حسن گنہگار ہے اس پر رحمت فرما اور جب اسے درویشوں کا خرقہ دیا ہے تو اسے ان کے سامنے شرمندہ نہ کر۔

تمام اکابر صوفیاء آپ کے اقوال سے سند لاتے ہیں صوفیاء کے تذکروں میں آپ کا نام سرِفہرست ہوتا ہے۔ آپ کے اقوال تعلیم تصوف کا نصاب مانے جاتے ہیں۔ حضرت شیخ ابوالنصر سراجؒ اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ حضرت امام شعرانی وغیرہ اکابر صوفیاء نے اپنی کُتب، کتاب اللمع، عوارف المعارف، تنبیہ المُغترین میں آپ کے اقوال پیش کیے ہیں۔

## خواجہ حسن بصریؒ کیا تھے؟

حضرت علامہ ابونعیم اصفہانیؒ نے اپنی کتاب حُلیۃ الاولیاء میں حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی سیرت کی جو تصویر کھینچی ہے وہ حقیقت کا آئینہ ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ کیا تھے؟ جواب میں لکھتے ہیں کہ۔

☆ وہ خوف الٰہی کے حلیف تھے۔

☆ وہ حزن والم کو دوست رکھتے تھے۔

☆ وہ راتوں کو جاگتے اور عبادت کرتے تھے۔

☆ وہ دن مجاہدہ اور ریاضت میں صرف کرتے تھے۔

☆ وہ فقیہہ بھی تھے اور زاہد بھی۔

☆ وہ عابد بھی تھے اور دنیا سے بے زار بھی۔

☆ وہ دنیا کو فضول سمجھتے تھے۔

☆ وہ زینت دنیا کو ہیچ اور ناکارہ تصور کرتے تھے۔

☆ وہ نفس کی خواہشات سے بغاوت کرتے تھے۔

☆ وہ نفس کی خواہشات کے ساتھ حقارت اور نخوت میں پیش آتے تھے۔

حضرت حسن بصری کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ وہ نفس کی ایذا رسانی کے ساتھ دل کو ذکر الٰہی سے صقیل اور کردار کی پاکیزگی سے روشن کرتے تھے۔ یہی ان کا ذکر، یہی ان کا فکر، یہی ان کا تصوف، یہی مسلک اور ان کی روحانی زندگی کی یہی اصل تھی ان کا دل اور آنکھیں ہر وقت اشکبار رہتی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ زہد عمل صالح کی نشو دنما اور ان کی غایت درجہ بلند کرنے کیلئے ہے۔ یہ ضروری ہے کہ آدمی ہنسے کم اور اشک زیادہ بہائے۔ دنیا کی الجھنوں سے اپنے دامن کو بچائے۔ اپنے انجام کے خوف کو ہر وقت سامنے رکھے، یہ خوف طاری رکھنے میں ہی انسان کی فلاح کا سامان ہے، عیش ونشاط کے دامن میں اسیر نہ ہو بلکہ حزن والم کو سرمایہ افتخار تصور کرلے۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ ہنسنے اور قہقہے لگانے میں وہ لذت نہیں جو عشق میں اشکباری کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

## بارانِ رحمت کا نزول:

صاحب مراۃ الاسرار کا بیان ہے کہ ایک دفعہ بصرہ میں خشک سالی ہوئی۔ دو ہزار آدمی نماز استسقاء کیلئے شہر سے باہر آئے۔ ایک منبر بنا کر اس پر خواجہ حسن بصریؒ کو بٹھایا اور دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو کہ بارش ہو تو مجھے بصرہ

سے باہر نکال دو تا کہ حق تعالیٰ تمہارے لیے بارانِ رحمت بھیجے۔ یہ کلمات آپ کے منہ سے نکلے ہی تھے کہ بارش شروع ہوگئی آپ بڑے فراخ دل تھے اور تمام خلق کو اپنے سے بہتر سمجھتے تھے اور یہ مقام آپ کو کمال توحید سے حاصل تھا۔ کیونکہ ہر جگہ آپ ظہور حق کا مشاہدہ کرتے تھے اور اپنے آپ کو درمیان کو میں نہیں دیکھتے تھے۔

## کثرت گریہ وزاری:

ایک رات آپ اپنے گھر میں رو رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اس عظمت کے باوجود آپ کیوں رو رہے ہیں آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ ممکن ہے کہ میرے ارادے اور قصد کے بغیر مجھ سے کوئی ایسا کام ہوگیا ہو یا میرا قدم کسی ایسے طرف چلا گیا ہو جو حق تعالیٰ کو ناپسند ہو۔ (یہ حال کمال قرب اور دائمی حضوری کا نتیجہ ہے۔ عبدالرحمٰن چشتی صابریؒ)

## کنوئیں میں پانی کا جوش مارنا:

ایک دفعہ حضرت امام حسن بصری ایک جماعت کے ساتھ حج کو جا رہے تھے راستہ میں ایک شخص کو پیاس لگی۔ آخر ایک کنویں پر پہنچے لیکن وہاں نہ کوئی رسی تھی نہ ڈول۔ آپ نے فرمایا میں نماز پڑھتا ہوں تم لوگ پانی پی لینا۔ جب آپ نے نماز شروع کی تو پانی کو جوش آ گیا اور کنویں کے کنارے تک آ گیا۔ چنانچہ ساری جماعت نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور وضو کیا۔ ایک آدمی نے چھپا کر ایک برتن پانی کا بھر لیا۔ جس کی وجہ سے پانی فوراً کنویں کی تہہ میں چلا گیا۔ آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ تم نے خدا تعالیٰ پر توکل نہ کیا اس لئے پانی تہہ میں چلا گیا۔

## خارجی کے شر سے نجات:

مراۃ الاسرار میں ہے کہ ایک خارجی ہمیشہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا اور آپ کو اور اہل مجلس کو ایذا دیتا تھا۔ ایک دن لوگوں نے کہا کہ اے خواجہ! آپ حاکم سے شکایت کریں تا کہ ہم اس خارجی کے شر سے نجات پائیں۔ آپ نے کچھ نہ کہا ایک دن آپ اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ وہ خارجی آتا ہوا نظر آیا۔ آپ نے فرمایا کہ یاالٰہی تو جانتا ہے کہ یہ مجھے تکلیف دیتا ہے پس میں تجھے کافی سمجھتا ہوں آپ کے الفاظ یہ ہیں الٰھی علمت علیٰ اعدائی فاکفینا بہ بمشیتک. وہ خارجی منہ کے بل گرا اور مر گیا۔

## شکستگی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے:

ایک دن آپ نے اپنے خادم سے کہا کہ بازار جاؤ اور افطار کیلئے تلی ہوئی مچھلی اور روٹی لاؤ۔ خادم نے حکم کی تعمیل کی۔ جب آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ درویش کو لذیذ طعام سے کیا نسبت۔ خادم نے عرض کی کہ آپ ہی نے تو لانے کا حکم دیا تھا حضرت خواجہ حسن بصری نے نعرہ لگایا اور ہائے ہائے کر کے رونے لگے حتیٰ کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو کہا الٰہی حسن نے سہو کی وجہ سے گناہ کا کام کیا ہے اسے معاف کر دے اور درویشوں کی فہرست سے اس کا نام خارج نہ کر اس کے بعد آپ نے چالیس روز تک کچھ نہ کھایا اور روتے رہے حتیٰ کہ غیب سے آواز کہ اے حسن! ہم نے تم کو معاف کیا اور تجھے درویشوں کا سردار بنایا ہے۔ لیکن شکستگی کو نہ چھوڑنا کیونکہ ہماری جناب میں شکستگی کی بہت قدر و منزلت ہے اور ہمیں بہت محبوب ہے۔

## مجلس وعظ:

آپ ہفتہ میں ایک بار مجلس میں وعظ فرماتے۔ منبر پر چڑھ کر دیکھتے اگر حضرت رابعہ بصری موجود ہوتیں تو وعظ کرتے ورنہ نیچے آجاتے۔ کسی نے عرض کی کہ اتنے عالی قدر بزرگ موجود ہیں اگر ایک بڑھیا نہ ہوئی تو کیا ہوا آپ نے فرمایا وہ غذا جو ہم نے ہاتھیوں کیلئے تیار کی ہے کس طرح چیونٹیوں کے منہ میں ڈال سکتے ہیں۔ جب مجلس گرم ہو جاتی اور لوگوں کے دلوں میں آگ بھڑک اٹھتی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تو آپ حضرت رابعہ بصری کی طرف دیکھ کر فرماتے کہ یہ سب گرمی تمہاری ایک آہِ جگر سوز کی بدولت ہے۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ اپنی مجلس میں لوگوں کا انبوہ دیکھ کر آپ خوش تو ہوتے ہوں گے آپ نے فرمایا کہ میں لوگوں کی کثرت سے خوش نہیں ہوتا بلکہ اہل دل درویش کی موجودگی سے خوش ہوتا ہوں۔

## ارشادات:

(۱)۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے اور مسلمان کسے کہتے ہیں؟ فرمایا اسلام کتاب میں ہے اور مسلمان قبور میں۔

(۲)۔ دین کی اساس کے بارے فرمایا کہ تقویٰ دین کی اساس ہے اور لالچ تقویٰ کو ضائع کر دیتا ہے۔

(۳)۔ حضرت مالک بن دینار نے دریافت کیا کہ دل کیسے مرجاتا ہے فرمایا دل میں دنیا کی محبت جگہ کرے تو دل مردہ ہو جائے گا۔

(۴)۔ آپ فرماتے کہ علم نافع اور عمل کامل کسی کو میسّر ہو اور اخلاص وقناعت اور صبر

جمیل کی صفات بھی اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمادے تو پھر کیا بتاؤں کہ قیامت کے دن اس کا مقام کتنا بلند ہوگا۔

(۵)۔فرمایا کہ انسان کو بھیڑوں سے سبق سیکھنا چاہئے۔بھیڑیں چرواہے کی آواز سن کر چرنا چھوڑ دیتی ہیں اور جدھر اشارہ کرتا ہے ادھر چل پڑتی ہیں۔مگر انسان اپنے نفس کے حکم کے آگے اللہ کا حکم بھی نہیں جانتا۔

## وصال مبارک:

آپ نے ۵ رجب ۱۱۰ھ ۸۹ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔مزار مبارک بصرہ میں مرجع خلائق ہے۔

## خلفاء:

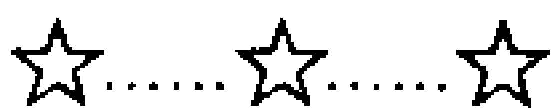
آپ کے درج ذیل چھ خلفاء تھے۔

(۱)۔حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ (سلسلہ عالیہ سہروردیہ کا شجرہ آپ سے ملتا ہے)۔

(۲)۔حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ (سلسلہ عالیہ چشتیہ کا شجرہ آپ سے ملتا ہے)۔

(۳)۔خواجہ ابن زرین۔(۴) خواجہ عتبہ بن غلام۔(۵) شیخ محمد واسع۔

(۶)۔خواجہ مالک بن دینارؒ۔



# حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ

## تعارف:

آپ کی ولادت فارس میں ہوئی۔ کنیت ابو محمد تھی۔ اور نام حبیب تھا آپ کو عجمی اس لئے کہتے ہیں کہ قرآن مجید اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے تھے۔ آپ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ ابتداء میں مالدار اور سود خور تھے۔ بعد میں خواجہ حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور جس قدر مال و دولت جمع کیا تھا سب راہ خدا میں صرف کر دیا اور باقی کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اور دریائے فرات کے کنارے حجرہ بنا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے اور ساری رات عبادت کرتے تھے۔ اور دن کو، اپنے شیخ کی خدمت میں حاضری دیتے۔ [۱۸]

صاحب کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

طریقت کے بہادر، شریعت کے کامل حبیب العجمیؒ ایک بلند ہمت اور قابل بزرگ تھے اہل زمانہ میں ان کی بہت قدر و منزلت تھی۔ ان کی توبہ کی ابتداء خواجہ حسن بصری کے دست مبارک پر ہوئی۔ وہ پہلے سود کھاتے تھے اور فسق و فجور میں مبتلا تھے۔ باری تعالیٰ نے ان کو توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور راہ راست پر آئے اور علم و معاملت کا بیشتر حصہ حضرت خواجہ حسن بصری سے حاصل کیا۔ ان کی زبان فارسی تھی اور عربی سے نابلد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سے کرامات سے

مخصوص کیا تھا۔ ۱۹

ایک دفعہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ حجاج بن یوسف کے ظلم و ستم کی وجہ سے آپ کے ہاں چلے آئے اور آپ کے حجرہ میں مشغول ہو گئے۔ حجاج کے سپاہیوں نے حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ سے آ کر پوچھا کہ تو نے خواجہ حسن بصری کو کہیں دیکھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ میرے حجرے میں ہیں۔ حجاج کے سپاہیوں نے سوچا کہ اگر وہ یہاں ہوتے تو یہ ہرگز نہ بتاتے یہ ہم سے مذاق کر رہے ہیں اور ہمیں بے وقوف بنا رہے ہیں۔ وہ ہرگز یہاں نہیں ہیں اور واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد خواجہ حسن بصریؒ باہر نکلے اور کہا اے حبیب تم نے یہ کیا کہا کہ میرا پتہ بتا دیا۔ آپ نے فرمایا چونکہ میں نے سچ سے کام لیا اس لئے آپ محفوظ رہے۔ ۲۰

جس وقت آپ کے سامنے قرآن مجید پڑھا جاتا تو آپ زار زار روتے تھے۔ کسی نے آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ قرآن مجید کے معنی تو نہیں سمجھتے گریہ کس وجہ سے کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میری زبان عجمی ہے لیکن دل عربی ہے۔ ۲۱

آپ فرماتے تھ کہ جس کا خاتمہ لا الہ الا اللہ پر ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا پھر روتے ہوئے فرماتے کہ اس بات کا کون ذمہ دار ہے کہ میرا خاتمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر ہوگا۔

## آپ کی برکت سے گمشدہ لڑکا مل گیا:

ایک دفعہ ایک عورت نالاں و گریاں حاضر ہوئی اور کہا کہ میرا بیٹا گم ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ رقم ہو تو اسے اللہ کی راہ میں دے۔ اس نے دو درہم خیرات کر دیئے۔ فرمایا جا تیرا بیٹا گھر پر موجود ہے۔ گھر جا کر دیکھا تو بیٹے کو موجود پایا۔ جب اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں کرمان میں تھا۔ استاد نے مجھے

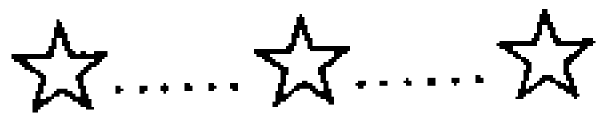
گوشت لانے کیلئے بھیجا۔ راستے میں ہوا کا ایک جھونک آیا اور غیب سے آواز آئی کہ حبیب عجمی کی برکت سے اس لڑکے کو گھر پہنچا دو۔ ۲۳

## رضائے الٰہی:

آپ سے پوچھا گیا اللہ کی رضا کس چیز میں ہے فرمایا۔ فِی قلب لَیسَ فِیہ غُبار النفَاق. اس دل میں جس میں نفاق کا غبار نہ ہو۔

## وصال مبارک:

آپ نے ۳۱ ربیع الثانی ۱۵۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک بغداد میں واقع ہے۔



# حضرت خواجہ داؤد طائیؒ

## تعارف:

آپ کا پورا نام ابو سلیمان داؤد بن نصیر طائی ہے۔ آپ مشائخ کبار اور اہل تصوف کے سرداروں میں سے تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد رشید تھے۔ مسلسل بیس برس تک حضرت امام ابو حنیفہؒ سے علم حاصلکرتے رہے۔ علم فقہ میں کمال دسترس حاصل تھی اور اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے اور جملہ علوم میں دستگاہ کامل حاصل تھی اور یگانہ عصر تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قابل شاگردوں حضرت امام محمد اور امام ابو یوسف میں جب کبھی اختلاف پیدا ہوتا تو ثالث آپ ہی قرار پاتے۔ ۲۴

## وصول الی اللہ:

ایک مجلس میں نوحہ خواں نے آپ کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

بای خدیک تبدی البلا وبای عینک ماذا سالا

کون سا چہرہ خاک میں نہیں ملا اور کون سی آنکھ زمین پر نہیں بہی۔

یہ شعر سن کر آپ کے دل میں درد عظیم اٹھا اور بے قرار ہو گئے۔ تحیّر کی حالت میں امام ابو حنیفہ کے مدرسے میں پہنچے۔ یہ حالت دیکھ کر انہوں نے سبب دریافت فرمایا۔ آپ نے ماجرا بیان کیا اور بتایا کہ اب میرا دل دنیا سے سرد ہو گیا ہے۔ حضرت

امام نے فرمایا تمہیں مبارک ہو تم اللہ کے ہو گئے ہو۔ اس کے بعد آپ حضرت حبیب عجمیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مراد کو پہنچے اور مطلوب حقیقی تک رسائی حاصل کی۔ اور خرقہ خلافت سے بہرہ ور ہوئے۔ ۳۵

آپ کا قلب مبارک درد و غم کا ایک پیکر تھا اور عشقِ الٰہی میں جلتے رہتے تھے۔ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ اور حضرت ابراہیم ادھمؒ آپ کے ہم زمان تھے۔

## تعلق باللہ:

آپ کو اپنے والد کے ورثہ میں بیس دینار ملے تھے یہ بیس دینار آپ نے اپنی عمر کے بیس سالوں میں خرچ کیے۔ فرمایا کرتے تھے مجھے اتنا ہی کافی ہے۔ آپ ہمہ وقت یاد خدا میں رہتے۔ صرف کھانا پینا اختیار کرتے۔ بسا اوقات روٹی کا ٹکڑا پانی میں بھگو لیتے اور کھاتے۔ فرمایا کرتے میں جتنا وقت کھانے میں ضائع کرتا ہوں اتنے وقت میں پچاس آیت قرآنی کی تلاوت کرسکتا تھا۔ ۳۶

ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید آپ کے در اقدس پر حاضر ہوا اور چند دینار پیش کیے آپ نے قبول نہ فرمائے۔

## تعلیمات:

فرمایا کہ دنیا سے روزہ رکھ اور آخرت سے افطار کر اور موت کو سمجھ اور لوگوں سے اسی طرح بھاگ جس طرح کہ شیر سے بھاگتے ہو۔

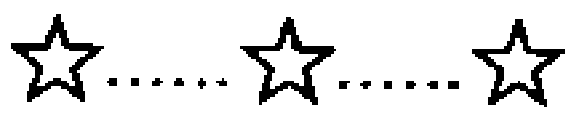
ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے کوئی نصیحت کیجئے فرمایا اپنی زبان کی پوری حفاظت رکھ اور بے ضرورت بات نہ کر۔ تنہائی اختیار کر اور اگر ممکن ہو تو لوگوں سے دل نہ لگا حضرت معروف کرخیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت

داؤد طائی سے بڑھ کر دنیا سے بے زار کسی کو نہیں دیکھا۔ دنیا اور اہلِ دنیا ان کی نظروں میں ہیچ تھے۔ ۲۷

ایک شخص نے آپ سے وصیت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ جتنی سعی دنیا میں اپنا رتبہ بلند ہونے کیلئے کرتا ہے کم از کم اتنی سعی آخرت میں بھی اپنا رتبہ بلند کرنے کیلئے بھی ضرور کر۔

وصال مبارک:

آپ نے ۸ ربیع الاول ۱۶۵ھ کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک بغداد میں مرجع خلائق ہے۔



# حضرت خواجہ معروف کرخیؒ

## نام ونسب وتعارف:

آپ کی کنیت ابو محفوظ اور اسم مبارک اسد الدین آپ کے والد کا نام فیروز تھا۔ لیکن حضرت خواجہ معروف کرخی کے نام سے مشہور ہوئے آپ کا شمار اکابر مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ مشائخ عظام کے سات سلاسل کے پیشوا ہیں۔ طریقت میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ کے عارفین کے سردار اور صاحب کشف وکرامات تھے۔ آپ کو اس قدر ذوق وشوق حاصل تھا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔

## تعلیم وتربیت:

آپ کے والدین عیسائی تھے۔ انہوں نے آپ کو استاد کے پاس بھیجا۔ استاد نے کہا پڑھو ثالث ثلاثہ یعنی خدا تین ہیں۔ آپ نے کہا نہیں ھو اللّٰہ الواحد الاحد۔ وہ اللہ واحد اور ایک ہے۔ استاد نے ہر چند سعی کی کہ آپ کتاب کے الفاظ دہرائیں لیکن آپ ہر بار ھو اللّٰہ الواحد الاحد ہی کہتے۔ اس پر استاد نے بہت مارا آپ وہاں سے سیدھے بھاگے اور حضرت علی بن موسیٰ رضا کی خدمت میں پہنچے اور ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ اس کے بعد آپ والدین کے پاس گئے وہ بھی آپ کی حق پرستی سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگئے۔ ۲۹

پھر آپ حضرت خواجہ داؤد طائیؒ کی خدمت میں گئے اور ان سے بیعت کی حضرت کی توجہ نے آپ کو مرتبہ کمال تک پہنچا دیا۔ آپ پر جذب کی کیفیت طاری رہتی

تھی اور استغراق کا غلبہ رہتا تھا۔ آپ ولایت کبریٰ کے منصب پر فائز تھے۔ ۳۰

## شرابیوں کی توبہ:

ایک دفعہ آپ چند مریدوں کے ہمراہ جارہے تھے کہ راستہ میں دریائے دجلہ کے کنارے چند نوجوان مے نوشی اور رقص وسرود میں مشغول تھے۔ آپ کے ہمراہیوں نے ان کے حق میں دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ آپ نے ان کیلئے دعا فرمائی۔ اے اللہ! جس طرح آج تو نے ان کو عیش دے رکھا ہے آئندہ بھی اس سے بہتر عیش عطا فرما اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ نوجوان شراب اور رباب پھینک کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بُرے افعال سے تائب ہو گئے اور آپ کی بیعت کر لی۔ ۳۱

## طے مکانی:

حضرت احمد بن طوسیؒ سے روایت ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ایک نشان دیکھ کر پوچھا کہ تک تو آپ کو یہ نشان نہیں تھا۔ آج یہ نشان کیسے ہو گیا فرمایا رات مکہ معظمہ کا تصور آ گیا اور وہاں پہنچ کر طواف کعبہ کے بعد جب چاہ زمزم پر پہنچا تو میرا پاؤں پھسل گیا یہ اسی کا نشان ہے۔

## تعلیمات:

(۱)۔ آپ کا ارشاد ہے کہ صوفی اس دنیا میں اللہ کا مہمان ہے۔ اب مہمان کا میزبان پر تقاضا کرنا زیادتی ہے جو مہمان مودب ہوتا ہے وہ منتظر رہتا ہے تقاضا نہیں کرتا۔

(۲)۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ محبت کیا ہے؟ فرمایا کہ محبت لوگوں کو سکھانے اور تعلیم دینے سے نہیں آتی بلکہ یہ تو خدا کا فضل ہے اور اس کی عطا ہے۔ اللہ کی جب تک عطا نہ

ہو انسان کے بس کا کام نہیں۔ ۳۲؎

(۳)۔ایک دن حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم نے نصیحت کی درخواست کی فرمایا کہ خدا پر توکل کرتا کہ خدا تیرے ساتھ ہو جائے اور تیرا انیس بن جائے۔ ۳۳؎

(۴)۔فرمایا کہ جوانمردی کے تین نشان ہیں۔(۱) وفائے بے خلاف۔(۲) تعریف بے عطا۔(۳) عطائے بے سوال۔ ۳۴؎

## حاجت براری کا عمل:

حضرت خواجہ سقطیؒ فرماتے ہیں کہ جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کو قسم دے۔ اے رب! بحق معروف کرخی میری حاجت روائی کر۔ تیری دعا ضروری قبول ہوگی۔ ۳۵؎

## وصال مبارک:

آپ نے ۲ محرم ۲۰۰ھ اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ مزار مبارک بغداد شریف میں مرجۂ خلائق ہے۔ آپ کا مزار مبارک حاجر براری کیلئے مجرب ہے۔

## خلفاء:

چند مشہور خلفاء کے نام درج ذیل ہیں۔ خواجہ سری سقطی، خواجہ عثمان مغربی، شاہ علی رودباریؒ، شاہ قاسم بغدادی، شاہ حمزہ خراسانی۔



# حضرت خواجہ سری سقطیؒ

## تعارف:

آپ کا نام سرّی سقطی اور کنیت ابوالحسن ہے۔ والد گرامی کا نام حضرت مغلسؒ ہے۔ آپ حضرات خواجہ معروف کرخیؒ کے مرید و خلیفہ تھے اور انہی سے علوم ظاہری و باطنی اکتساب فرمایا۔

## فضائل:

آپ تصوف کے امام اور اصنافِ علم میں کمال رکھتے تھے علم وثبات کے پہاڑ اور مروّت و شفقت میں وہ یکتائے زمانہ تھے۔ آپ کی عظمت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آپ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ اور دوسرے تمام صوفیائے بغداد کے استاد ہیں۔ عراق کے کثیر مشائخ سلسلہ ارادت میں آپ سے منسک تھے۔ ۳۶

صاحب کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کا بیان ہے کہ

آپ حضرت جنیدؒ کے ماموں اور تمام علوم میں کامل تھے تصوف میں منفرد حیثیت رکھتے تھے۔ مقامات کے تعیّن اور باطنی احوال کی وسعت پر غور کرنے والوں میں آپ متقدمین میں شمار ہوتے تھے عراق کے بہت سے مشائخ کبار آپ کے مرید تھے۔ ۳۷

حضرت خواجہ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں کہ

بغداد میں آپ کی ایک دوکان تھی۔ بازار میں ایک دفعہ آگ لگ گئی لوگوں نے کہا کہ آپ کی دوکان بھی جل گئی ہے آپ نے فرمایا کہ خوب ہوا مجھے اس بار سے بھی نجات ملی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کی دوکان جلنے سے بچ گئی لیکن آپ نے یہ سارا ساما ن غربا میں تقسیم کر دیا اور خود راہ تصوف اختیار کی۔ ہر چیز سے قطع تعلق کر کے آپ نے حضرت خواجہ معروف کرخیؒ کے حلقہ میں داخل ہو کر تربیت حاصل کی اور ریاضت شاقہ میں مشغول ہوئے چنانچہ چالیس سال تک آپ کا نفس گیہوں کی روٹی اور شہد طلب کرتا رہا لیکن آپ نے نفس کی خواہش پوری نہ کی۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے بڑھ کر عبادت گزار کسی کو نہیں دیکھا۔ اٹھارہ سال گزر چکے لیکن آپ نے ایک دفعہ زمین پر پہلو نہیں لگایا سوائے مرض موت کے۔ ۳۸

## دل بیار دست بکار:

جس زمانہ میں آپ کی دوکان بغداد کے بازار میں تھی۔ اس زمانہ میں آپ کا یہ حال تھا کہ اپنی دوکان پر پردہ گرا دیتے اور روزانہ ہزار رکعتیں نماز ادا کرتے۔ کوہ لبنان سے ایک شخص آپ کی ملاقات کیلئے آئے۔ پردہ ہٹا کر سلام پیش کیا اور کہا کہ فلاں نے آپ کو سلام پیش کیا ہے۔ جو کوہ بنان میں رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کوہِ لبنان میں قیام پذیر ہیں یہ کوئی کارنامہ نہیں ہے۔ مریدی تو یہ ہے کہ بازار میں رہتے ہوئے حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ رہنا چاہئے اور ایک لمحہ کیلئے بھی حق سبحانہ تعالیٰ سے غفلت نہ ہو۔

## بلند ہمتی:

آپ نے ایک بار فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دوسروں کو جو غم اور دکھ مصیبت ہے وہ سب کا سب میرے قلب پر نازل ہو جائے تا کہ دوسرے لوگ اس

سے محفوظ ہو جائیں۔

**محبتِ حق:**

آپ غم اور درد والم کے سمندر تھے اور محبت میں بلند مقام رکھتے تھے حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سری سقطیؒ نے مجھ سے سوال کیا کہ محبت کسے کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کچھ لوگ موافقت کو محبت کہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے ایثار کو محبت کہا ہے اسی طرح لوگوں نے الگ الگ تعریفیں کی ہیں۔ اس وقت حضرت سری سقطی نے اپنے بازو کے چمڑے کو پکڑا اور اسے کھینچا۔ لیکن چمڑا ہڈی سے اسی طرح چپک گیا کہ وہ کھینچا نہ جاسکا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم اگر میں یہ کہوں کہ یہ چمڑا اس کی محبت میں خشک ہو کر چپک گیا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر آپ بے ہوش ہو گئے اور آپ کا چہرہ انور جو گندمی رنگ کا تھا اس وقت چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکنے لگا۔

**بہشت کی مختصر راہ:**

حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سری سقطیؒ نے فرمایا کہ مجھے بہشت کی مختصر راہ معلوم ہے۔ میں نے عرض کی حضرت وہ کون سی راہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کسی سے کوئی چیز طلب نہ کرو اگر کوئی کچھ دے تو قبول نہ کرو اور اپنے پاس کچھ نہ رکھو کہ کسی کو دینا پڑے۔

**صبر کی اعلیٰ مثال:**

ایک دفعہ آپ صبر کے موضوع پر گفتگو کر رہے تھے ٹھیک اسی وقت بچھو نے آپ کو ڈنگ مارنا شروع کر دیا۔ آپ نے اسکی طرف ذرا بھی دھیان نہ دیا۔ جب لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آخر آپ نے اس بچھو کو

اپنے پاس سے کیوں نہیں ہٹایا۔ آپ نے فرمایا اس بات سے شرم آئی کہ میں اس وقت صبر پر گفتگو کر رہا تھا۔

## نفس کی بھلائی اور استغفار:

فرماتے ہیں کہ صرف ایک بار الحمد اللہ کہنے پر میں تیس سال سے استغفار کر رہا ہوں اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک بار بغداد میں آگ لگ گئی ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا تمہاری دوکان محفوظ رہ گئی میں نے کہا الحمدُ للہ اس وقت سے میں شرمندہ ہوں کہ اپنے نفس کی بھلائی چاہتے ہوئے اس مصیبت سے محفوظ رہنے پر خوشی کا اظہار کیا جس میں اور دوسرے مسلمان مبتلا تھے۔

## بار بار آئینہ دیکھتے:

آپ دن بھر میں کئی بار اس خوف سے آئینہ دیکھتے کہ کہیں گناہوں کی نحوست سے چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو۔

## امراض قلوب کا طبیب:

حضرت شیخ معین الدین واعظ ہرویؒ اپنی کتاب حدایق الحقائق میں تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت شیخ سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں جبل لبنان میں سیر کر رہا تھا کہ درویشوں کی ایک جماعت کو ایک جگہ بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے اس اجتماع کی وجہ دریافت کی انہوں نے کہا ہم پوری جماعت ایک مرض میں مبتلا ہیں۔ یہاں امراض قلوب کا ایک طبیب رہتا ہے۔ جس کی ایک ہی نظر عنایت سے اہل اسلام اپنے جملہ باطنی امراض سے شفا پا کر صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ حضرت شیخ سری سقطی فرماتے ہیں کہ میں بھی ایک مریض کی شکل میں اس جماعت کے ہمراہ بیٹھ گیا کہ

اچانک وہ بزرگ تشریف لائے اور اس جماعت کے ہر شخص پر نظر عنایت ڈالی اور ہر شخص مرضِ باطن سے شفایاب ہو کر چل دیا۔ جب وہ بزرگ واپس جانے لگے تو میں نے عرض کی کہ میں بھی ایک مریض ہوں۔ مجھ پر بھی نظر باطن فرمائیں۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تو صحت مند ہونے کے باوجود مریض کیوں بنتا ہے۔ تیرا دوست غیور ہے ایسا نہ ہو اس خلافِ حقیقت بات کہنے کی وجہ سے تو اس کی نگاہ عنایت سے دور ہو جائے۔ ۳۹

تعلیمات:

(۱)۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس بات پر جم گیا کہ وہ سچ کہے گا اور عبدیت میں سچا ہو کر رہے گا اور کسی دوسرے سے تعلق نہیں رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسی کو مقام صدق میں داخل فرمائے گا۔

(۲)۔ فرمایا سلامتی دین اور سکون جسم و جان صرف گوشہ نشینی ہی نہیں ہے۔

(۳)۔ فرمایا جو خود اپنے نفس کو آراستہ نہ کر سکے وہ دوسرے کے نفس کو کیسے سنوار سکتا ہے؟ فرمایا ایسے لوگ بہت کم ہیں جن کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو اور جو قدر نعمت نہیں کرتا نعمت اس سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔

(۴)۔ فرمایا جو خدا کا اطاعت گزار ہوتا ہے پورا عالم اس کے زیر نگیں رہتا ہے۔

(۵)۔ فرمایا جس قلب میں کوئی اور چیز مقیم ہوتی ہے وہاں یہ پانچ چیزیں داخل نہیں ہوتیں۔ خوف و رجا، حیا، انس، محبت اور ہر مقرب بارگاہ کو اس کے قرب کے مطابق ہی فہم عطا ہوتی ہے۔

(۶)۔ خود کو فنا کر دینے کے بعد عارف کو سکون ملتا ہے۔

(۷)۔ جو لوگوں سے زیادہ میل ملاقات رکھتا ہے وہ صدق و صفا سے دور رہتا ہے۔

(۸)۔ جب آپ عالم نزع میں تھے تو حضرت جنیدؒ کو نصیحت فرمائی کہ بُروں کی صحبت سے بچو اور نیکوں کی صحبت میں بھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا۔

## وصال:

آپ کا وصال ۱۳ رمضان المبارک ۲۵۳ھ بروز منگل ۹۸ سال کی عمر میں ہوا۔ مزار مبارک بغداد شریف میں مقام شونیز میں مرجعۂ خلایق ہے۔

## خلفا:

آپ کے چند خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت ابوالقاسم سید الطائفہ جنید بغدادی۔ (۲) شاہ ابوحمزہؒ۔ (۳) شاہ فتح الموصلی۔ (۴) شاہ ابوالحسن نوری۔ (۵) حضرت شاہ عبداللہ احرار۔ (۶) شاہ سعید ابرار۔



# سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ

## تعارف:

آپ کی کنیت ابو القاسم اور نام جنید بن محمد ہے اور لقب قواریری، زجاج اور خراز ہیں۔ زجاج اور خراز اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کے والد شیشہ فروشی کرتے تھے آپ کا جدی وطن نہاوند لیکن آپ بغداد میں پیدا ہوئے آپ حضرت خواجہ سری سقطیؒ کے مرید اور بھانجے تھے، خواجہ حارث محاسبی اور خواجہ محمد قصاب کی صحبت بھی پائی تھی اور ان کے شاگرد بھی تھے۔

آپ طائفہ صوفیاء کے امام ہیں۔ اکثر صوفیائے کرام آپ سے نسبت رکھتے ہیں۔ اسی لحاظ سے آپ شیخ الشیوخ اور امام ائمہ ہیں۔ آپ جملہ علوم وفنون، معاملات و ریاضت، کلماتِ لطیف اور ارشادات عالی میں سب پر سبق لے گئے ہیں۔ آپ ہر دلعزیز اور مقبول خلایق تھے۔ آپ کو طاؤس العلماء اور سلطان المحققین بھی کہتے ہیں زہد وعشق میں آپ بے نظیر تھے۔ ؎۴۰

## فضائل:

آپ فروع میں مفتی اور علوم وفنون میں کامل تھے۔ آپؒ اپنے وقت کے تمام مشائخ کے مرجع تھے۔ آپ اخلاق سے مزین اور ہر کسی سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے ہمیشہ روزہ سے رہتے مگر برادران طریقت آجاتے تو روزہ افطار کر دیتے

فرماتے اسلامی بھائیوں کی خاطر و مدارت نفلی روزوں سے افضل ہے۔ آپ تیس سال تک عشاء کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر ذکرِ الٰہی کرتے اور اسی وضو سے نمازِ فجر ادا کرتے۔ نماز میں اگر دنیا کا خیال آجاتا تو دوبارہ ادا کرتے۔ لباس ہمیشہ عالمانہ زیب تن فرماتے۔

حضرت ابوالعباس عطارؒ فرماتے ہیں کہ

حضرت جنید علم معرفت میں ہمارے اُستاد، مرجع و پیشوا اور امام ہیں۔

صاحب کشف المحجوب فرماتے ہیں کہ

لوگوں نے حضرت سری سقطیؒ سے پوچھا کہ کیا مرید کا مقام اپنے شیخ کے مقام سے بڑھ سکتا ہے؟ فرمایا بے شک بڑھ سکتا ہے اس کی بیّن دلیل یہ ہے کہ جنید میرے مرید ہیں مگر مجھ سے بلند مقام رکھتے ہیں۔ ۴۱

خاندان عباسیہ کے ایک امیر المسلمین نے ایک بار شیخ رومؒ سے کہا اے بے ادب! انہوں نے کہا کہ میں بے ادب کیسے ہو سکتا ہوں جبکہ میں نصف دن حضرت جنید کی خدمت میں گزارا ہے (یعنی جو ان کی خدمت میں آدھا دن بھی گزارے گا وہ بے ادب نہیں ہو سکتا)۔ ۴۲

## مجوسی کا قبول اسلام:

ایک مجوسی گلے میں زنار اور مسلمانوں کا لباس پہن کر آپ کی خدمت میں آیا اور حدیث شریف کا مطلب دریافت کرنے لگا۔ اِتّقوا فِراسَۃ المُومن فَاِنَّہٗ یُنظر بِنُورِ اللّٰہ۔ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

آپ نے اس سوال کو سن کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اپنا زنار توڑ کفر چھوڑ اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جا۔ مجوسی نے یہ جواب

سُنا تو فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ ؎۴۳

امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس واقعہ سے حضرت جنیدؒ کی ایک کرامت کا اظہار ہوتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اس میں ایک نہیں دو کرامتیں ہیں۔ ایک تو اس نوجوان کے کفر پر اطلاع پانا دوم اس بات سے آگاہ ہونا کہ یہ اسی وقت اسلام قبول کرے گا۔ ؎۴۴

## دل کو قابو میں رکھو:

بصرہ میں آپ کا ایک مرید رہتا تھا اس کے دل میں ایک روز گناہ کا خیال پیدا ہوا۔ یہ خیال آتے ہی اس کا پورا چہرہ سیاہ ہوگیا۔ اس صورت حال سے وہ بہت گھبرایا اور شرم وندامت سے گھر سے باہر نکلنا ترک کردیا۔ تین روز میں مُنہ کی سیاہی کم ہوتے ہوتے بالکل دور ہوگئی اور چہرہ روشن ہوگیا۔ ایک روز ایک شخص آیا اور اسے حضرت جنید بغدادیؒ کا خط دیا۔ جب اس نے خط پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ

اپنے دل کو اپنے قابو میں رکھو اور بندگی کے دروازے پر ادب سے رہو۔ اس لئے کہ آج مجھے تین دن اور رات سے دھوبی کا کام کرنا پڑا کہ تمہارے مُنہ کی سیاہی دور ہو۔ ؎۴۵

## توکل:

آپ کے توکل کا یہ عالم تھا کہ ایک شخص نے پانچ سو اشرفیاں آپ کی نذر کرنی چاہیں آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ بتاؤ آئندہ تجھے مال کی ضرورت ہے یا نہیں اس نے عرض کی کہ ہاں کیوں نہیں ہر وقت ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا اشرفیاں واپس لے جاؤ۔ کیونکہ تو مجھ سے زیادہ محتاج ہے اور میں محتاج سے نہیں لیتا اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک میرا مولا ہی غنی ہے اور دو جہاں فقیر ہے۔ ؎۴۶

## کلماتِ قدسیہ:

(۱)۔فرمایا کہ اپنی محبت کو اللہ تعالیٰ کی طرف رکھ اور اس بات سے بچ کہ جس آنکھ سے تو اللہ تعالیٰ کو دیکھے اسی آنکھ سے غیر اللہ کو دیکھے اور تو اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گر جائے۔

(۲)۔آپ سے دریافت کیا گیا کہ بخشش بغیر اعمال کے ہوتی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ جو اعمال ہوتے ہیں وہ بخشش ہی کے باعث ظہور میں آتے ہیں۔

(۳)۔لوگوں نے دریافت کیا کہ تنہائی کب اختیار کرنی چاہیے فرمایا جب اپنے نفس سے تنہائی حاصل ہو جائے۔

(۴)۔فرمایا ہم نے یہ تصوف نہ قیل وقال سے حاصل کیا نہ جنگ و میدان کارزار سے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ وہ شخص اختیار کرے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب دائیں ہاتھ میں لے کر اور سنت رسول ﷺ بائیں ہاتھ میں لے کر دو چراغوں کی روشنی میں چلے تا کہ گمراہ نہ ہو۔

(۵)۔ایک مرتبہ حضرت سہلؒ نے آپ کو تحریر فرمایا کہ خواب غفلت سے بچو کیونکہ سونے والا اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتا جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو باری تعالیٰ نے بذریعہ وحی آگاہ فرمایا کہ جو ہماری محبت کا دعویدار ہو کر رات کو سوتا ہے وہ کاذب ہے۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ

خدا کی راہ میں بیدار رہنا ہمارا ذاتی فعل ہے لیکن ہمارے سونے کا تعلق خدا کے فعل سے ہے جو ہمارے فعل سے بدرجہا بہتر ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا۔ اَلنَّوم مُوهبة مِن اللّٰهِ علی المُحبّین. یعنی نیند اپنے دوستوں پر خدا کی جانب سے ایک بخشش ہے۔

## تصانیف:

صاحب مرآۃ الاسرار کا بیان ہے کہ:

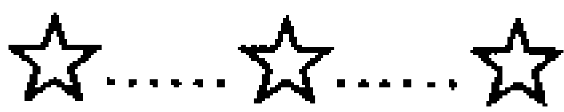
حقائق و معارف اور ارشادات میں آپ کی کئی تصانیف ہیں۔ سب سے پہلے بزرگ جنہوں نے علم ارشادات شائع کیا آپ تھے اور آپ ہی نے ادب اور تصوف کو یکجا کیا ہے آپ کا فرمان ہے کہ التصوف کلھم ادب (تصوف سب ادب ہے)۔ ۴۷

شیخ ابو النصر سراج نے اپنی کتاب "کتاب اللمع" میں آپ کے چار رسالوں کے نام تحریر فرمائے ہیں۔ کتاب المناجات اور مالی الھمم آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

وصال مبارک:

آپ نے ۲۷ رجب بروز شنبہ ۲۹۷ھ وصال فرمایا۔ مزار مبارک بغداد میں مرجع خلایق ہے۔

حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ، شیخ علومشاد دینوریؒ، شیخ ابو علی رود باریؒ اور شیخ احمد رویمؒ آپ کے مشہور خلفاء میں سے تھے۔



# حضرت شیخ ممشاد علو دینوریؒ

## تعارف:

آپ کا نام ممشاد علو اور نقب کریم الدین ہے۔ آپ دینور کے رہنے والے تھے جو کرمان کے مغربی کوہستان میں واقع ہے۔ آپ کی تربیت بغداد میں ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ جنید بغدادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ دیگر مشائخ و اولیاء کی صحبت بھی نصیب ہوئی اور مشائخ سے آپ نے اخذ فیض کیا ہے۔ حضرت خواجہ ابو ہبیرہ بصریؒ سے بھی آپ کو خلافت حاصل ہے۔ خواجہ محمد رویمؒ اور خواجہ ابوالحسن نوریؒ آپ کے ہم عصر تھے۔ ۴۸

## فضائل و محاسن:

صاحب اقتباس الانوار کا بیان ہے کہ:

حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ ریاضات و مجاہدات میں بلند مقام اور مشاہدات و مکاشفات میں رفیع شان تھے۔ وقت کے جملہ مشائخ آپ کے ظاہری و باطنی کمالات کے قائل تھے حقائق و معارف کے بیان میں آپ کا کلام بہت بلند ہے۔ ۴۹

صاحب نفحات الانس مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

آپ کا تعلق طبقہ سوم کے مشائخ سے ہے۔ آپ عراق کے مشائخ عظام میں سے ہیں اور عراقی جواں مرد صوفیاء میں بلند مقام کے مالک ہیں، علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ کی کرامات ظاہر و باہر ہیں۔ آ کے احوال نہایت اعلیٰ اور بلند تھے۔

شیخ یحییٰ جلا جیسے مشائخ کے ہم صحبت رہے ہیں۔ ۵۰

مرید ہونے سے قبل آپ نے سالہا سال ریاضت ومجاہدہ کیا۔ آپ سات دن کے بعد افطار فرماتے تھے گلے کی خشکی دور کرنے کیلئے تھوڑا سا پانی پیتے اور خرما پر گزارا کرتے تھے اور ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے حق تعالیٰ نے دولت عرفان آپ کو والدہ کی گود سے ہی عطا فرمادی تھی۔ ۵۱

آپ نے کوئی کام حق تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں کیا۔ جب کوئی شخص مرید ہونے کے لئے آتا تو سرنگوں ہو کر مراقبہ فرماتے اگر حکم ہوتا تو مرید فرماتے ورنہ نہیں......

آپ قیلولہ کے سوا ہرگز نہیں سوتے تھے اور کبھی چارپائی پر بھی نہیں سوئے۔ ہمیشہ ذکرِ الٰہی اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ ۵۲

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے کوچے میں جاؤ تا کہ ممشاد علو کی دعا سے تجھے کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ اس نے پوچھا کہ خدا کا کوچہ کہاں ہے فرمایا جہاں تم کھڑے ہو۔ چنانچہ اس آدمی نے خلوت اختیار کی اور بلند مراتب کو پہنچا۔

ایک دفعہ دینور میں ایسا سیلاب آیا کہ خلق خدا بھاگ کر حضرت شیخ کی خدمت میں گئی۔ راستے میں لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کا وہی مرید اپنا مصلّی پانی پر بچھائے اس پر بیٹھا آرہا ہے حضرت شیخ نے اس سے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے عرض کی یہ سب آپ کی دعا کا نتیجہ ہے جو آپ خود جانتے ہیں میں ساری خلقت سے مستغنی ہو چکا ہوں۔ یہ سب کچھ آپ ہی کے فیض کا کرشمہ ہے۔

## ملفوظات عالیہ:

(۱)۔آپ فرماتے ہیں کہ باطن میں حق تعالیٰ نے عارف کو ایک آئینہ دیا ہے کہ جب اس میں نگاہ ڈالتا ہے اللہ کو دیکھتا ہے۔

(۲)۔فرمایا کہ جو شخص دوستان حق کی دوستی کا انکار کرتا ہے اس کی ادنی ترین سزا یہ ہے کہ اس دوستی سے ہرگز نہیں نوازا جاتا جب تک توبہ نہ کرے۔

(۳)۔فرمایا میں نے کسی ولی اللہ کی خدمت میں جا کر کوئی سوال نہیں کیا بلکہ صاف دل کے ساتھ حاضر ہوا ہوں حتیٰ کہ وہ جو چاہیں بیان فرمادیں۔

(۴)۔فرمایا جب بھی میں نے اپنے علوم وحالات ترک کر کے کسی بزرگ کی خدمت میں حاضری دی تو اس کے اقوال کو غور سے سُننے کے بعد ان کی برکتوں سے فیوض حاصل کیے اور اس صلہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مراتب عطا فرمائے۔

(۵)۔فرمایا چالیس سال ہو گئے ہیں کہ بہشت اور جو کچھ اس میں ہے مجھے پیش کیا جاتا ہے۔میں نے کبھی گوشہ چشم سے بھی ادھر توجہ نہیں کی۔

## مرید کے اوصاف:

آپ فرماتے ہیں کہ:

مرید ادب میں اس وقت کامل ہوتا ہے جب اس کے اندر یہ اوصاف پیدا ہو جائیں۔

(۱)۔مشائخ کی تعظیم وتکریم اپنے اوپر لازم کرلے۔

(۲)۔اپنے ساتھیوں اور بھائیوں کی خدمت کو اختیار کرے۔

(۳)۔اسباب وعلاقہ (یعنی دنیاوی تعلقات) کو ترک کرے۔

(۴)۔توکل کا راستہ اختیار کرے۔

(۵)۔ان سب کے ساتھ شریعت کے آداب اصول وضابطہ کو ہر وقت پیش نظر رکھے۔

## فنائے توحید:

جب آپ حالت نزع میں تھے تو لوگوں نے پوچھا آپ اپنے دل کو کیسا پارہے ہیں۔آپ نے فرمایا تیس سال ہو گئے ہیں کہ اپنا دل کھو چکا ہوں اور میرے پاس دل ہی نہیں ہے یعنی تمام اشیائے کائنات کو اور اپنے آپ کو حق سبحانہ تعالیٰ کی ہستی کے مطالعہ میں گم کر چکا ہوں اس وقت آپ سے لوگوں نے جو کچھ پوچھا آپ نے ہر سوال کا جواب فنائے توحید سے دیا۔

## وصال مبارک:

آپ نے ۱۴ محرم ۴۹۹ھ میں وصال فرمایا۔مزار مبارک علاقہ ملک شام میں مرجع خلایق ہے۔خواجہ احمد اسود دنیوری،خواجہ ابو اسحاق شامی،خواجہ ابو عامر آپ کے مشہور خلفاء میں سے تھے۔

☆......☆......☆

# حضرت شیخ احمد اسود دینوریؒ

## تعارف:

آپ کی کنیت ابوالعباس اور نام احمد ہے۔ آپ دینور کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت شیخ ممشاد علو دینوری کے ممتاز مرید و خلیفہ تھے اور دیگر مشائخ سے بھی فیضان حاصل کیا۔

صاحب خزینۃ الاصفیاء کا بیان ہے کہ:

وے مرید ممشاد علو دینوری بود سوائے ازاں دیگر مشائخ عظام نیز فایدہ ہا اندوخت وصحبت ہا برداشت۔ ۵۳

آپ شیخ یوسف بن الحسینؒ کی صحبت میں بھی رہے۔ حضرت عبداللہ خراز جوہریؒ اور ابن عطار رویمؒ کی بھی زیارت کی ہے۔ دینور سے نیشاپور اور وہاں سے ترمذ آئے خواجہ محمد احمد ابوبکر وراق کے شاگرد آئے اور انکی رکاب کو بوسہ دیا۔ ان شاگردوں نے تعظیم کی وجہ پوچھی تو فرمایا میں نے سنا ہے کہ وہ میرے خدا کی اچھی تعریف کرتے ہیں۔ ۵۴

آپ مشائخ کبار اور اولیائے نامدار میں سے تھے۔ فضل و کمال اور تقویٰ میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ آپ سے اکثر کرامات کا ظہور ہوا۔ آپ علوم ظاہر و باطنی کے جامع اور تصرفات مین یکتائے روزگار تھے۔ کثیر مخلوق نے آپ سے فیضان حاصل کیا۔ آپ دینور سے نیشاپور آئے اور وہاں سے ترمذ

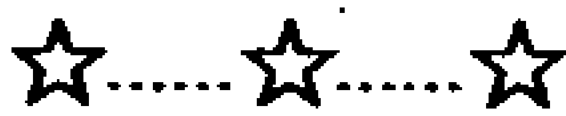
یہاں مخلوق خدا کو رشد و ہدایت سے نوازتے ہوئے سمرقند تشریف لے آئے اور یہیں کے ہو کے رہ گئے۔

## تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں کہ ادنیٰ ذکر یہ ہے کہ خدا کے ماسوا کو بھول جائے اور ذکر کی نہایت یہ ہے کہ ذاکر ذکر میں اپنے ذکر سے غائب ہو جائے اور مذکور یعنی ذات الٰہی میں ایسا گم ہو جائے کہ مقام رجوع تک رجوع نہ کرے اور یہ فنا در فنا کا حال ہے۔

## وصال مبارک:

آپ نے ذی الحجہ ۶۷ ۳ھ میں وصال فرمایا مرقد انور سمرقند میں ہے۔
حضرت شیخ محمد عمویہ سہروردی اور شیخ اخی فرخ زنجانیؒ آپ کے مشہور خلفا میں سے ہیں۔



# حضرت شیخ محمد عمویہ سہروردیؒ

## تعارف:

آپ کا نام محمد عمویہ سہروردی ہے والد گرامی کا نام ابو محمد عبداللہ البکری السہروردی ہے۔ آپ حضرت شیخ احمد اسود دینوریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء کا بیان ہے کہ:

شیخ عمویہ نام پدر وی عبداللہ است واز امجد مشائخ زمان خود بود و ارادت بخدمت شیخ احمد دینوری داشت۔ ۵۵

ترجمہ: شیخ عمویہ اسم گرام ہے آپ کے والد شیخ عبداللہ ہیں آپ اپنے زمانے کے بزرگ ترین مشائخ میں سے ہیں آپ کی ارادت یعنی بیعت و خلافت شیخ احمد دینوری سے تھی۔

## فضائل:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ رقمطراز ہیں کہ:

آپ (شیخ محمد عمویہ) علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ عین القضاۃ ہمدانیؒ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ اس گروہ میں بہت کم لوگ ہیں جو علم ظاہری و باطنی کے عالم نہ ہوں، خواجہ ابو حامد غزالی اور شیخ احمد غزالی اس گروہ میں سے ہیں۔ خواجہ محمد بکویانؒ بھی اسی گروہ میں سے ہیں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ اہل علم ہیں اور

بزرگوں میں سے ہیں۔ سلوک میں ان کی ایک کتاب صلوۃ الطالبین ہے۔ اس میں اس گروہ کے بہت سے نکات اور حقائق درج ہیں۔ ۵۶

آپ اپنے والد محترم سے بھی فیضان حاصل کیا اور اپنا آبائی خرقہ حاصل کیا آپ نے سلوک میں بڑے سخت مجاہدے کئے۔

حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی فرماتے ہیں کہ:

جدامجد شیخ محمد عمویہ سہروردی چالیس دن تک بھوکے رہتے تھے۔ ۵۷

صاحب خزینۃ الاصفیاء آپ کی بزرگی کے بارے تحریر فرماتے ہیں کہ:

دروقت خود فرد یگانہ واستاد زمانہ بسیار خلق را ارادت درآورد و بحق رسایند۔

یعنی آپ اپنے وقت کے فرد یگانہ اور استاد زمانہ تھے کثیر خلق خدا آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر مقرب الٰہی ہوئی۔

## تبلیغ اسلام:

آغا عبدالسلام سہروردیؒ کا بیان ہے کہ:

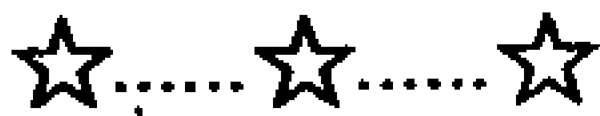
حضرت شیخ محمد عمویہ سہروردیؒ نے تبلیغ اسلام اور رشد و ہدایت کے فریضہ کو بدرجہ احسن سرانجام دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے لاتعداد لوگوں کو گمراہی اور جہالت کے اندھیروں سے نکال کر نور اسلام سے منور و مشرف فرمایا اور صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔ زنجان اور سہرورد کے علاقے آپ کے نور باطن سے منور ہو گئے۔ اور پھر اسی خطہ مردم خیز سے رشد و ہدایت کے وہ آفتاب طلوع ہوئے جن کے فیوض و برکات بفضلِ خداوند کریم صدیوں سے آج تک جاری و

ساری ہیں۔ اوران گنت خلق خدا کو معرفت حق اور راہ صدق وصفا سے بہرہ ور فرمار ہے ہیں آپ نے بہت سے وحشی منگول قبائل کو مشرف بہ اسلام کیا اور خلق کثیر نے آپ کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کی اور تمسکِ حق وصداقت استوار کیا۔ ۵۸

آپ کے اخلاق ومحاسن سے متاثر ہو کر اس علاقہ کے قبائل نے آپ کو اپنا سردار بھی تسلیم کرلیا۔ اس علاقے میں سردار کو عمو کہا جاتا ہے چنانچہ لفظ عمویہ آپ کے نام کا لاحقہ بن گیا اور آپ ابومحمد عمویہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

## وصال مبارک:

آپ نے ۳۷۲ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک سہرورد میں واقع ہے۔



# حضرت شیخ قاضی وجیہہ الدین سہروردیؒ

**تعارف:**

آپ حضرت شیخ محمد عمویہ سہروردی کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ علوم ظاہری کے عالم و فاضل اور علوم باطن کے جامع اور صاحب کشف و کرامات تھے آپ کا شمار اس زمانے کے اعظم اولیاء کرام میں ہوتا ہے۔

آپ نے اجل مشائخ عظام سے فیوض و برکات روحانیہ میں وافر حصہ پایا اور بلند رتبہ پر فائز ہوئے۔ ۵۹

صاحب خزینۃ الاصفیاء کا بیان ہے کہ:

شیخ وجیہہ الدین سہروردیؒ از اجلہ مشائخ و اعاظم اولیاء ست۔ صاحب خوارق و کرامات بود۔ نسبت طریقت وے بدو طرف است کہ از ہر دو جانب سید الطائفہ جنید بغدادی منتہی مے گردد۔ یکے از شیخ محمد عمویہ ممشاد دینوریؒ و دیگر اراخی فرخ زنجانی قدس سرہٗ۔ ۶۰

ترجمہ: حضرت شیخ وجیہہ الدین سہروردی اجل مشائخ اور اکمل اولیا میں سے ہیں۔ اور آپ صاحب کرامات تھے۔ آپ کی نسبت طریقت ہر دو جانب سے سید الطائفہ جنید بغدادی تک پہنچتی ہے ایک نسبت شیخ محمد عمویہ اور شیخ ممشاد علو دینوری کے توسط سے اور دوسری حضرت اخی فرخ زنجانیؒ کے واسطے سے حضرت جنید بغدادی سے ملتی ہے۔

آپ نے علوم حدیث وفقہ کی تعلیم اپنے گھر پر ہی حاصل کی۔ اور اپنے والد شیخ عمویہ سے بیعت ہو کر خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ نے اپنے والد کے پیر بھائی حضرت اخی فرخ زنجانی سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ خزانہ جلالیہ میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری سے منقول ہے کہ:

حضرت شیخ وجیہہ الدین سہروردی نے اپنے والد شیخ محمد عمویہ اور حضرت شیخ اخی فرخ زنجانی سے مشترکہ خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ۶۱

آپ اپنے شیخ محمد عمویہ سہروردیؒ کے وصال کے بعد مسندِ ارشاد پر بیٹھے اور کثیر مخلوق خدا کو ہدایت کے راستہ پر گامزن فرمایا۔

آپ خلفائے بغداد کی جانب سے منصب قضات پر بھی فائز تھے اس وجہ سے قاضی کہلاتے تھے۔

## وصال مبارک:

آپ کا وصال ۶۲۴ھ میں ہوا۔ مرقد انور بغداد میں ہے۔



# شیخ الاسلام حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردیؒ

## ولادت باسعادت:

آپ ماہ صفر المظفر ۴۹۰ھ بمقام سہرورد پیدا ہوئے۔

## نام ونسب:

آپ کا اسم گرامی عبدالقاہر، کنیت ابوالنجیب اور القابات شیخ الاسلام، ضیاء الدین، نجیب الدین، مفتی العراقین، قدوۃ الفریقین اور امام الطالفتین ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

حضرت شیخ ابو النجیب عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمویہ سہروردی بن سعد بن حسین بن قاسم بن علقمہ بن نضر بن معاذ بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ۔

## تعلیم وتربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کیلئے سہرورد سے بغداد تشریف لے آئے اور مدرسہ نظامیہ میں علوم دینی کی اور مسندِ فضیلت حاصل کی۔ علم کے شوق میں آپ اصفہان اور اسکندریہ بھی تشریف لے گئے اور وہاں کے

علماء سے بھی مستفید ہوئے۔ امام اوحدی کی تفسیر آپ کو از بر تھی، فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے مدرسہ نظامیہ میں طلباء کو مختلف علوم کی تعلیم دی۔ آپ کی وجہ سے مدرسہ نے بہت ترقی کی اور مدرسہ کے ناظم اعلیٰ کا منصب آپ کو سونپ دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد مدرسہ میں کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے اس پر آپ نے بطور احتجاج استعفیٰ دے دیا۔

## بیعت و خلافت:

ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے شاہراہ سلوک میں قدم رکھا۔ اور اپنے چچا حضرت شیخ وجیہہ الدین سہروردی کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور انہیں کی نگرانی منازل سلوک طے کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ۶۲

اس کے بعد حضرت امام احمد غزالی کی خدمت میں حاضر ہو کر ظاہری و باطنی فیضان سے مستفید ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ۶۳

آپ نے جن مشائخ کی صحبت اختیار کی ان میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا نام سرفہرست ہے۔ جنہوں نے آپ کو خرقہ خلافت سے بھی نوازا۔ ۶۴

جب حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے قدمی ھٰذاہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ فرمایا۔ تو آپ بھی اس مجلس میں موجود تھے اور آپ نے اپنا سر مبارک جھکا دیا۔

آپ حضرت شیخ حماد باسؒ کی صحبت میں بھی کافی عرصہ رہے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے سلوک الی اللہ میں بڑے سخت مجاہدے کیے اور طویل

عرصہ تک گوشہ نشین رہے۔

## حضرت خضر علیہ السلام کا ملاقات کو آنا:

حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ:

ایک بار میرے شیخ حضرت ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی حج کیلئے تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ ایک رات آپ خلوت گاہ میں مراقب تھے اور میں آپ کے دروازے پر متعین تھا۔ اچانک ایک شب حضرت خضر علیہ السلام آپ کی ملاقات کیلئے تشریف لائے اور مجھے کہا کہ اندر جا کر حضرت شیخ ابو النجیب کی خدمت میں میرا اسلام پہنچاؤ اور کہو کہ مہتر خضر علیہ السلام آپ کی ملاقات کو آیا ہے چنانچہ میں اندر گیا اور سلام و پیام پہنچایا لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ دی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے دوبارہ اندر بھجوایا اور میں تین بار آپ کی خدمت میں سلام پہنچانے گیا لیکن آپ نے توجہ نہ دی۔ چنانچہ صبح صادق ظاہر ہونے لگی اور خضر علیہ السلام مجھ سے رخصت ہوئے اور فرمانے لگے کہ میرا اسلام اعز و اکرام کے ساتھ شیخ کی بارگاہ میں پہنچانا۔ جب حضرت شیخ مراقبہ سے فارغ ہوئے تو میں نے سلام پہنچایا اور عرض کی کہ خضر علیہ السلام کی ملاقات کی تو بڑے بڑے بزرگوں کو تمنا ہے لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ دی۔ آپ نے فرمایا کہ اے بیٹے! جو شخص مالک الملک کے مشاہدے میں مصروف ہو اس کیلئے مناسب نہیں کہ ادھر سے روگردانی کر کے مخلوق کی جانب متوجہ ہو۔

اے بیٹے! میں اس وقت عالم تجلی میں مستغرق اور اللہ تعالیٰ کی مناجات میں مشغول تھا۔ اگر وہ وقت فوت ہو جاتا تو دوبارہ کہاں سے ملتا اور قیامت تک ندامت

رہتی خواجہ خضر پھر بھی مل جائیں گے۔ آپ یہ الفاظ ابھی فرما رہے تھے کہ خضر علیہ السلام دوبارہ تشریف لے آئے آپ نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا اور ادب واحترام نے اپنی جگہ پر بٹھایا۔ ٦٦

## رشد و ہدایت:

ظاہری و باطنی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ نے طالبان حق کیلئے ایک بڑی خانقاہ تعمیر کرائی جہاں دنیا کے گوشے گوشے سے طالبین آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرفان حق حاصل کرتے۔

آپ بغداد کے شعلہ بیان مقرر مانے جاتے تھے آپ کا وعظ بڑا پُر تاثیر ہوتا تھا۔ لوگوں کے دلوں کو اطاعت خداوندی کی طرف موڑ دیتے تھے۔

امام سبکی کا بیان ہے کہ:

خدا نے حضرت شیخ کی ذات کو مجمع البحرین بنایا تھا۔ آپ علم ظاہر و علم باطن دونوں کے جامع تھے۔ تمام عراق و عجم میں آپ کا بول بالا ہو گیا۔ قوم نے آپ کو مجلس افتاء کے صدر نشین تسلیم کر کے مفتی العراقین کا لقب دیا۔ آپ کی مجلس وعظ و تذکیر میں ایک مخلوق خدا حاضر ہوتی تھی اور اس مبارک مجلس میں بہت سے گمراہ راہ راست پر آتے اور صدہا گنہگار گناہوں سے توبہ کرتے تھے۔

حسن میاں پھلواری تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرت شیخ جس طرح ظاہری علم و فضل میں شہرہ آفاق تھے اسی طرح آپ کی پرزور ولایت اور کرامات کا سکہ ساری اسلامی دنیا پر تھا۔ دنیا کے ہر گوشہ سے

طالبین آپ کی خدمت میں آتے اور فائز المرام ہوتے۔

عوام الناس اور علماء کے علاوہ شاہان وقت بھی آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور آپ تمام اسلامی ممالک میں مقبول تھے۔ آپ سلاطین وقت کو بھی وعظ ونصیحت فرماتے رہتے تھے۔

## من مُردہ ام نہ کشتہ:

حضرت امام یافعیؒ اپنی کتاب مراۃ الجنان میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ کے ایک مرید نے کہا کہ ہم ایک روز حضرت شیخ کے ہمراہ بغداد کے بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک قصاب کی دوکان پر پہنچے وہاں ایک بکری لٹکی ہوئی تھی۔ شیخ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یہ بکری کہتی ہے کہ:

من مردہ ام نہ کشتہ۔ کہ میں مردہ ہوں مجھے ذبح نہیں کیا گیا۔ قصاب یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو حضرت شیخ کی بات کا اقرار کیا اور تائب ہو گیا۔ ۶۷

## دعوتِ اسلام:

ایک دفعہ تین یہودی اور تین عیسائی حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک لقمہ دیا ابھی لقمہ ان کے پیٹ میں نہیں گیا تھا کہ وہ سب ایمان لے آئے اور کہنے لگے جونہی لقمہ ہمارے پیٹ میں گیا۔ سوائے اسلام کے ہر دین کی محبت ہمارے دل سے جاتی رہی۔ ۶۸

## وصال مبارک:

آپ نے بروز جمعۃ المبارک ۷ا جمادی الآخر ۵۶۳ھ میں وصال فرمایا مزار مبارک بغداد شریف میں دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے۔

## خلفاء:

آپ کے چند خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ، شیخ نجم الدین کبریٰ، شیخ عمار یاسر، شیخ روز بھانؒ، شیخ قطب الدین ابریؒ، شیخ اصیل الدین شیرازی، تصوف پر آپ کی مشہور کتاب آداب المریدین سالکین کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ یہ کتاب روحانی حلقوں میں بہت مقبول ہے۔ حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری فردوسی نے اس کی ایک شرح مطالب الطالب کے نام سے تحریر کی ہے۔ حضرت ملا علی قاری نے بھی اس کی ایک شرح تحریر کی ہے جس کا نام شرح آداب المریدین ہے۔

**نوٹ:** آپ کے مفصل حالات زندگی کیلئے راقم الحروف کی کتاب نفحات سہروردیہ کا مطالعہ کیا جائے۔ جو مکتبہ زاویہ C-8 دربار مارکیٹ لاہور سے دستیاب ہے۔

## ملفوظات:

آپ کی کتاب آداب المریدین سے یہاں آپ کے چند ملفوظات درج کیے جاتے ہیں۔

## فقر:

فرمایا فقر تصوف سے سواء ہے بلکہ تصوف کی ابتداء فقر کی انتہا ہے اور اسی

طرح زہد کی حالت ہے۔ صوفیہ کے پاس فقر وفاقہ کرنے یا کچھ نہ رکھنے کا نام نہیں ہے بلکہ فقر محمود یہ ہے کہ خدا پر بھروسہ رکھے اور جو کچھ خدا دے اسی پر راضی رہے۔

## احوال:

احوال قلب کے معاملات میں سے ہیں اور وہ حالت ہے جو ذکر کی صفائی سے قلب پر طاری ہوتی ہے۔

حضرت جنیدؒ نے کہا ہے کہ حال وہ کیفیت نازل ہے جو قلب پر اُترتی ہے۔ اور ہمیشہ نہیں رہتی۔

منجملہ اس کے مراقبہ ہے اور وہ یقین کی صفائی کی وجہ سے غیب کی چیزوں کو دیکھنے کا نام ہے۔

پھر قُرب ہے وہ ہمت کو خدا کے سامنے جمع کرنے کا نام ہے اس طرح کہ ماسوائے غیوبت حاصل ہو جائے۔

پھر محبت ہے اور وہ محبوب کے ساتھ اس کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزوں میں موافقت کا نام ہے۔

پھر رجا ہے اور وہ حق تعالیٰ کی ان باتوں میں تصدیق جن کا اس نے وعدہ کیا ہے۔

پھر خوف ہے اور وہ قلب کا خدا تعالیٰ کے سطوت اور غضب کو مطالعہ کرنا ہے۔ پھر حیاء ہے اور وہ قلب کو انبساط سے روکتا ہے۔ اور یہ اسی لیے ہے کہ قرب ان احوال کا مقتضی ہوتا ہے۔ پس ان میں سے کوئی اپنی حالتِ قرب میں خدا کی عظمت اور ہیبت کو دیکھتا ہے تو اس پر خوف وحیاء غالب ہوتی ہے اور ان میں سے کوئی

خدا کے الطاف پر نظر کرتا ہے اور اس کے قدیم احسانات کو یاد کرتا ہے تو اس کے دل پر محبت اور رجا غالب ہوتی ہے۔ پھر شوق ہے اور وہ قلب کا ہیجان ہے، محبوب کے ذکر کے وقت۔

پھر انس ہے اور وہ اللہ کی طرف سکون اور تمام امور میں سے استعانت کا نام ہے اور انس محبوب کے مشاہدہ کو محبّ کا لازم کر لینا ہے اور جب اس حال پر زمانہ اور اس کی گھڑی گزر جاتی ہے۔ تو محبت کا قلب وجود محبوب سے سکون حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے ورع اور حشمت زائل ہو جاتی ہے تو وہ ایسی جرأت کر بیٹھتا ہے جو محبوب کے حال کے لائق نہ ہو۔

پھر طمانیت ہے جو اللہ تعالیٰ کی مقدورات پر سکون حاصل کرنے کا نام اور سکون وارادت محبت کے تحت ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ رضا ہو یا کرامیت، لطف ہو یا قہر، قرب ہو یا بُعد ہر چیز محبوب کے سپرد ہو جاتی ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

پھر یقین ہے اور وہ تصدیق ہے جو شک کو دور کرنے سے پیدا ہوتی ہے پھر مشاہدہ ہے اور وہ رویت یقین اور رویت العین سے علیحدہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم اپنے اللہ کی عبادت اسی طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اس کو نہ دیکھو تو وہ تم کو دیکھتا ہے اور وہ آخر احوال ہے۔ پھر اس کے بعد فواتح حاصل ہوتے ہیں فواتح فاتح کی جمع ہے جس کے معنی کشادہ کرنے والی چیز کے ہیں یعنی اسرار کائنات اسی پر کشادہ ہونے لگتے ہیں۔

## اعضاء وجوارح کا ادب:

شاہ شجاع نے کہا کہ انسان کے ہر عضو کا ایک ادب ہے جو اس کے ساتھ خاص ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

**انّ السمع والبصر والفوائد کُل اُولیک کَان مسئولا.** بے شک کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔

## خدا کے ساتھ حسن ادب:

بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اللہ کے ساتھ حُسن ادب یہ ہے کہ انسان کا کوئی عضو بجز رضائے الٰہی حرکت نہ کرے۔

## زبان کا ادب:

زبان کا ادب یہ ہے کہ اللہ کے ذکر سے تر رہے اور اپنے بھائیوں کا ذکر بھلائی کے ساتھ کرے اور ان کو دعا دیتا رہے اور ان کو وعظ ونصیحت کرے اور ایسی بات نہ کرے جو ان کو ناگوار گزرے۔ کہا گیا ہے کہ اگر تم اپنے قلب کی بھلائی چاہتے ہو تو اپنی زبان کی حفاظت کرو، طالب کو چاہیے کہ خاموشی اختیار کرے کیونکہ خاموش جاہل کے لیے پردہ پوشی اور عقلمند کیلئے زینت ہے۔

## کان کا ادب:

کان کا ادب یہ ہے کہ وہ فحش اور بے ہودہ باتوں اور غیبت اور چغل خوری اور ہر قسم کی بری باتوں کو نہ سنے۔ پسندیدہ شخص وہ ہے جو اپنے کانوں کو برائی سے دور رکھے گویا فحش بات سننے کیلئے اس کے کان بند ہیں بلکہ ذکر وموعظت وحکمت کی باتوں

کو سُنے۔

آنکھ کا ادب:

آنکھ کا ادب یہ ہے کہ حرام چیزوں کو اور اپنے بھائیوں کے عیوب اور منکرات و محرمات کو دیکھنے سے آنکھ بند رکھے۔ جو شخص اپنی آنکھ بند رکھے گا اس کا ظرف کامل ہوگا۔

قلب کے آداب:

قلب کے آداب یہ ہیں کہ اچھا اور اعلیٰ احوال کی مراعات رکھی جائیں برے اور خراب خیالات کو دور کیا جائے اور اللہ کی نعمتوں اور نوازشوں اور عجائبات میں غور و فکر کیا جائے۔ قلب کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن رکھے۔ کینہ، دھوکہ، خیانت اور بدعقیدگی سے دل کو پاک کرے کہ یہ چیزیں قلب کی خیانتوں میں داخل ہیں۔ حضرت خواجہ سری سقطیؒ نے کہا ہے کہ دل تین طرح کے ہوتے ہیں ایک دل پہاڑ کی طرح ہوتا ہے کہ اس کو کوئی چیز متحرک نہیں کرتی۔ اور ایک دل پرِ کاہ کی طرح ہوتا ہے یہ موج ہوا اس کو حرکت میں لاتی ہے اور ایک دل کھجور کے درخت کی طرح ہے کہ اس کی جڑ تو مضبوط ہوتی ہے لیکن ہوائیں اس کو دائیں بائیں جھکاتی ہیں۔

ہاتھ کا ادب:

ہاتھوں کا ادب یہ ہے کہ بذل و احسان اور بھائیوں کی خدمت کرے اپنے ہاتھ سے معصیت کا کام نہ کرے۔

## پاؤں کا ادب:

پاؤں کا ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت اور اپنے بھائیوں کی اصلاح میں کوشش کرے اور خدا کی زمین پر فخر وتکبر سے نہ چلے کیونکہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔

## کلمات قدسیہ:

(۱)۔ فرمایا میرا فرزند روحانی وہ ہے جو میرے نمونے پر ہدایت حاصل کرے۔

(۲)۔ مشائخ کرام سے ان کے بہترین اوقات میں ملاقات کرو۔

(۳)۔ تصوف کا اول علم، اوسط عمل اور آخری عطائے الٰہی ہے پس علم تو مراد سے پردہ اٹھا دیتا ہے۔

(۴)۔ مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے اوقات کا خیال رکھے اور ان کو کسی نہ کسی نیک کام میں صرف کرے کیونکہ اگر وقت چلا گیا تو اس کو لوٹایا نہیں جا سکتا۔

(۵)۔ جب علم قلب تک پہنچتا ہے تو دل کی آنکھ کھل جاتی ہے وہ حق و باطل کو دیکھنے لگتا ہے اور ہدایت وگمراہی کا فرق معلوم کر لیتا ہے۔

(۶)۔ لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق گفتگو کرو۔

(۷)۔ مشائخ کرام کے قلوب جھیلوں کی مانند ہیں۔ جن سے فیوض و برکات کے چشمے جاری ہو کر مردہ دلوں کے کھیتوں کو سرسبز وشاداب کر دیتے ہیں۔

(۸)۔ بزرگی تین چیزوں میں ہے۔ بڑوں کی عزت کرنا، ہمسروں کی مدارات اور کم درجہ کے شخص سے نفسانیت کو دور کرنا۔

# شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ

## ولادت باسعادت:

آپ ماہ رجب ۵۳۹ھ بمطابق دسمبر ۱۱۴۴ء قصبہ سہرورد میں پیدا ہوئے۔ ۶۹

## نسب نامہ:

آپ کا نسب نامہ چودہ واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔
شجرہ نسب اس طرح ہے۔
شیخ شہاب الدین عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بکری معروف شیخ عمویہؒ بن سعد بن حسین بن قاسم بن نضر بن قاسم بن سعد بن نضر بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۷۰

## تحصیل علوم ظاہری:

بچپن میں آپ کو چھٹی صدی ہجری کے مشہور صوفی حسن ملکائیؒ کے سپرد کیا گیا۔ اس کے بعد اپنے چچا حضرت شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردیؒ کے پاس بغداد میں آپ نے حدیث کا درس لینا شروع کردیا تھا۔ آپ نے سولہ سال کی عمر میں جملہ علوم تفسیر، حدیث، فقہ میں تبحر حاصل کرلیا۔ آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم میں آپ کے چچا اور استاد حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی کا سب سے زیادہ حصہ ہے ان کے علاوہ

آپ نے شیخ ابوالقاسم بن فضلانؒ ابوالخیر ھبۃ اللہؒ، معمر بن فاخرؒ، ابی زرعہ مقدسیؒ اور ابوالفتوح طائیؒ اور دیگر فقہا و محدثین سے فقہ و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ اے

صاحب مفتاح العارفین کا بیان ہے کہ:

آپ کے علمی کمالات سے متاثر ہو کر علمائے وقت نے آپ کو سلطان الحکماء کا لقب عطا فرمایا اس زمانے کا بڑا عالم بھی آپ سے مناظرہ نہیں کر سکتا تھا۔

## بیعت و خلافت:

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنے چچا حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردیؒ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی اور انہی کی نگرانی شاہراہ سلوک پر گامزن ہوئے۔ عم محترم کے علاوہ آپ نے اور بھی مشائخ سے فیضان حاصل کیا جن میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا نام سرفہرست ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام حضرت شیخ عبداللہ گیلانیؒ اور شیخ نجم الدین کبریٰ سے بھی استفادہ فرمایا۔ ایک خرقہ خلافت ابومدین مغربیؒ سے بھی حاصل کیا۔ ۲ے

ابتدائے سلوک میں آپ نے بہت سخت مجاہدے کیے سالہا سال شب بیداری میں گزارے اور کافی عرصہ سیاحت میں گزارا اور متعدد حج کیے۔

بقول صاحب مراۃ الاسرار جس قدر مجاہدات و ریاضت آپ نے کیے ہیں کسی نے کم کیے ہوں گے۔ تکمیل سلوک کے بعد حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ نے آپ کو خرقہ خلافت عنایت فرمایا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بیس سال کی عمر میں آپ کو خرقہ خلافت سے نواز دیا تھا۔

حضرت سہروردی کی پیشانی میں حضور ﷺ کی متابعت کا نور کچھ اور ہی چیز ہے۔ ۷۶

## جود وسخا:

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ:

جب میں بغداد شریف پہنچا تو میں نے حضرت شیخ الشیوخؒ کی زیارت کی اور آپ سے کئی روز فیضان حاصل کرتا رہا۔ اس عرصہ میں کوئی دن ایسا نہ تھا کہ آپ کی خانقاہ میں بارہ ہزار دینار سے کم فتوح آئی ہو آپ اسی روز سب کچھ راہ خدا میں صرف کر دیتے اور ایک حبہ بھی اپنے پاس نہ رکھتے۔ اور فرماتے اگر میں ایک حبہ بھی اپنے پاس رکھوں تو لوگ مجھے درویش نہ کہیں گے بلکہ کہیں گے یہ درویش مالدار ہے۔ ۷۷

آپ کی خانقاہ میں سالکین و طالبین کی ایک کثیر تعداد موجود رہتی جن کے قیام و طعام کا انتظام حضرت شیخ خود فرماتے تھے۔

## عہد فاروق از جمالش تازہ شد:

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسوئے دراز سید محمد حسینیؒ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ:

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے زمانے میں ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں شور و تلاطم پیدا ہو گیا اس طوفان میں بہت سی بستیاں ویران ہو گئیں اور بہت سا جانی نقصان بھی ہوا۔ لوگوں نے حضرت شیخ الشیوخؒ کی خدمت میں آ کر فریادی کی۔ حضرت شیخ نے اپنے خادم کو بلا کر کہا کہ:

دُرّہ لے جاؤ اور دجلہ پر مارو اور کہو:

"یہ عدل عمر سہروردی اپنی اصلی حالت پر لوٹ جا"

وہ حسب الحکم گیا اور اس کرامت کا مشاہدہ کرنے کیلئے ایک عالم بھی ساتھ ہو گیا۔ چنانچہ خادم نے جیسے ہی دُرّہ مار کر یہ جملہ کہا۔ دجلہ پیچھے ہٹ گیا اور اپنی جگہ پر جا کر پُرسکون ہو گیا یہ واقعہ خواجہ ابواللیث ثمر قندی کو معلوم ہوا تو انہوں نے ثمر قند سے حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کو اس مضمون کا خط لکھا کہ:

مردان خدا نے کرامات کو پوشیدہ رکھا ہے یہ ظاہر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

حضرت شیخ نے یہ خط پڑھ کر ایک طرف رکھ دیا اور فرمایا کہ:

اس بات کو یہ عام آدمی کیا سمجھے گا۔

## وصال مبارک:

آپ نے یکم محرم روز چہار شنبہ (بدھ) ۶۳۲ھ بمطابق ۱۲۳۴ء وصال فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر ۹۳ سال تھی۔ مزار مبارک بغداد شریف میں مرجع خلایق ہے۔

## خلفاء:

آپ نے اپنے پیچھے خلفاء عظام کی ایک کثیر جماعت چھوڑی ہے۔ چند مشہور خلفاء کے نام درج ذیل ہیں۔ (۱) حضرت غوث العالم بہاء الدین زکریا سہروردی ملتانی۔ (۲) حضرت مخدوم نوح بکھروی سہروردی، حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری سہروردی۔، شیخ نجیب الدین بدغش شیرازی، شیخ محمد یمنی سہروردی، شیخ محمد تستری سہروردی، سید جلال الدین تبریزی سہروردیؒ، شیخ ضیاء الدین رومی سہروردی،

سید محمد شجاع مشہدی، حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ۔

**تصانیف:**

آپ نے تصوف پر تقریباً ۳۳ کتابیں تصنیف فرمائیں چند کتب کے نام درج ذیل ہیں:

عوارف المعارف، الاوراد، اعلام الہدیٰ، اسرار العارفین سیر الطالبین، الرحیق المختوم، اللوامع الغیبیہ، النکات الذوقیہ رشف النصائح الایمانیہ، آداب خلوت۔

**نوٹ:** راقم الحروف نے حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور آپ کے خلفاء کے حالات پر مفصل کتاب نفحات سہروردیہ مرتب کی ہے۔ جو مکتبہ زاویہ C-8 دربار مارکیٹ لاہور سے مل سکتی ہے۔

## تعلیمات

**تصوف کی جامع تعریف:**

تصوف کی ماہیت اور حقیقت کے بارے میں مشائخ کرام کے اقوال ایک ہزار سے بھی زیادہ ہیں، تمام کو نقل کرنا موجب طوالت ہوگا۔ ہم ایک ایسا ضابطہ اور اس کی جامع تعریف بیان کرتے ہیں، جو تصوف کے تمام معنی اور تشریحات پر حاوی ہو کیونکہ الفاظ خواہ مختلف ہوں، مگر ان کا مفہوم قریب قریب یکساں ہے ہماری تعریف یہ ہے، صوفی وہ ہے جو ہمیشہ تزکیہ نفس کرتا رہے اور اپنے قلب کو نفسانی آلائشوں سے صاف کر کے ہمیشہ اپنے اوقات کو کدورتوں سے پاک وصاف رکھے، چونکہ وہ ہر وقت اپنے مولا کے سامنے سر نیاز خم کرتا ہے۔ اس لئے اس کی یہ نیازمندی اس کا دل صاف

کر کے کدورتوں کو دور کرتی ہے، تاہم جب کبھی نفسانی حرکات صفات نمودار ہوتی ہیں تو وہ صوفی صافی اپنی بصیرت کاملہ سے اسے بھانپ لیتا ہے۔ اس وقت وہ خدا کی طرف راہ فرار اختیار کرتا ہے، لہٰذا تصفیہ قلب کے ذریعہ اس کی دلجمعی ہوتی ہے اور نفسانی حرکات سے اس کے دل کو پریشانی اور کدورت لاحق ہوتی ہے، اس وجہ سے وہ خدا سے اپنا قلبی تعلق قائم کرتا ہے۔ اس کے قلب کو اس کے نفس پر حاوی رکھتا ہے۔

## ذکر ذات:

اگر بندہ خلوت میں اپنے دل کو ہم آہنگی کے ساتھ اس کلمہ (لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ) کا ورد کرتا رہے تو یہ قلب میں راسخ ہو کر نفسانی باتوں کا ازالہ کر دے گا اور قلب میں اس کا مفہوم کلمہ نفس کے نام مقام ہو جائے گا۔ جب یہ کلمہ دل پر چھا جائے اور زبان اس کی عادی ہو جائے۔ تو قلب اسے اپنے اندر ایسا جذب کر لیتا ہے کہ اگر کلمہ کی صورت زبان اور قلب سے دور ہو جائے تو اس صورت میں بھی اس کا نور قائم رہے گا۔ اور یہ ذکر مشاہدۂ حق کے ساتھ قائم ہو کر ذکر ذات بن جائے گا اور یہی ذکر ذات نور ذکر کے جوہر بن جانے کے بعد مکاشفہ، مشاہدہ اور معائنہ کہلاتا ہے۔ جو خلوت نشینی کا انتہائی مقصد ہے۔

## اثر تلاوت:

کسی کو یہ مقام کلمہ کے ذکر سے نہیں بلکہ تلاوت قرآن حکیم سے حاصل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کثرت کے ساتھ تلاوت قرآن کریم کرتا رہے اور اسی سلسلہ میں قلب کی ہم آہنگی کے ساتھ زبان سے جدوجہد کی جائے۔ تاکہ تلاوت زبان پر جاری ہو

جائے اور کلام کا مفہوم نفسانی باتوں سے قائم مقام ہو جائے، اسی طرح بندہ کو تلاوت اور نماز میں سہولت حاصل ہو جاتی ہے اور اس سہولت کی بدولت باطن منور اور کلام کا نور قلب میں جوہر بن جاتا ہے اور اس سے ذکر ذات بھی ہوتا ہے بلکہ یہ نور کلام عظمت الٰہی کے مشاہدہ کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔

## نفس کی تنگی اور وسعت:

جب کوئی شیطانی اثرات سے چھٹکارا پانے کے مقام پر نفسانی خیالات کی تمیز کر سکے تو اس وقت اس کے دل پر حق اور فرشتوں کے دیئے ہوئے واردات کا ہجوم ہو جاتا ہے۔ شیطانی تصورات دور ہو کر صرف تین قسم کی واردات (حقانی، ملکوتی اور نفسانی) باقی رہ جاتی ہیں، چونکہ اس وقت نفس کا دائرہ تنگ ہو جاتا ہے۔ اس لئے شیطان کا گزر بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ شیطان تو اس وقت گھستا ہے۔ جب نفس کا دائرہ وسیع ہو۔ یہ وسعت نفسانی خواہش کی پیروی اور زمین پر ہمیشہ رہنے کے ارادے کے باعث پیدا ہوتی ہے، چنانچہ جب کوئی شخص حق اور حظ نفس کے درمیان تمیز کر سکے اس کا دائرہ تنگ کر دے تو وہ اس قدر تنگ ہو جاتا ہے کہ شیطانی مقام بھی معدوم ہو جاتا ہے اور شیطان کے داخل ہونے کا شاذ و نادر ہی امکان باقی رہتا ہے، کیونکہ یہ اس کی آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔

## مشائخ کرام کی پیروی لازم ہے:

مشائخ کرام کو جب ہدایت حاصل ہوئی تو وہ اس بات کے مستحق ہو گئے کہ ان کی پیروی کی جائے۔ انہیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنایا گیا۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ

نے اپنے پروردگار کی زبانی ارشاد فرمایا:

جب میرے بندے پر میرا مشغلہ غالب ہو جائے تو میں اس کی تمام تر توجہ اور لذت اپنے ذکر پر مذکور کر دیتا ہوں اور جب اس کی توجہات اور لذتوں کا مرکز میرا ذکر بن جاتا ہے تو وہ میرا عاشق ہو جاتا ہے اور میں بھی اس سے عشق کرنے لگتا ہوں۔ اس وقت اپنے اور اس کے درمیان حجابات کو اٹھا دیتا ہوں۔ لہٰذا جب اور لوگ غافل ہو جائیں تو وہ غافل نہیں ہوتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا کلام پیغمبروں کا کلام ہے۔ یہی لوگ دراصل بطل عظیم ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ اگر میں کبھی روئے زمین۔ کے باشندوں کو سزا دینا چاہتا ہوں یا ان پر کوئی عذاب کرنے لگوں تو انہیں یاد کر کے دنیا والوں سے عذاب اور سزا لوٹا دیتا ہوں۔

## اجازت شیخ لازمی امر ہے:

مرید پر لازم ہے کہ وہ سب دینی اور دنیاوی کاموں کو اپنے شیخ محترم کی ارادت، اختیار اور اجازت کے بغیر جزوی و یا کلی طور پر کسی طرح ہرگز شروع نہ کرے۔

## اپنے اسرار و کمالات شیخ سے نہ چھپائے:

مرید پر لازم ہے کہ اپنے اسرار غیبی حالات شیخ سے نہ چھپائے بلکہ جو کرامت اور کیفیت خداوند کریم کی طرف سے عنایت ہوئی ہو اس کو شیخ محترم کے حضور میں بیان کر دے۔ کیونکہ اسی طرح اس سے آئندہ بہت سے فوائد حاصل ہونگے۔

## قرب خدا کا راستہ:

بندے کو اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا قرب اور تقدس حاصل نہیں ہوتا جب

تک وہ مخلوق سے دوری اختیار نہیں کرتا۔ کیونکہ لوگوں کا قرب بندے کو اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت اور اطاعت سے نیز کل کائنات پر اللہ جل جلالہٗ کی بادشاہت واختیار اور قدرت اور ملکوت کے بارے میں غور و فکر سے باز رکھتا ہے۔

پس خداوندِ کریم کا قرب حاصل کرنے کیلئے بجز اس کے اور کوئی صورت نہیں ہے کہ مخلوق سے دوری اختیار کی جائے۔ جس طرح کہ کسی سلطان کا قرب غیر سلطان سے الگ ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح بندے کو مولی کے قرب کا حصول غیر مولیٰ سے دوری اور علیحدگی اختیار کئے بغیر صحیح طور پر ممکن نہیں ہے۔

## ثمرہ بیعت و ریاضت:

ارادت کا ثمرہ یہ ہے کہ ایک طالب راہ ہدایت بیعت ہونے کے بعد ریاضت نفس اور راہ سلوک پر گامزن ہو کر خود کو دنیاداروں، امیروں، بادشاہوں اور ہوائے نفس سے دور رکھتا ہے۔

## دنیا مردار ہے:

مرید کو یہ امر زیب نہیں دیتا کہ اس کے قلب میں ذرّہ بھر بھی حب دنیا باقی ہو، کیونکہ دنیا مردار ہے۔ پس اس کا ایک ذرّہ بھی خون کے قطرہ کی طرح ہے کہ جب وہ پانی میں گر جائے تو تمام پانی فاسد و ناپاک ہو جاتا ہے۔

## زہر قاتل:

مشائخ طریقت نے ارشاد فرمایا ہے کہ دولت مندوں کی صحبت فقیر کیلئے ایسا زہر قاتل ہے کہ جس کی کوئی دوا نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اہل دنیا سے ہر ممکن

پرہیز لازم ہے کیونکہ دنیا کی محبت نے لوگوں کے دلوں میں گھر بنالیا ہے۔

**خاص نکتہ:**

اے طالب صادق! جان لو کہ جب تم خود کو دنیا میں پڑا دیکھو اور تم دنیاوی جاہ ورفعت اور قدر ومنزلت کے دلدادہ ہو جاو اور لوگوں کے لطف وکرم کے اسیر ہو جاؤ تو تم کو اپنے نفس کی اس حالت پر رونا چاہئے، کیونکہ فقر تو درحقیقت حب دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا نام ہے۔

**ایمان:**

ایمان یہ ہے کہ ملانیت قلبی حاصل ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی کل حاجات کا کفیل اور ضامن ہے اور اس بارے میں تمام شک وشبہ مٹ جائے اور یہ بات مخبر صادق حضور ﷺ پر اعلیٰ درجے کا حُسن اعتقاد رکھنے کا ثمر اور اللہ تعالیٰ کی طرف پوری طرح متوجہ ہو کر اس کے اسم پاک کے ذکر میں لذت حاصل کرنے کا نتیجہ ہے۔

**درجہ احسان:**

درجہ احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر سانس کے ساتھ بحضوری قلب کیا جائے اور یہ کیفیت دوامی حیثیت حاصل کرلے۔ اور ہمہ وقت بندہ یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔

اور یہ اس بات کے علم ویقین کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیوم ہے اور تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کی محتاج ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بندے میں حیاء کا ایک شعور پیدا ہو جاتا ہے اور خود پر وفا لازم کرلیتا ہے۔ (یعنی امرونہی کی مکمل پابندی کرتا ہے)۔

## منازلِ نفس اور مناہلِ قلب:

نفس کیلئے منزلیں ہیں اور قلب کیلئے چشموں کے پنگھٹ اور جب نفس مجاہدہ سے رُک کر کسی منزل پر ٹھہرتا ہے تو مشاہدہ کے ذریعہ پنگھٹ تک پہنچ جاتا ہے اور جب نفس کو کسی جگہ چادر مل جاتی ہے تو قلب بھی لباس پہن لیتا ہے اور جب نفس کسی تہذیب سے مزین ہو جاتا ہے تو قلب بھی قرب کا شرف پاتا ہے اور اس کی دلیل حضور ﷺ کا ارشاد گرام ہے جو آپ عزوجل کی طرف سے یوں بیان فرماتے ہیں:

جو کوئی مجھ سے ایک بالشت بھر قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ بھر قریب ہو جاتا ہوں اور کوئی مجھ سے ایک ہاتھ بھر قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جو کوئی میرے پاس آہستہ رفتار سے بھی آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں۔

## طریقہ محبوبین:

جو کوئی محبوبوں کا طریقہ اختیار کرے۔ جو راہ محبت کا ایک خاص طریقہ ہے اسے روحانی کمال حاصل ہوگا اور خاص محبت عام محبت کے اس قالب کے ساتھ جس پر توبۂ نصوح مشتمل ہے جمع ہو جائے گی، جب وہ اس طریقہ کو مکمل کر لے گا تو روحانی مقامات کی مختلف صورتوں میں نہیں تبدیل ہوگا۔ کیونکہ مقامات کی مختلف صورتوں میں تبدیل ہوتے رہنا اور ایک جگہ سے ترقی کر کے دوسری جگہ پہنچنا ابتدائی عاشقوں اور مجاہدوں کا طریقہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں ہم انہیں اپنا راستہ دکھاتے ہیں۔

دوسری آیت میں فرمایا:

جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے وہ ہدایت دیتا ہے۔

اس آیت میں عاشق صادق کے حق میں رجوع کرنا، ہدایت کا اصل سبب بتایا گیا ہے۔ مگر محبوب کے حق میں یہ صراحت فرمائی ہے کہ جسے چاہے برگزیدہ کرے، اس میں تدبیر اور کوشش کو برگزیدہ کرنے کا سبب نہیں بتایا۔

## خاص محبت کے نتائج:

جو محبوبین کا طریقہ کو اختیار کرتا ہے۔ وہ روحانی مقامات کے تغیرات کی بساط تہ کر لیتا ہے بلکہ ان روحانی مقامات کے خاص اوصاف بھی مکمل طریقے سے اسے خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں۔ وہ مقامات کا پابند نہیں ہوتا بلکہ مقامات اس کے پابند ہوتے ہیں کہ وہاں کے اندر سے ان کے تمام اوصاف کو نکال لیتے ہین اس کی وجہ یہ ہے کہ جب خاص محبت کے انوار و تجلیات اس کے خانہ دل کو منور کرتے ہیں۔ تو وہ نفس کی ان تمام صفات اور اوصاف کے لباس کو اتار پھینکتا ہے۔ جن کی آگے چل کر روحانی مقامات اصلاح کرتے ہیں جیسا کہ زہد اسے نفسانی رغبت سے پاک وصاف کرتا ہے اور توکل اس کی کم اعتمادی کو دور کرتا ہے جو نفس کی جہالت سے پیدا ہوتی ہے۔ رضا کشمکش اور مفازعت کی رگوں کو پھڑ کنے سے باز رکھتا ہے۔ یہ کشمکش اس لئے ہوتی ہے کہ نفس میں اس وقت تک جمود باقی رہے۔ جب تک خاص محبت کا آفتاب نہ چمکے اس طرح نفس بدستور اندھیرے اور جمود میں رہتا ہے۔

## سالکین کیلئے ضروری باتیں:

مبتدی کو چاہئے کہ فرائض وسنن کو بجالائے اور اپنے باقی اوقات کو ذکر میں صرف کرے۔ متوسط کیلئے فرائض وسنن کی ادائیگی کے بعد قرآن پاک کی تلاوت پر مداوت کرنا زیادہ بہتر اور اُولیٰ ہے۔

اور وہی خاصیت اور کیفیت جو اہل ہدایت کو ذکر کو اپنے لئے لازم کرنے سے حاصل ہوتی ہے اس کو تلاوت قرآن سے حاصل ہوگی۔

چونکہ صفات مختلفہ کی تجلیات، تلاوت قرآن کے واسطے یعنی آیات مختلفہ کی تلاوت ہے۔ ان آیات مختلفہ کے معنی اور ان کے دقائق اور حقائق علوم سے حاصل ہوتے ہیں۔

منتہی کہ جس کیلئے نور ذکر اس کی صفت ذاتی بن گیا ہے، سب سے فاضل ورد اور کامل عمل نماز ہے کہ تمام عبادات کی جامع ہے۔

## ادب انفاس:

اللہ تعالیٰ اس قلب کو پسند نہیں کرتا جس میں تفرقہ ہو۔ دو ذکر ایک قلب میں جمع نہیں ہوتے۔ قلب کی وحدانیت، وحدانیت رب کو پیش نظر رکھ کر ضروری ہے بندے کیلئے یہ زیبا نہیں ہے کہ اس کا مقصود سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور ہو۔ اور وہ کسی کی طرف سوائے اس کے متوجہ ہو۔ چاہئے کہ وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا بھی مشتاق نہ ہو۔ اللہ کے ماسوا کسی کی طرف نظر ڈالنے کو اچھا نہ سمجھے۔ یہاں تک کہ اس کے سِرّ، قلب اور روح پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی طلب غالب آجائے۔ اس کا کوئی سانس

طلب حق کے بغیر نہ نکلے یہ ادب انفاس ہے۔

**بیداری کی لذت:**

حضرت شیخ ابوسلیمان الدرانی فرماتے ہیں کہ:

شب بیدار رات کے وقت ان تماشائیوں سے زیادہ لطف اندوز ہوتے ہیں جو اپنے کھیل تماشوں سے دل بہلاتے ہیں۔

ایک بزرگ کا مقولہ ہے" دنیا کی کوئی چیز بہشت والوں کی نعمت کے برابر نہیں۔ البتہ رات کے وقت نیازمندانہ عبادت کرنے والے حضرات اپنی مناجات میں جو حلاوت پاتے ہیں وہ جنت کی حلاوت کے مشابہ ہے۔ اس قسم کی مناجات کی حلاوت شب بیداروں کیلئے ایسا انعام ہے جو انہیں دنیا سے ملتا ہے ایک دوسرے بزرگ کا ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ صبح کے وقت جب شب زندہ داروں کے دلوں کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ انہیں نور و عرفان سے بھر دیتا ہے اور اس فیض سے مستفیض ہو کر ان کے دل نورانی ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کے قلوب کا فیض غافل انسانوں کے دلوں تک پہنچتا ہے۔

**فیض و برکت:**

جب قلب نور سے منور ہو جائے اور سرور و محبت کی وجہ سے جسم بھی نرم پڑ جائے تو زماں و مکاں قلب کے نور میں داخل ہو جاتے ہیں ان کیساتھ کلمات، آیات، سورتیں بھی شامل ہوتی ہیں بلکہ قلب خاکی کی سرزمین اپنے رب کے نور سے جگمگاتی اٹھتی ہے۔ ایسی صورت میں قلب آسمان کی طرح اور جسم زمین کی طرح ہوتا ہے۔ کلام

اللہ کی تلاوت کی لذت کائنات کو اس سے چھپا دیتی ہے اور قرآن مجید صاف شہود کی مزاحمت کرنے میں تمام کائنات کے قائم مقام بن جاتا ہے اس وقت نہ تو نفسانی کلام کا وجود رہتا ہے اور نہ کسی وسوسہ کی آہٹ سنی جاتی ہے۔

## شرور نفس اور اس کا علاج:

طالب کو لازم ہے کہ اپنے نفس کے احوال کا خیال رکھے اور اس کی لغزشوں، خواہشوں اور اس کے اخلاق مذمومہ سے غافل نہ ہو۔ اگر اس نفس کی طرف سے غفلت ہوئی تو یہ اپنی تمام صفات اور اخلاق کے ساتھ نمودار ہوگا۔ نفس کی صفات یہ ہیں۔

''دنیا کی طرف متوجہ ہونا، حب جاہ اور مخلوق میں رفعت و منزلت کی تمنا نیز اس بات کا خیال رکھنا کہ مخلوق کس چیز کو اچھا سمجھتی ہے اور کسی چیز کو برا اس کا خیال نہ رکھنا کی شرع کے نزدیک کونسی چیز اچھی ہے اور کونسی بُری''۔

موت کی یاد اور لزوم خلوت و عزلت سے اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ سوائے جمعہ اور جماعت کے لوگوں سے اختلاط نہ رکھے۔ علاوہ ازیں بندے کو لازم ہے کہ اپنے اوقات کو غنیمت جانے اور اپنے ایام و ساعت کو اوراد سے مزین کرے اس لئے کہ یہ طریقہ واردات کو کھینچنے والا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ریا، نفاق، سمعہ اور مخلوق کے سامنے سجاوٹ اور بناوٹ سے بھی اپنے آپ کو دُور رکھے۔ اس لئے کہ یہ طریق عمل طریق صادقین میں شرک کی مانند ہے۔ پس لازم ہے کہ اس شخص کے پاس بیٹھے جس کے تقویٰ اور زہد کا یقین ہو۔

## کلمات قدسیہ:

(۱)۔ فرمایا اگر بندہ خلوت میں اپنے دل کی ہم آہنگی کے ساتھ کلمہ شریف کا ورد کرتا رہے تو یہ قلب راسخ ہو کر ہوائے نفس کا ازالہ کر دے گا۔

(۲)۔ سالک کو چاہیئے کہ وہ ذکر اللہ میں کثرت سے مشغول ہے تا کہ اس کے جسم کے بالوں میں سے ہر ایک بال زبان بن جائے۔ (یعنی جسم کا بال بال بھی ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے)۔

(۳)۔ مبتدی مرید کو چاہیے کہ وہ تمام فضول باتیں مثلاً فضول نظر، فضول کلام، فضول کھانا پینا اور جملہ صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

(۴)۔ جو شیخ مذہب اہل سنت وجماعت کے قانون پر نہ ہو اور اس کی حرکات وسکنات کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے موافق نہ ہوں تو وہ دین کے چوروں اور ڈاکوؤں میں سے ہے۔

(۵)۔ صوفیاء کرام کے قلوب اسرار الٰہی کے محافظ ہیں کیونکہ انہوں نے تقویٰ کی بنیاد کو مضبوط کرنے کے بعد ہی دنیا سے کنارہ کشی کی ہے۔

(۶)۔ ایمان یہ ہے کہ طمانیت قلب حاصل ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی کل حاجات کا کفیل ہے اور ضامن ہے اور اس بارے میں تمام شک وشبہ مٹ جائے۔

(۷)۔ جو شخص ہمیشہ دنیا میں مشغول رہتا ہے وہ ہمیشہ ہی حق تعالیٰ سے دور رہتا ہے۔

(۸)۔ اللہ تعالیٰ کا حسن ازلی پاکیزہ روحوں پر جلوہ گر ہوتا ہے اور وہ حسن پاکیزہ عقل و ادراک کی رسائی اور ان کی تشریح وتعبیر سے پاک ہے۔

(۹)۔ صوفیاء کرام مجاہدات و ریاضت کے ذریعہ اپنے نفوس کی اسی طرح اصلاح کرتے ہیں کہ اخلاقی کمالات کے مرتبہ پر فائز ہو جاتے ہیں۔

(۱۰)۔ جب کسی نئی کتاب یا علم کے مطالعہ کا ارادہ کرو تو مطالعہ سے قبل مستقل مزاجی کے ساتھ خدا کی طرف رجوع کرو اور اس کی رحمت کے طلبگار بنو۔ کیونکہ بعض اوقات مطالعہ کے ذریعہ سے بھی ترقی درجات و مال نصیب ہو جاتی ہے۔



# حواشی

۱؎ محسن اور محسنین صفحہ ۱۶۳۔
۲؎ تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ صفحہ ۱۳۔
۳؎ نفائس المعن صفحہ ۱۷۲۔
۴؎ کشف المحجوب صفحہ ۱۴۰۔
۵؎ اقتباس الانوار صفحہ ۱۰۷۔
۶؎ مراۃ الاسرار صفحہ ۱۷۵، جلد ا۔
۷؎ اقتباس الانوار صفحہ ۱۰۴۔
۸؎ ہفت اقطاب صفحہ ۴۳۔
۹؎ نفائس المعن صفحہ ۲۷۲۔
۱۰؎ سر الاسرار فی یحتاج الیہ ابرار صفحہ ۴۹۔
القول الجمیل صفحہ ۳۔
۱۱؎ ہفت اقطاب صفحہ ۴۲۔
۱۲؎ اقتباس الانوار صفحہ ۲۱۹۔
۱۳؎ ہفت اقطاب صفحہ ۴۴، مراۃ الاسرار صفحہ ۲۲۳۔

۱۴؎ حضرت مولانا خواجہ فخر جہاں فخر الدین دہلویؒ نے اپنی کتاب فخر الحسن میں پوری تحقیق کے ساتھ خواجہ حسن بصریؒ کی بیعت و خلافت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت کیا ہے۔ حضرت مولانا احسن الزمان حیدر آبادی نے رسالہ فخر الحسن کی شرح القول المستحسن فی شرح فخر الحسن کے نام سے عربی زبان میں تحریر فرمائی ہے۔ حضرت شیخ احمد شاشیؒ نے اپنی کتاب ''عقد الفرید فی سلاسل اہل التوحید'' میں تشفی بخش بحث کے ذریعہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی خلافت و بیعت کو حضرت علیؓ سے ثابت کیا ہے۔

۱۷۔ اقتباس الانوار صفحہ ۲۱۴۔
۱۸۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۲۴۴، جلد ۱۔
۱۹۔ کشف المحجوب ص ۱۶۳۔
۲۰۔ جوامع الکلم صفحہ ۲۸۱۔ تذکرۃ الاولیا صفحہ ۵۶۔
۲۱۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۲۴۶۔
۲۲۔ اخلاق الصالحین صفحہ ۱۸۵۔
۲۳۔ سیر الاخیار صفحہ ۴۱، روحانیت الاسلام صفحہ ۲۰۶۔
۲۴۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۲۶۹، جلد ۱۔ کشف المحجوب صفحہ ۱۸۶، سیر الاخیار صفحہ ۷۴۔
۲۵۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۱۷۶، خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۲۷۔
۲۶۔ خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۲۷۔
۲۷۔ کشف المحجوب صفحہ ۱۸۶، تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۹۲۔
۲۸۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۲۸۳ جلد ۱، نفحات الانس صفحہ ۱۸۶۔
۲۹۔ تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۲۸، رسالہ قشیریہ صفحہ ۲۷۔
۳۰۔ کشف المحجوب صفحہ ۱۹۰، سیر الاخیار صفحہ ۷۷، قصر عارفاں صفحہ ۷۸۔
۳۱۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۲۸۴۔
۳۲۔ نفحات الانس صفحہ ۱۵۷۔
۳۳۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۲۸۴۔
۳۴۔ کشف المحجوب صفحہ ۱۹۰۔
۳۵۔ سیر الاخیار صفحہ ۸۱، تذکرۃ الاولیا صفحہ ۳۳۱۔
۳۶۔ نفحات الانس صفحہ ۳۰۷، تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ صفحہ ۴۴۔
۳۷۔ کشف المحجوب صفحہ ۱۸۷۔
۳۸۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۳۱۵، قصر عرفاں صفحہ ۸۷، تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۳۳، مراہ الاسرار

صفحہ ۸۷ جلد ا۔

۳۹؎ فیضان حسن رسول نما صفحہ ۹۶ جلد ۲۔

۴۰؎ مراۃ الاسرار صفحہ ۳۳۶، تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ صفحہ ۴۸۔

۴۱؎ کشف المحجوب صفحہ ۲۰۷۔

۴۲؎ نفحات الانس صفحہ ۲۴۲۔

۴۳؎ تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ صفحہ ۵۱۔

۴۴؎ نفحات الانس صفحہ ۲۴۳۔

۴۵؎ تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ صفحہ ۵۰۔

۴۶؎ ایضاً صفحہ ۵۰۔

۴۷؎ مراۃ الاسرار صحہ ۳۳۶ جلد ا۔

۴۸؎ مناقب المحبوبین صفحہ ۴۸، مقابیس المجالس صفحہ ۱۰۶۴۔

۴۹؎ اقتباس الانوار صفحہ ۲۶۳۔

۵۰؎ نفحات الانس صفحہ ۲۵۶، طبقات الکبریٰ صفحہ ۲۸۷۔

۵۱؎ اقتباس الانوار صفحہ ۲۶۴۔

۵۲؎ ایضاً صفحہ ۲۶۶۔

۵۳؎ خزینۃ الاصفیا صفحہ ۳ جلد ۲۔

۵۴؎ یادگار سہروردیہ صفحہ ۹۵۔

۵۵؎ خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۶ جلد ۲، خزینۃ الاصفیاء کی روایت صحیح نہیں ہے۔ حضرت شیخ عمویہ سہروردی کے والد کا نام حضرت سعدؒ ہے آپ کا شجرہ نسب حضرت ابو النجب

سہروردی کے حالات میں ملاحظہ کریں۔

۵۶۔ نفحات الانس صفحہ ۲۴۲۔

۵۷۔ عوارف المعارف۔

۵۸۔ فیضان سہروردیہ صفحہ ۴۴۔

۵۹۔ ایضاً صفحہ ۴۵۔

۶۰۔ خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۷ جلد ۲۔ حضرت اخی فرخ زنجانیؒ کی نسبت طریقت اس طرح ہے حضرت اخی فرخ زنجانیؒ، شیخ ابوالعباسؒ، شیخ عبداللہ خفیف شیرازیؒ، شیخ احمد رویمؒ، حضرت جنید بغدادیؒ۔

۶۱۔ خزانہ جلالیہ قلمی صفحہ ۵۰۰، مناقب الاصفیاء صفحہ ۸۶، تکملہ سیر الاولیاء صفحہ ۶۱۔

۶۲۔ مناقب الاصفیا صفحہ ۸۶، روضۃ الناظرین صفحہ ۳۱، تکملہ سیر الاولیا صفحہ ۸۲، خزانہ جلالیہ صفحہ ۵۰۰۔

۶۳۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۵۳ جلد ۱، نفحات الانس صفحہ ۶۵۳، عوارف المعارف صفحہ ۵۔

۶۴۔ بجز الاسرار صفحہ ۱۴۴، تکملہ سیر الاولیاء صفحہ ۶۶، سفینۃ الاولیاء۔

۶۵۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۵۳۰ جلد ۱۔

۶۶۔ خلاصہ العارفین صفحہ ۱۳۳، اخبار الاخیار صفحہ ۶۵، خزانہ جلالیہ صفحہ ۴۷۵۔

۶۷۔ حیات صوفیہ صفحہ ۵۶۶۔

۶۸۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۵۳۱ جلد ۱۔

۶۹۔ نفحات الانس، تذکرہ حسینی صفحہ ۱۶۱، مصباح الہدایت صفحہ ۲۰، تصوف اسلام صفحہ ۸۹۔

۷۰۔ یہ شجرہ نسب ابن نجار نے پیش کیا ہے لیکن ابن خلکان اور علامہ سبکی نے آپ کا شجرہ

قدرے مختلف تحریر کیا ہے۔

۱ے مصباح الہدایت ۲۷۔

۲ے مراۃ الاسرار صفحہ ۶۱ جلد ۲۔

۳ے ایضاً صفحہ ۶۳ جلد ۲، خزانہ جلالیہ صفحہ ۴۹۲، نفحات الانس صفحہ ۱۳۷، ملفوظات مہریہ صفحہ ۴۷۔

۴ے عوارف المعارف صفحہ ۱۰۷ (مقدمہ)

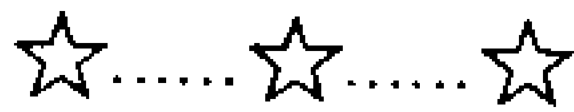
۵ے مراۃ الاسرار صفحہ ۶۱ جلد ۲۔

۶ے ایضاً ص ۶۳ جلد ۲، نفحات الانس صفحہ ۱۴۷۔

۷ے راحت القلوب صفحہ ۸۔

۸ے جوامع الکلم صفحہ ۲۶۸۔

شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردیؒ



# شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی

## ولادت باسعادت:

شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردیؒ ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ میں کوٹ کروڑ (لیّہ) میں پیدا ہوئے۔ ۱

## نام ونسب:

آپ کا اسم گرامی بہاء الدین زکریا اور القابات غوث العالم، قطب العالمین، قدوۃ الاولیاء، بدر المشائخ اور عارف ربانی ہیں۔

آپ کے والد کے آباؤ اجداد خاندان قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت سید مخدوم جلال الدین بخاری سہروردی بڑے فخر سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

میرے مرشد کریم کے آباؤ اجداد عرب کے رؤساء اور شرفاء میں سے تھے اور وہ ممتاز قریشی تھے کیونکہ ان کا نسب حضور ﷺ کے نسب مبارک کے ساتھ قصی بن کلاب کے ساتھ مل جاتا ہے آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

شیخ بہاء الدین زکریا بن شیخ محمد غوث بن شیخ ابوبکر بن شیخ سلطان جلال الدین بن سلطان علی قاضی بن شمس الدین محمد بن الحسین بن عبداللہ بن الحسین بن المطرف بن خزیمہ بن حازم بن محمد بن المطرف بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن ھبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ ۲

## تعلیم وتربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم کوٹ کروڑ میں حاصل کی۔ پھر تحصیل علم کیلئے ملتان

چلے آئے اور سات سال کی عمر میں قرآن مجید ہفت قرأت کے ساتھ حفظ کر لیا۔ ۳
ابتدائی تعلیم آپ نے مولانا نصیر الدین بلخی سے حاصل کی۔ بارہ سال کی عمر میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ملتان سے آپ طلب علم کیلئے خراسان اور بخارا تشریف لے گئے اور علوم ظاہر کی تکمیل کی، بخارا کے لوگ آپ کے اوصاف حمیدہ کی وجہ سے آپ کو بہاء الدین فرشتہ کہہ کر پکارتے تھے۔ ۴

بخارا سے حرمین شریفین تشریف لے گئے اور فریضہ حج کے بعد حضور ﷺ کے سایۂ رحمت میں بیٹھ کر پانچ سال تک شیخ کمال الدین یمنیؒ سے درس حدیث لیا اور سندِ حدیث حاصل کی، خلاصۃ العارفین کی روایت کے مطابق آپ نے چار سو چوالیس اساتذہ کرام سے اکتساب علوم کیا اس وقت تک آپ کے پاس دو ہزار کتابیں جمع ہو چکی تھیں۔ ۵

## بیعت وخرقہ خلافت:

آپ مدینہ منورہ سے بغداد شریف تشریف لائے اور حضرت شیخ الشیوخؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ الشیوخ آپ کی آمد پر بہت خوش ہوئے اور حضور ﷺ کی طرف سے آپ کو بشارت سنائی اور اسی روز آپ کو بیعت فرما لیا چنانچہ آپ حضرت شیخ الشیوخؒ کی زیر نگرانی مجاہدہ اور تصفیہ باطن میں مشغول ہو گئے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ:

حضرت غوث العالم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نے صرف سترہ روز میں حضرت شیخ الشیوخ سے تمام نعمتیں حاصل کر لیں۔ ۶

حضرت شیخ الشیوخؒ نے آپ کو خرقہ خلافت عنایت فرمایا اور کلاہ سر پر رکھی اور جس مصلیٰ پر آپ عبادت الٰہی کرتے تھے وہ بھی عنایت فرمایا۔ جب حضرت شیخ الشیوخؒ آپ کو رخصت کرنے لگے تو تمام مریدین جو اس وقت خانقاہ میں موجود تھے اور مصروف

مجاہدہ تھے بڑے حیران ہوئے کہ اس سندھی درویش نے یہ نعمت اتنی جلد حاصل کر لی اور
ہم سالہا سال سے عبادت وریاضت میں مشغول ہیں مگر ہم پر ایسی توجہ نہیں ہوئی۔
حضرت شیخ الشیوخ کو بذریعہ کشف اس حال سے آگاہی ہوئی تو آپ نے
درویشوں کو تسلی کیلئے کہا کہ سب درویش جاؤ اور لکڑیاں لاؤ۔ سب درویش جنگل سے
گیلی لکڑیاں کاٹ کر لے آئے انہوں نے سمجھا کہ شاید حضرت نے خانقاہ کیلئے لکڑیوں
کا ذخیرہ کرنا ہے۔ مگر حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی نے سوکھی لکڑیوں کو چن کر ایک
گٹھا بنایا اور خانقاہ میں لے آئے۔ حضرت شیخ الشیوخ نے تمام درویشوں سے فرمایا
کہ اے درویشو تمہاری مثال ان گیلی لکڑیوں کی سی ہے جس پر آگ اثر نہیں کرتی بہاء
الدین خشک لکڑیوں کی طرح ہے کہ عشق الٰہی کی آگ نے فوراً اسے اپنی لپیٹ میں لے
لیا ہے۔ اے درویشو! بہاء الدین پر رشک نہ کرو یہ اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ چکا ہے۔ ؎

## ملتان میں آمد اور رشد وہدایت:

حضرت شیخ الشیوخ نے آپ کو ظاہری و باطنی فیضان سے مالا مال فرما کر
رخصت فرمایا اور حکم دیا کہ ملتان جا کر قیام کرو۔ اور وہاں کے باشندوں کو فیض پہنچاؤ۔ ۸
چنانچہ آپ نے ملتان تشریف لا کر رشد وہدایت کا سلسلہ شروع فرما دیا اور
ہندوؤں کے مشہور مندر جو ہلادمندر کے نام سے مشہور تھا اس کے قریب بیٹھ گئے اور
تبلیغ اسلام شروع کر دی۔ آپ کی شخصیت علم وعمل زہد وتقویٰ، عجز وانکساری، ایثار و
توکل، معرفت و روحانیت شریعت وطریقت کا ایک حسین امتزاج تھی۔ ملک کے
گوشے گوشے سے لوگ آپ کی زیارت کو آنا شروع ہو گئے اور آپ کی واعظ ونصیحت
سے مستفید ہوتے۔
تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے مریدوں کی تعداد ملتان، کاٹھیاوار، پنجاب،

سندھ اور دہلی تک لاکھوں تک پہنچ گئی۔ صاحب بزم صوفیہ کا بیان ہے کہ:

ملتان کی مدت قیام میں نہ صرف ملتان بلکہ سارا ہندوستان بہاء الدین زکریاؒ کے فیوض و برکات کے انوار سے منور ہو گیا۔ اور ان کا عہد خیر الاعصار کہا جاتا ہے۔9

**کاسۂ شیر:**

حضرت غوث العالمؒ جب ملتان تشریف لائے اور طالبان حق جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ تو اکابرین ملتان کو آپ کی اس عالمگیر شہرت پر حسد ہوا۔ انہوں نے دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ کی خدمت میں بھیجا۔ اس سے اشارہ تھا کہ ملتان اس پیالے کی طرح مشائخ و علماء سے پُر ہے۔ اور آپ کی یہاں کوئی گنجائش نہیں حضرت غوث لاعالم کے سامنے اس وقت گلاب کے پھول رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک گلاب کا پھول پیالے میں ڈال دیا اور واپس کر دیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ جس طرح پھول دودھ کے پیالے میں ہے۔ میں اسی طرح رہوں گا۔

آپ کے اس جواب سے ان سب کی کدورت دور ہوگئی اور وہ آپ کی ذہانت اور نکتہ آفرینی پر عش عش کرنے لگے۔10

**فیاضی:**

صاحب سیر العارفین کا بیان ہے کہ:

ایک دفعہ والی ملتان کو غلہ کی ضرورت ہوئی، اس زمانے میں غلّہ بہت گراں تھا۔ اس نے حضرت غوث العالمؒ سے غلہ کی درخواست کی۔ حضرت نے غلہ کا ایک انبار اسے عطا فرمایا۔ جب اس کے اہلکاروں نے غلہ کا انبار اٹھانا شروع کیا تو اس انبار سے چاندی کے تنکوں سے بھرے ہوئے سات کوزے نکلے، والی ملتان نے آپ کو اطلاع دی کہ حضرت شیخ نے ہم کو غلہ عنایت فرمایا تھا نہ کہ رقم سے بھرے ہوئے کوزے

حضرت شیخ نے فرمایا مجھ کو ان تنکوں سے بھرے ہوئے کوزوں کا حال معلوم نہ تھا۔ لہٰذا میں نے یہ بھی تمہیں غلہ کے ساتھ دے دیئے۔[11]

## بردباری:

ایک مرتبہ چند قلندر آپ کی درگاہ میں آئے اور ایک ناشائستہ ہجوم بھی ان کے ساتھ تھا۔ آپ اس وقت خلوت خانہ میں تھے۔ انہوں نے یہ بے ہنگم سا شور برپا کر دیا۔ خدام نے انہیں شور کرنے سے روکا مگر وہ باز نہ آئے۔ حضرت کو اندر اطلاع دی گئی آپ نے فرمایا کہ دروازہ بند کر دو۔ چنانچہ خانقاہ کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

قلندروں نے دروازے پر اینٹیں برسانا شروع کر دیں آپ کو علم ہوا تو خلوت خانہ سے باہر آئے اور فرمایا دروازہ کھول دو اور جوش میں فرمایا کہ:

میں یہاں خود تو نہیں بیٹھا مجھے مرد خدا شیخ شہاب الدین سہروردی نے بٹھایا ہے

یہ سن کر قلندروں نے سر آپ کے قدموں میں رکھے اور معذرت کر کے واپس چلے گئے۔[12]

## ختم کلام اللہ:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ فرماتے ہیں کہ:

ایک رات حضرت غوث العالم اپنے خلفاء کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا تم میں سے کوئی ہے کہ نماز دوگانہ کی پہلی رکعت میں کلام مجید ختم کرے۔ کسی کو یہ حوصلہ نہ ہوا، اس وقت آپ اٹھے پہلی رکعت میں قرآن مجید ختم کیا دوسری رکعت میں چار سپارے اور پڑھے اور نماز ختم کی۔[13]

حضرت شیخ سماء الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ:

حضرت غوث العالم کی یہ عادت تھی کہ نماز تہجد کے بعد نماز فجر کی سنتوں تک کلام اللہ ختم کر لیا کرتے تھے۔[14]

## وصال مبارک:

آپ نے ۷ صفر بروز منگل ۶۶۱ھ میں ۹۶ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

مزار مبارک ملتان شریف میں مرجع خلایق ہے۔

## خلفاء:

آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند ارجمند شیخ صدر الدین عارف سہروردیؒ مسندِ سجادگی پر متمکن ہوئے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے۔ چند اکابر خلفاء کے نام درج ذیل ہیں۔

نواب الاولیاء شیخ محمد موسیٰ نواب سہروردی قریشی الہاشمیؒ (سنجر پور)، مخدوم سید جلال الدین مرخ بخاری سہروردی، شیخ فخر الدین عراقی سہروردی، خواجہ حسن افغان، حضرت شیخ عثمان مروندی معروف لعل شہباز قلندر (سہون شریف سندھ) خواجہ فخر الدین گیلانی، شیخ بدر سجانیؒ، شیخ پٹھا دیلی، شیخ جمال کنبو سہروردیؒ۔

## کلمات قدسیہ:

(۱)۔ فرمایا ہر بندہ پر لازم ہے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور یہ کیفیت اس وقت حاصل ہوگی جب عبادت و ذکر میں غیر اللہ کی نفی ہوگی اور یہ حالت احوال کی درستگی اور اقوال و افعال میں محاسبہ نفس موقوف ہے۔ لہٰذا بغیر ضرورت کے کوئی بات نہ ہو اور نہ کوئی کام اور ہر قول و فعل سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف التجاو تضرّع اور اس سے استقامت ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک عمل کی توفیق دے۔

(۲)۔ کم کھانے سے جسم تندرست رہتا ہے، گناہوں کے ترک کر دینے سے روح سلامت رہتی ہے اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے سے دین سلامت رہتا ہے۔

(۳)۔ محنت کو اپنا شعار بناؤ یہ دنیا دار العمل ہے اور عمل پیہم سے خوش حالی کی راہیں کھلتی ہیں۔

(۴)۔ جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے وہ صرف خدا سے ڈرتا ہے اور دنیاوی عیش و عشرت اپنے اوپر حرام کر دیتا ہے۔

(۵)۔ محبت میں توکل اس بات کا نام ہے کہ صبح اٹھے تو رات کی بابت اسے کچھ معلوم یاد نہ ہو اور جب رات ہو تو دن کی بابت اسے کچھ یاد نہ ہو۔

(۶)۔ دانا اور عقلمند وہی شخص ہے جو پیش آنے والے سفر یعنی موت کیلئے تیاری کرے اور اپنے ساتھ کچھ زادِ راہ لے۔

(۷)۔ خوف بے ادب بندوں کیلئے تازیانہ ہے جس سے ان کی درستی کی جاتی ہے۔

(۸)۔ توبہ خاموشی کے بغیر قبول نہیں ہوتی اور خاموشی اس وقت اصل ہوتی ہے جب آدمی گوشہ نشین ہو جائے پس طالب صادق کیلئے لازم ہے کہ خلوت اور گوشہ نشینی اختیار کرے۔ شب بیداری کی عادت ڈالے اور کم خوری کو معمول بنا لے۔ ہمیشہ پاک و صاف رہے۔ نشست و برخاست میں ہمیشہ قبلہ رو رہے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ نماز، تلاوت قرآن کریم اور ذکر لا الٰہ الا اللہ میں مشغول رکھے اگر کسی وقت ان معمولات سے تھک جائے تو مراقبہ میں چلا جائے۔

(۹)۔ مراقبہ یہ ہونا چاہئے کہ اس کو یقین کامل ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی تمام دلی کیفیات سے آگاہ ہے مراقبہ کے صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ دل یادِ خدا سے معمور ہو جائے اور ماسوائے اللہ کا تصور ختم ہو جائے۔

(۱۰)۔ ذوقِ عبادت اس حد تک بیدار ہو جائے کہ کسی صورت میں نماز با جماعت کی فضیلت کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اگر کسی وقت ایسی صورت حال یا عذر ہو کہ خود مسجد میں جا کر جماعت کی فضیلت حاصل نہ کر سکے تو باہر سے چند لوگوں کو بلا لے اور ان کے ساتھ مل کر نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے تاکہ جماعت کی فضیلت فوت نہ ہو۔ جب اعمال و عبادات پر مداومت ہو جائے گی۔ تو حضور ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کی پیروی

کی توفیق بھی میسّر ہو جائے گی۔ اخلاق حسنہ کی پیروی ہی سے تزکیہ نفس ممکن ہے۔

(۱۱)۔ موت سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ موت کے تصور سے امیدوں اور آرزوؤں کی فہرست مختصر ہو جاتی ہے۔ دل آخرت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

(۱۲)۔ اللہ کے ذکر سے حرص، حسد اور کاہلی دور ہا جاتی ہے نیز ذکر اللہ سے انسان اپنے برے اخلاق وصفات سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اخلاق رذلیہ سے اپنے آپ کو پاک صاف کر لیتا ہے اور اس کے دل میں رذایل اخلاق کی کوئی بُو باقی نہیں رہتی۔

(۱۳)۔ نیک اعمال وافعال کی بجا آوری کیلئے ہر لحظہ کوشاں رہنا چاہیے تا کہ شریعت پر اس کی اساس محکم ہو جائے۔ اس کا حال قابلِ رشک ہو۔ ایسے ہی موقع کیلئے کہا گیا۔ انتہا کیا ہے؟ جواب دیا گیا۔

ابتدا ہی کی طرف لوٹ جانا

(۱۴)۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا ہو۔ ہر بات اور ہر عمل صرف الہ کیلئے ہو تا کہ تمام اعمال اور افعال اور اقوال میں اس حد تک اللہ تعالیٰ کی برکت شامل ہو جائے کہ بندہ کے ہر عمل اور بات میں اللہ کی رضا مقصود ہو۔

(۱۵)۔ جو شخص ایک روز حضور حق حاضر ہو وہ دوسرے اور تیسرے روز بھی حاضر ہو سکے یہاں تک کہ اس کی تمام زندگی کا مقصود اولین حق تعالیٰ کی محبت بن جائے اور حق کے سوا جو کچھ اس کے دل میں ہے وہ خاکستر ہو جائے۔

(۱۶)۔ محبت حق کو پانے کیلئے جو کچھ کر سکتا ہے کرے اور راحت و آسائش کے دروازے اپنے اوپر بند کر لے اور لوگوں کی تعریف و تنقیص سے بے نیاز ہو جائے۔

(۱۷)۔ اللہ تعالیٰ سے سوائے اللہ کے کچھ نہ مانگے، گفتگو بہت کم کرے اور ان علوم کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے جو اس راہ میں اس کو فائدہ نہ پہنچا سکیں کیونکہ بے فائدہ علوم سیکھنے سے نفس حیلہ جو اور رخصت طلب ہو جاتا ہے اپنے اوقات کو ضائع نہ کرے۔

# حضرت شیخ صدرالدین عارف سہروردیؒ

## ولادت باسعادت:

حضرت شیخ صدر الدین عارف سہروردیؒ ۶۲۱ھ میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ آپ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے فرزند ارجمند اور صاحب سجادہ تھے آپ کا نام محمد تھا صدرالدین اور عارف القابات ہیں۔

## تعلیم و تربیت:

صاحب انوار غوثیہ کا بیان ہے کہ:

حضرت صدر الدین عارف کی تعلیم و تربیت اپنے قبلہ گاہ حضرت غوث العالمین کی زیر نگرانی ہوئی اور وہی آپ کے علوم ظاہری اور باطنی کے استاد تھے۔ جب اُستاد سر برآوردہ روزگار اور شاگرد بھی باکمال ہو تو پھر تعلیم و تربیت کا کیا کہنا، چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں شیخ صدر الدین علم و فضل میں یگانہ روزگار ہو گئے۔ قرآن مجید کے آپ حافظ تھے اور علوم دینیہ میں بھی کوئی آپ کا ہم پایہ نہ تھا۔ جب علوم ظاہری سے فارغ ہوئے تو اپنے والد ماجد کے دست مبارک پر بیعت فرمائی اور علم باطنی کی تکمیل فرمائی۔ آپ نے حضرت شیخ الاسلام کی نگاہ فیض سے وہ مقام پالیا۔ جو سالہا سال کے مجاہدات اور ریاضتوں کے بعد جا کر ملتا ہے۔

## کتاب مفصّل کے مطالعہ سے اجتناب:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ:

حضرت شیخ صدر الدین عارف نے ابتدائی زمانہ میں اپنے پدر بزرگوار سے نسخہ مفصل کے بارے عرض کی جو تفسیر کشاف کے مصنف زمخشری کی تصنیف ہے۔ کہ علم نحو میں قابلیت حاصل کرنے کیلئے اس کا مطالعہ کیا جائے۔ حضرت غوث العالمؒ نے فرمایا۔ آج کی رات صبر کرو اور اس کے مصنف کا حال معلوم کرلو۔ چنانچہ حضرت صدر الدین عارف نے اسی رات یہ واقعہ دیکھا کہ زمخشری ۱۶؎ جو کہ اس کتاب کا مصنف ہے فرشتے طوق وسلاسل میں جکڑ کر دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں اس واقعہ کو دیکھنے کے بعد آپ نے مفصل کا مطالعہ کا ارادہ ترک کر دیا۔ ۱۷؎

## عارف کی وجہ تسمیہ:

صاحب بزمِ صوفیہ کا بیان ہے کہ:

آپ کے لقب عارف کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب آپ قرآن مجید پڑھتے یا ختم فرماتے تو معرفت کے نئے نئے اسرار و رموز ان پر عیاں ہوتے اسی لئے وہ عارف کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ۱۸؎

تاریخ فرشتہ میں ہے کہ:

وے را عارف ازاں گویند کہ ہر بار ختم کلام اللہ کردی سمندِ فکرت بیشتر راندے ووقتیکہ بتلاوت مشغول بودے برافوج درفوج معانی رونمو ئے۔

یعنی انہیں عارف اس لئے کہتے ہیں کہ جب وہ کلام اللہ ختم کرتے تو ان کا سمند فکر آگے بڑھتا اور ترقی کرتا اور جس وقت تلاوت میں مشغول ہوتے تو ان پر حقائق ومعارف کثرت سے ظاہر ہوتے۔

## سارا اثاثہ راہ خدا میں لٹا دیا:

حضرت شیخ الاسلام کے وصال کے بعد آپ مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے آپ کے چھ اور بھائی بھی تھے جب حضرت شیخ الاسلام کا متروکہ تقسیم ہوا تو آپ کو دوسرے اسباب کے علاوہ ساتھ لاکھ تنکے ورثہ مین ملے آپ نے اسی دن سارا مال درویشوں میں تقسیم کردیا ایک درہم بھی اپنے پاس نہ رکھا۔ ایک درویش نے عرض کی کہ آپ کے پدر بزرگوار کے خزانے میں اتنا مال تھا کہ وہ آہستہ آہستہ خرچ کرتے تھے۔ آپ نے کیوں یکبارگی سب کچھ ختم کردیا اور ترک وتجرید اختیار کیا۔ حضرت شیخ صدرالدین نے جواب دیا کہ:

میرے والد ہمیشہ دنیا پر غالب رہتے تھے اور اس کو مغلوب کرکے خرچ کرتے تھے میں اگرچہ دنیا پر بیشتر ہی غالب ہوں لیکن کبھی میں اس کو مساوی بھی پاتا ہوں یعنی نہ غالب آتا ہوں نہ مغلوب، ایسا نہ ہو کہ کبھی وہ مجھ پر غالب آجائے۔

مجبوراً اس مردم آزار شے کو اپنے آپ سے دور کردیا اور اپنے دل کو مطمئن کرلیا۔ ۱۹

## رشد و ہدایت:

مولانا نور احمد خان صاحب فریدیؒ رقمطراز ہیں کہ:

تبلیغ اسلام، اصلاح اعمال اور تزکیہ نفس کے جو خطوط حضرت شیخ الاسلام قائم کر گئے تھے حضرت عارف باللہ نے انہیں اس عمدگی سے قائم رکھا کہ دنیا عش عش کر اٹھی اور ہر شخص کے دل پر آپ کی عظمت اور جلالت کا سکہ بیٹھ گیا۔

آپ نے اپنے والد ماجد کی خانقاہ کے شرف و مجد کو برابر قائم رکھا اور اکابر مشائخ و فقراء جو اس آستانے کی زینت تھے یعنی سید السادات سید جلال بخاری، مولانا

فخر الدین عراقی میر حسینی، سلطان التارکین حمید الدین حاکمؒ، خواجہ حسن افغان رحمہم اللہ علیہم۔ سب کے سب حضرت شیخ العارف کے انیس وجلیس بنے رہے، دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ شیخ العارف کی ہمہ گیر شخصیت نے انہیں ملتان سے جانے نہ دیا۔

اور اکابر اہل اللہ کی آمد کا سلسلہ جوں کا توں قائم رہا۔ حضرت عارف باللہ کا یوم انضباط اوقات بھی وہی تھا جس پر شیخ الاسلام زندگی بھر عمل پیرا رہے۔ اوراد واذکار کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھ کر درس دیا کرتے تھے۔ بقول حضرت مخدوم جہانیاںؒ حضرت شیخ العارف پر مبتدی ومنتہی کو بلا کسی امتیاز کے تعلیم دیتے تھے عصر کی نماز کے بعد بلا ناغہ حضرت شیخ العارف اپنے والد ماجد کے منبر پر بیٹھ کر وعظ فرماتے جو اکثر قرآن مجید کے اسرار و معارف پر مشتمل ہوتا۔ ۲۰

آپ کی کیمیاء اثر صحبت اور تربیت سے بہت سے ارباب کمال پیدا ہوئے اور ہزار ہا لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور آپ نے خاندان سہروردیہ کی عظمت و تقدیس کو برصغیر میں پوری شان وشوکت کے ساتھ قائم رکھا۔

## لقمہ ے شود برتو گہر:

ایک بار حضرت شیخ رکن الدین فردوسیؒ خراسان سے دہلی جاتے ہوئے راستہ میں ملتان میں رکے تو حضرت شیخ العارف سے ملنے کیلئے آئے۔

اس وقت یہاں علماء وفقراء کی بڑی تعداد موجود تھی۔ جب کھانے کا وقت آیا تو بسا پُر تکلف دسترخوان بچھایا گیا جیسا بادشاہوں کے یہاں ہوتا ہے۔ شیخ رکن الدین فردوسی ایام بیض کے روزے سے تھے مگر تبرکاً کھانے میں شریک ہو گئے اور حضرت شیخ صدر الدین عارف کے قریب ہی بیٹھے تھے۔ آپ نے اپنے میزبان کی خاطر روزہ تو افطار کر لیا اور سوچنے لگے کہ افطار پر ہی اکتفا کیا جائے یا کچھ اور کھایا جائے۔ حضرت

شیخ العارف نے نور باطن سے اس کشمکش کو دریافت کرلیا اور فرمایا۔ جو شخص نور باطن سے طعام کو نور بنا کر حق تک پہنچائے اس کے لئے تقلیل طعام کی پابندی نہیں۔

؎ چونکہ لقمہ مے شود بر تو گہر
تن مزن ہر چند بتوانی بخور[۳۱]

## وصال مبارک:

آپ نے ۲۳ ذی الحجہ ۷۰۹ھ میں وصال فرمایا اور اپنے والد ماجد کے دائیں پہلو میں دفن ہوئے۔

## خلفاء:

آپ کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے چند مشہور خلفاء کے نام درج ذیل ہیں۔
حضرت شاہ رکن عالم ملتانی جو آپ کے سجادہ پر بیٹھے علاوہ ازیں شیخ جلال الدین خنداںؒ، حضرت سلیمان دانا سہروردی، شیخ احمد معشوق سہروردیؒ، شیخ صلاح الدین شیخ علاء الدین، شیخ حسام الدین ملتانیؒ۔

## کلمات قدسیہ:

آپ کے ملفوظات آپ کے مرید خلیفہ خواجہ ضیاء الدین نے کنوز الفوائد کے نام سے جمع کئے تھے۔ یہ مجموعہ ملفوظات اب نایاب ہو چکا ہے مگر اس کے چند اقتباس حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی کتاب اخبار الاخیار کے ذریعہ محفوظ ہیں۔

## حصن الٰہی:

فرمایا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه حصنی فَمَنْ دَخَلَهٗ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِی۔

لا الٰہ اِلَّا اللّٰہ میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ میرے

عذاب سے مامون ہو جائے گا۔ دو چیزیں ہیں ایک حصن اور ایک حصار، حصار کے معنی چار دیواری کے ہیں قطع نظر اس سے کہ اس کی نگرانی وحفاظت کی جائے یا نہیں اور حصن اس چار دیواری کو کہتے ہیں جسے بنانے کے بعد اس کی نگرانی اور حفاظت کا بھی اہتمام کیا گیا ہو۔

## حصن کی تین حالتیں:

فرمایا کہ حصن کی تین حالتیں ہیں۔

(۱) ظاہر۔(۲) باطن۔(۳) حقیقت۔

قلعہ کا ظاہر یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے امید وخوف نہ رکھے پوری دنیا بھی اگر دوست یا دشمن ہو جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کسی قسم کا نقصان یا فائدہ نہیں پہنچ سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِن یَمْسَسکَ اللّٰہ بِضرٍّ فَلا کاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِن یُردکَ بِخَیرٍ فَلا رَادَ بِفَضْلِهٖ.

ترجمہ: اگر اللہ کی طرف سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو سوائے خدا کے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کسی پر اپنا فضل وکرم کرے تو کوئی روکنے والا نہیں۔

قلعہ کا باطن یہ ہے کہ مرنے سے قبل اس بات کا جزم ویقین محکم کرے کہ اس ختم ہونے والی سرائے اور دنیا میں جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ سب عارضی اور وقتی ہے۔ کیونکہ اس دنیا میں کسی چیز کو ثبات وقیام اور بقا ودوام حاصل ہی نہیں اور اس دنیا کو ختم کرنے کیلئے تقدیر کا قلم چل چکا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کُلٌّ مَن عَلَیهَا فَانٍ. اس دنیا کی ہر شے فنا ہونے والی ہے۔

چونکہ خود دنیا کو ثبات وقیام نہیں اس لئے دنیا کے ہونے اور نہ ہونے کی پرواہ

کیے بغیر پوشیدہ طریقہ سے اس دنیا میں ٹھہرا رہے۔

اور قلعہ کی حقیقت یہ ہے کہ جنت کی خواہش اور دوزخ کا خوف دل سے نکال دے اور یادِ الٰہی سے دل کو پُرسکون اور مطمئن کرے اور فی مقعد صدق عِندَ ملیک مقتدر کا مصداق ہے۔ جب اس مقام کے لائق ہو جائے گا۔ تو جنت خود بخود اس کی طلبگار بن کر اس کے پیچھے پیچھے آئے گی۔ اور دوزخ اس سے دور بھاگ جائے گی۔ ۲۲

## ذکرِ الٰہی کثرت سے کرو:

فرماتے ہیں کہ اے اللہ! کے بندو خدا کا ذکر کثرت سے کرو۔ ہاں سُنو! جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کیساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اس کو عبد سعید لکھ دیتا ہے اور اسے زبان کے ذکر کے ساتھ قلب کی موافقت کی توفیق عنایت کرتا ہے اور زبانِ کے ذکر سے قلب کے ذکر کی جانب ترقی دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر زبان ذکر سے خاموش رہتی ہے تو قلب خاموش نہیں ہوتا یہی ذکر کثیر ہے اور اس ذکر تک بندہ اس وقت تک نہیں پہنچتا جب تک وہ نفاق سے بری نہ ہو۔ باطن کا لگاؤ صرف خدا کے ساتھ ہونا چاہئے۔ پس جب بندہ کو تجرید ظاہری یعنی ناپسندیدہ چیزوں سے علیحدگی کی توفیق ہوتی ہے اور وہ بڑے وساس اور اخلاق مذمومہ سے پاک وصاف ہو کر تفرید باطن سے معزز ہوتا ہے تو عین ممکن ہو جاتا ہے کہ اس کے باطن میں نور کا ذکر متجلّی ہو جائے اور شیطان وساس اور نفسانی خواہشات اس سے دور ہو جائیں اس کے باطن میں نور کے ذکر کا جوہر اس طرح ضیابار ہو کہ اس کا ذکر مشاہدہ مذکور کو متجلّی کر دے اور یہ وہ رتبہ و مرتبہ بلند اور عطیہ عظمیٰ ہے جو اصحاب ہمت اور ارباب بصیرت کو عطا ہوتا ہے۔



# حضرت شیخ رکن الدین ملتانی سہروردیؒ

## صبح سعادت:

آپ ۹ رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک ۶۴۹ھ حضرت شیخ صدر الدین عارف کے گھر تولد ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی تھا جو اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے رابعۂ عصر کہلاتی تھیں اور قرآن مجید کی حافظہ تھیں۔

ایک دفعہ عید کا چاند دیکھ کر حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے سلام کیلئے حاضر ہوئیں حضرت رکن الدین سات ماہ کے شکم مبارک میں تھے چانچہ حضرت غوث العالم ان کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے اور یہ دیکھ کر وہ بہت حیران ہوئیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے بی بی! یہ تعظیم اس شخص کی ہے جو تیرے شکم میں ہے اور ہمارے خاندان کا چراغ اور خانوادے کی شمع ہے۔[۲۳]

## تعلیم و تربیت:

آپ نے ظاہری و باطنی تعلیم اپنے جد امجد حضرت شیخ الاسلام اور والد ماجد شیخ العارف سے حاصل کی۔ دونوں بزرگوں کا اس قدر احترام کرتے تھ کہ کبھی ان سے آنکھیں چار نہ کرتے اور نہ ان کے سامنے اپنی آواز بلند کرتے۔ اس خوردسالی میں ان کے اس ادب سے متاثر ہو کر حضرت خواجہ شمس الدین سبزواریؒ نے آپ کو رکن عالم کا لقب عطا فرمایا۔

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ اور سولہ سال کی عمر میں علوم متداولہ سے فراغت حاصل کر لی۔

صاحب بزم صوفیہ کا بیان ہے کہ:

آپ نے اپنے والد محترم اور دادا جان کی صحبت میں صوری و معنوی کمالات حاصل کئے تواضع، شفقت، حلم، موافقت، بشاشت و مروت، عضو و حیا، ووقار حسنِ ظن اور تصغیر نفس جملہ صفات ان میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں اور انہوں نے مکاشفہ اور محاسبہ سے اتنے مدارج طے کر لئے تھے کہ ان کو مخزن شہود الٰہی۔ منبع جود نامتناہی ادریس خلوت وحدت، بُرج معرفت، گوہر معدن صفات لاریب، لولوے سنجۂ دریائے غیب، زبدۃ المشائخ، مفتاح قفل حق الیقین کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۲۴

## دستار غوثیہ سر پر رکھ لی:

حضرت شیخ رکن الدین چار سال کے تھے کہ ایک دن حضرت غوث العالم چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور دستار مبارک سر سے اتار کر چارپائی پر رکھی ہوئی تھی۔ حضرت شیخ العارف بھی ساتھ مودب بیٹھے تھے۔

حضرت شیخ رکن الدین کھیلتے ہوئے آئے اور دادا کی دستار اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی۔ والد ماجد نے ڈانٹا کہ یہ بے ادبی ہے۔ حضرت غوث العالم نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو اس نے استحقاق کی بنا پر پگڑی سر پر رکھی ہے۔ (یعنی اس کا حق ہے) میں نے یہ دستار اس کو دی۔ چنانچہ یہ دستار اسی طرح بندھی ہوئی صندوق میں محفوظ کر دی گئی۔ جب حضرت رکن الدینؒ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو یہ دستار ان کے سر پر رکھی گئی۔ ۲۵

**سندِ غوثیہ پر:**

حضرت عارف کے وصال کے بعد آپ چھبیس سال کی عمر میں مسندِ ارشاد پر بیٹھے حضرت شیخ العارف نے وہ خرقہ جو شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ نے حضرت غوث العالمؒ کو پہنایا تھا حضرت رکن الدین کو اپنی حیات مبارکہ میں ہی پہنا دیا تھا۔

**قول صاحب مرآۃ الاسرار:**

آپ نے یہ خرقہ پہن کر باون سال اس سجادہ کا حق ادا کر دیا اور ایک جہان آپ سے فیض یاب ہوا۔

مریدین اور طالبین حق کی تربیت میں آپ اپنے وقت میں بے نظیر تھے۔

تاریخ فیروز شاہی کے مصنف مولانا ضیاء الدین برنی تحریر کرتے ہیں کہ:

بلاشبہ قطب الاقطاب شاہ رکن عالم نے طریقت اور مشیخیت کو اوج کمال پر پہنچا دیا تھا۔ اور مریدوں کی تربیت کا حق ادا کر دیا تھا۔ وہ باپ دادا کی مسند و ہر وقت منور رکھتے تھے۔ سندھ اور ملتان کے تمام لوگ اس خاندان سے وابستہ تھے ہندوستان کے بے شمار علماء اور مشائخ آپ کے مریدوں میں شامل تھے۔ آپ کے کشف و کرامات میں کسی کو شک وشبہ نہیں رہا تھا۔ [۲۶]

**قبلۂ حاجات:**

صاحب سیر العارفین کا بیان ہے کہ:

آپ کا عجب ایثار تھا جو گروہ ان کے پاس پہنچتا اور اس کا جو مدعا ہوتا اس کو پورا کرتے چنانچہ مخلوق خدا ان کو قبلۂ حاجات کہا کرتی تھی۔ ان کی روش حضرت خواجہ سلطان ابوسعید ابوالخیرؒ کی مانند تھی اور ان کی مجلس میں جو بات بھی کسی کے دل میں گزرتی ان کو معلوم ہو جاتی تھی۔ سبحان اللہ اس سے زیادہ کیا بزرگی ہو سکتی ہے۔ [۲۷]

## تواضع وانکساری:

ایک بار ایک عرب درویش خانقاہ میں فروکش ہوا۔ حضرت شیخ رکن الدین نے خادم خاص کے ذریعہ سے کھانا بھجوایا۔ خادم نے درویش سے پوچھا تم حضرت شیخ کو دیکھو گے۔ درویش نے کہا کہ میری کیا مجال ہے کہ میں حضرت شیخ کو دیکھوں خادم نے لوٹ کر یہ واقعہ حضرت شیخ کو سنایا تو آپ نے فرمایا میں خود اس کے پاس جاؤں گا۔ جب معلوم ہوا کہ درویش اپنے اوراد واذکار سے فارغ ہو گیا ہے تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اسے مقصود تک پہنچا کر سرفراز فرمایا۔ ۲۸

## اہل ملتان کی سفارش:

جب ملتان میں کشلو خان نے بغاوت کی اور محمد تغلق نے اس کو شکست دے کر اہل ملتان کے خون کی ندیاں بہانے کا حکم دیا اور اس پر عمل بھی شروع ہو گیا۔ حضرت رکن الدین ان دنوں اعتکاف میں بیٹھے تھے لوگ بے تحاشا آپ کے پاس بھاگے اور فریاد کی تو آپ ننگے پاؤں بادشاہ کے پاس اہل ملتان کی سفارش لے کر گئے اور اہل شہر کو معافی دلوائی۔ ۲۹

## سب کی دعوت منظور:

حضرت خواجہ غلام فرید چشتی نظامیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ چند آدمیوں نے حضرت شیخ ابوالفتح رکن الدین کو کھانے کی دعوت دی۔ سب نے ایک ہی وقت مقرر کیا۔ آپ نے سب کی دعوت قبول کر لی۔ اس کے بعد ہر شخص ڈولی لے کر آیا۔ حضرت یکے بعد دیگرے ہر شخص کی ڈولی میں اپنے حجرہ سے نکل کر سوار ہوتے رہے جب ایک شخص ڈولی لے کر جاتا دوسرا آجاتا اور حضرت اسی طرح حجرہ سے نکل کر ڈولی میں سوار ہو جاتے۔ اسی طرح آپ نے سب کے مکان پر کھانا کھایا ور سب کو خوش کیا

اور ہر شخص یہی سمجھتا رہا کہ حضرت صرف میرے مکان پر تشریف لائے ہیں۔ ۳۰

## محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے محبت واخلاص:

حضرت شاہ رکن عالم ملتانیؒ اور خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے آپس میں بہت گہرے مراسم اور محبت واخلاص تھا۔ آپ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ میں ملتان سے دہلی حضرت نظام الدین کے عشق ومحبت میں آتا ہوں۔ ۳۱

قطب الدین خلجی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے خلاف تھا اس کے مشیروں نے مشورہ دیا کہ حضرت رکن الدین سہروردی کو یہاں بلوائیں وہ یہاں چشتیوں کا مقابلہ کریں گے خواجہ نظام الدین انہیں برداشت نہیں کریں گے۔ اسی طرح دونوں کی آپس میں زور آزمائی ہوگی اور سلطان کا مطلب پورا ہو جائے گا۔ چنانچہ سلطان نے حضرت کو ملتان سے دہلی بلوایا جب آپ دہلی تشریف لائے تو خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے خود جا کر آپ کا استقبال کیا۔ اور سلطان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔

بعد میں سلطان نے آپکا استقبال کیا اور پوچھا سب سے پہلے آپ کو کون ملا؟

آپ نے فرمایا جو یہاں سب سے اچھے شخص ہیں۔

سلطان نے گھبرا کر پوچھا وہ کون؟

آپ نے فرمایا: خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی۔

یہ سن کر سلطان کا چہرہ فق ہو گیا۔ اس نے چشتیوں اور سہروردیوں کو جداگانہ مسلک تصور کر کے چال چلی تھی۔ مگر اب انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ تو سب ایک ہی گھر کے رہنے والے ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں گو ان میں ایک چشتیہ گھرانے کا آفتاب دوسرا سہروردیہ طریق کا آفتاب لیکن طرز عمل سے دونوں ایک جان دو قالب۔ ۳۲

حضرت رکن الدین جتنے دن دہلی میں قیام پذیر رہے آپ خواجہ نظام الدین

کی روحانی مجالس میں شریک رہے اور آپ کے ساتھ محفل سماع میں بھی شریک ہوئے۔ ۳۳

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے لمحات آخر کے موقع پر آپ کی عیادت کیلئے دوبارہ دہلی آئے اور آپ کی نماز جنازہ بھی آپ نے خود پڑھائی اور خواجہ صاحب کو لحد میں بھی آپ نے خود اتارا۔ ۳۴

## وصال مبارک:

حضرت محبوب الٰہیؒ کے وصال کے دس سال بعد ۱۶ رجب بروز جمعرات ۳۵ ےھ کو آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ مزار انور ملتان شریف میں مرجعٔ خلایق ہے۔

## خلفاء:

آپ کے چند اکابر خلفاء کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری سہروردیؒ۔ (۲) حضرت شیخ حمید الدین حاکم سہروردیؒ۔ (۳) شیخ وجیہہ الدین عثمان سیاح سنامیؒ (۴) شیخ عماد الدین اسمٰعیل شہید۔ (۵) شیخ صدر الدین محمد۔ (۶) شیخ علی بن احمد غوری۔ (۷) مولانا ظہیر الدین محمد سہروردیؒ۔

## کلمات قدسیہ:

(۱)۔ آپ کے ملفوظات کا مجموعہ مجمع الاخیار کے نام سے مرتب کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا اور اصل کتاب بھی ناپید ہے۔ البتہ اس کے چند جز اخبار الاخیار کے ذریعہ محفوظ ہیں۔ اس سے ایک اقتباس ہدیہ ناظرین ہے۔

آپ اپنے ایک مرید کو خط لکھتے ہیں کہ عزیز! خوب یاد رکھنا چاہئے کہ انسان

دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے۔

ایک صورت اور دوسری صفت اور قابل تعریف صرف صفت ہے صورت کی کوئی قیمت نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے اعمال اور دلوں کو دیکھتا ہے۔

صفت کا ظہور حقیقی طور پر صرف آخرت میں ہی ہوگا۔ وہاں پر ہر صفت ایک ظاہری صورت میں نظر آئے گی۔ کیونکہ آخرت ہی وہ انعام ہے۔ جہاں ہر چیز کی حقیقت ظاہر لباس میں ملبوس کردی جائے گی اور یہ صورتیں متلاشی نظر آئیں گی اور جس کی جو صورت ہوگی اسی صورت میں اس کو اٹھایا جائے گا۔ یعنی اس کی صورت کتے جیسی بنادی جائے گی اسی طرح قیامت کے دن ظالم و سرکش اپنے آپ کو بھیڑیئے کی شکل و صورت میں دیکھے گا۔ متکبر و مغرور کی صور چیتے جیسی ہوگی اور لالچی و کنجوسی کی شکل خنزیر جیسی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد۔

**فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَائَكَ فَبَصَرُكَ الْيَومُ حَدِيد۔**

آج کا دن وہ دن ہے کہ ہم نے تمہاری آنکھوں سے پردہ ہٹالیا۔

جب تک اپنے قلوب سے اوصاف رذیلہ کو دور نہ کریں گے اس وقت تک جانوروں اور درندوں میں شمار کیے جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰئِکَ کَالانعام بَل ھُم اضل سبیلا۔ یہ جانوروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گم کردہ راہ ہیں۔

(۲)۔ فرمایا۔ جنابت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جنابت جسم۔ (۲) جنابت دل۔

جنابت جسم کا سبب تو بالکل ظاہر ہے۔ مگر دل کی جنابت برے لوگوں کی صحبت سے پیدا ہوتی ہے۔ جسم تو پانی سے پاک ہو جاتا ہے مگر دل کی جنابت آنکھوں کے آنسوؤں سے دُھلتی ہے۔ ۳۶

# حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردیؒ

## ولادت باسعادت:

آپ ۱۴ شعبان المعظم ۷۰۷ھ شب برات کی ساعت سعید میں اُوچ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت خادم ۷۰۷ نبی سے نکلتی ہے۔ ۳۷

آپ حضرت سید احمد کبیر سہروردی کے فرزند ارجمند اور سید جلال الدین سرخ بخاری کے پوتے تھے۔ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ سے منقول ہے کہ:

حضرت مخدوم کی پیدائش کے بعد ان کے والد ماجد حضرت کو شیخ جمال خنداں روؒ کی خدمت میں لے گئے اور ان کے قدموں میں ڈال دیا۔ شیخ جمال خنداں رو نے فرمایا کہ اس فرزند کی بزرگی و عظمت دنیا میں ایسے ہوگی جیسے آج کی رات (شب برات) کی ہے۔ ۳۸

## آثار سعادت:

حضرت شیخ سماء الدین سہروردی سے منقول ہے کہ:

جب برج سیادت کے ستارے حضرت شیخ مخدوم جہانیاں سات سال کے تھے تو حضرت سید احمد کبیر ان کو شیخ المشائخ جمال خنداں رو کی خدمت میں لے گئے اور ان کی دست بوسی کرائی۔ مجلس میں حضرت شیخ جمال خنداں رو کے سامنے کھجوروں کا طباق رکھا تھا۔ انہوں نے یہ کھجوریں حاضرین میں تقسیم کیں اور چند کھجوریں حضرت

مخدوم کو بھی عنایت فرمائیں۔ آپ یہ کھجوریں گھٹلیوں سمیت کھا گئے۔ حضرت جمال خنداں نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ میاں صاحبزادے تم یہ کھجوریں گٹھلیوں سمیت کیوں کھائی حضرت مخدوم نے کم عمری کے باوجود جواب دیا کہ:

آپ کے دست مبارک سے جو کھجوریں ملیں ان کی گٹھلیاں پھینک دینا مناسب نہ سمجھا یہ سن کر حضرت شیخ خنداں رونے فرمایا:

ہاں بابا تم وہ صاحبزادے ہو کہ اپنے خاندان کو بھی روشن کرو گے اور اپنے شیوخ کے خاندان کو بھی۔ ۳۹

## تحصیل علوم ظاہری:

آپ نے ابتدائی تعلیم اُوچ میں حاصل کی۔ ابتدائی کتب اپنے والد بزرگوار اور چچا سید محمد بخاری سے حاصل کی اور شیخ جمال خنداں رو سے حدیث کا درس لیا۔ فقہ اور اصول کی کتابیں قاضی بہاء الدین سے پڑھیں اس کے بعد ملتان حضرت شاہ رکن عالم کی خدمت میں آ گئے۔ حضرت نے آپ کی تعلیم کیلئے شیخ موسیٰ اور مولانا مجد الدین کو مقرر فرمایا۔ اس کے علاوہ آپ نے مولانا شاہ رخ عالم سے بھی استفادہ فرمایا۔ پھر واپس وطن آ کر مولانا رضی الدین گنج علم سے قرآن مجید کی سات قرائتیں سیکھیں۔ آپ تحصیل علم کی غرض سے حرمین شریفین بھی تشریف لے گئے یہاں شیخ مکہ امام عبداللہ یافعیؒ اور شیخ مدینہ عبداللہ مطریؒ سے تصوف اور حدیث کی کتابوں کا درس لیا۔ پھر عراق کے قصبہ شوکارہ میں حضرت شیخ الشیوخ کے خلیفہ شیخ محمود شاہ تستری سے عوارف المعارف کا درس لیا۔ ۴۰

اس طرح آپ نے طلب علم میں دور دراز کے سفر کئے۔ جہاں کسی علمی شخصیت کا پتہ چلتا ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

مولانا سید علاؤالدین حسینی کا بیان ہے کہ:

حضرت مخدوم ایک سو اٹھاسی علوم میں مہارت کاملہ رکھتے تھے انہوں نے اپنی کتاب جامع العلوم میں ان علوم کی ایک فہرست بھی دی ہے۔

## بیعت وخلافت:

آپ نے سب سے پہلے اپنے والد اور چچا سید محمد بخاریؒ سے سلوک کی تعلیم حاصل کی پھر ملتان میں حضرت شیخ رکن الدین سہروردیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے دست مبارک پر بیعت فرمائی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ۴۱

صاحب تاریخ فرشتہ کا بیان ہے کہ:

حضرت مخدوم نے اول اپنے والد شیخ احمد کبیر سہروردی سے خرقہ خلافت پایا اور دوسرا خرقہ حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح سے پایا اور برسوں انکی خدمت میں رہے۔ ۴۲

اس کے علاوہ آپ نے دیگر مشائخ سے بھی استفادہ فرمایا۔ حضرت شیخ صدر الدین راجو قتال سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے تین سے زائد مشائخ صاحب ارشاد سے فیض حاصل کیا اور خرقہ خلافت سے بھی بہرہ ور ہوئے۔ ۴۳

سلسلہ چشتیہ میں آپ نے حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ۴۴ حضرت مخدوم کو چاروں سلاسل میں خلافت حاصل تھی۔

## نگاہ شیخ میں قدر و منزلت:

حضرت شیخ سماء الدین سہروردیؒ سے منقول ہے کہ:

ایک مرتبہ شیخ رکن الدین ابوالفتح اپنے آستانہ کی دہلیز سے باہر آرہے تھے چونکہ آستانے کا زینہ کسی قدر پست تھا۔ حضرت مخدوم فوراً لیٹ گئے اور زینے کی

بجائے اپنا سینا رکھ دیا کہ مرشد سینہ پر پاؤں رکھ کر آسانی سے اتر جائیں جب حضرت شیخ نے یہ حالت دیکھی تو انگشت شہادت دانتوں میں دبالی اور کہا کہ:

اے سید جلال الدین! نبوت کا دروازہ بالکل بند ہے وہ کسی کو نہیں ملتی تم نے ولایت و معرفت میں اپنے کو اس درجہ پر پہنچا دیا ہے کہ اس سے زیادہ انسان کے بس میں نہیں۔ اس کے بعد حضرت مخدوم کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا اور چوما اور اپنے سینہ مبارک سے لگایا۔ ۴۵

## مخدوم جہانیاں کی وجہ تسمیہ:

صاحب جواہر الاولیاء کا بیان ہے کہ آپ کو مخدوم جہانیاں اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ ایک دفعہ عید کے دن شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور شیخ صدر الدین عارف کے مزار پر گئے اور ان سے عیدی مانگی۔ آواز آئی اللہ تعالیٰ نے تمہیں مخدوم جہانیاں بنا دیا آپ کی یہی عیدی ہے۔ پھر آپ حضرت شیخ رکن الدین کے مزار پر گئے اور یہاں سے بھی عیدی طلبکی یہاں سے بھی یہی آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مخدوم جہانیاں بنا دیا ہے آپ کی یہی عیدی ہے۔ جب آپ مقبرہ سے باہر نکلے تو ہر آدمی آپ کو مخدوم جہانیاں کہتا تھا۔

## جہاں گشت:

آپ کی زندگی ایک امتیازی خصوصیت جہانوردی اور شوق سیاحت ہے۔ اس جذبہ جہاں پیمائی نے انہیں بے شمار اہل اللہ کے فیض صحبت سے مستفید ہونے کے مواقع بہم پہنچائے۔ ۴۶

پروفیسر محمد ایوب قادری مرحوم کا بیان ہے کہ:

حضرت مخدوم نے سیر و سیاحت بہت فرمائی تمام ممالک اسلامی میں گھوم

پھر کر علمائے عظام اور صوفیائے کرام سے فیوض و برکات حاصل کئے سیروا فی الارض پر عمل کرتے ہوئے دنیا کی سیاحت کی اور جہاں گشت کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ۴۷

## روضہ اقدس ﷺ سے سلام کا جواب ملنا:

حضرت مخدوم جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو وہاں کے سادات نے آپ کو سید تسلیم کرنے میں تامّل کیا۔ جب انہوں نے مباحثہ کیا تو حضرت مخدوم نے فرمایا کہ روضۂ اقدس ﷺ پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں دیکھیں کس کا جواب آتا ہے۔
چنانچہ آپ تمام سادات کو لے کر روضۂ اقدس ﷺ پر حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔
السلام علیک یا جدّی! روضہ اقدس ﷺ سے جواب آیا۔
علیک السلام یا ولدی! اس پر تمام سادات کا آپ سے عقیدہ و اعتقاد درست ہو گیا اور وہ آپ کے گرویدہ ہو گئے۔

رسالہ شرف الدین مشہدی میں مذکور ہے کہ حضرت مخدوم نے سات حج کئے ہر بار روضۂ اقدس ﷺ پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے اور سلام کا جواب پاتے۔ ۴۸

## رشد و ہدایت:

حضرت مخدوم نے سیر و سیاحت کے بعد اُوچ میں مستقل قیام فرمایا یہاں آپ کے پاس ہر وقت طالبین کا مجمع لگا رہتا تھا۔ لوگ جوق در جوق آپ کے پاس آنے لگے۔ آپ کی مجلس میں عام و خاص علماء و وزراء، سلاطین سب حاضر ہوتے۔
حضرت مخدوم ہر زبان میں گفتگو فرماتے آپ کی مجلس رشد و ہدایت خاص طور پر تہجد کے بعد منعقد ہوتی اس مجلس میں مریدین حاضر ہوتے اور تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف کی کُتب کا درس ہوتا۔ پھر اشراق کے بعد لوگ حاضر خدمت ہوتے۔ نہ صرف

ہندوستان بلکہ بیرون ملک سے بھی لوگ ظاہری و باطنی تعلیم حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوتے۔ آپ کی خدمت میں طلباء بھی بلاد وامصار سے حصول علم کیلئے آتے۔ حضرت مخدوم حدیث کا باقاعدہ درس دیتے تھے اور صرف ونحو کے مطابق شرح بیان کی جاتی تھی۔ حضرت مخدوم کے مدرسہ میں قرآن مجید، تفسیر مدارک، صحاح ستہ، مشارق الانوار، شرح کبیر، فقہ اکبر اور عوارف المعارف کا باقاعدہ درس ہوتا تھا۔ خاص مریدوں کیلئے تہجد اور عموماً فجر کے بعد درس شروع ہوتا۔

حضرت مخدوم نے رشد و ہدایت کے ذریعہ ایک دنیا کو صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔ اُوچ سندھ گجرات میں آپ کے ذریعہ اسلام کی خوب نشر و اشاعت ہوئی۔ برے بڑے خانوادوں کے سرپرست اپنے قبیلوں کی معیت میں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔

صاحب آب کوثر آپ کی تبلیغی کوششوں کا جائزہ لیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

مغربی پنجاب کے جن قبیلوں نے حضرت مخدوم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، بہاولپور کے سرکاری گزٹ میں ان کی فہرست موجود ہے۔ ان قبیلوں کی تعداد آٹھ تک پہنچتی ہے اور ان میں کھرل راجپوتوں کا مشہور اور بڑا قبیلہ بھی شامل ہے۔ آپ کا فیض ہندوستان کے سب علاقوں میں پھیلا ہوا تھا۔[۴۹]

حضرت مخدوم کا اپنے دور کے تمام مسلمان حکمرانوں پر بڑا اثر تھا اور ہر علاقہ کے حکام آپ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا سعادت سمجھتے تھے۔ جب فیروز شاہ تغلق نے ٹھٹھہ پر حملہ کیا تو حضرت مخدوم نے وہاں پہنچ کر جام بابینہ سے اس کی صلح کرا دی۔ گجرات کے سلطان مظفر کو اس کی سلطنت کی خوشخبری آپ نے ہی دی تھی۔

بادشاہوں کے ساتھ آپ کے تعلقات طلب جاہ و مال کیلئے نہ تھے۔ بلکہ محض خدمتِ خلق اور اصلاح و معاشرہ کیلئے تھے۔

## کمالِ انکساری:

ایک مرید نے حضرت مخدوم کی شان میں مدح لکھی اور قطب عالم شیخ الشیوخ، اور سید السادات کے القابات لکھے تو آپ نے سن کر فرمایا۔ مجھ کو گدائے عالم کہو۔ آپ کی انکساری کا یہ عالم تھا کہ جنگل سے لکڑیاں وغیرہ بھی خود چن کر لے آتے۔

## اولیاراہست قدرت ازالہ:

مولانا شہاب الدین برہان سے منقول ہے کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں حضرت مخدوم اوچ کی جامع مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے۔ اور چند درویش بھی ساتھ تھے اور بعض طالب علم بھی درویشوں کی طرح معتکف تھے۔ اچانک اوچ کا حاکم جس کا نام سومرو تھا حضرت مخدوم سے ملاقات کیلئے مسجد میں آیا۔ جب اس نے حضرت کے چاروں طرف درویشوں کی کثرت دیکھی تو ان میں سے بعض کو باہر نکالنے لگا حضت مخدوم نے فرمایا اے سومرو! شاید تو پاگل ہو گیا ہے کہ درویشوں سے الجھتا ہے۔ یہ سن کر اس نے اسی وقت جو کپڑے پہنے ہوئے تھے پھاڑ دیئے اور دیوانہ ہو گیا۔ تمام شہر میں شور مچ گیا۔ چنانچہ اس کو زنجیروں سے باندھ دیا گیا۔ چند دن کے بعد اس کی والدہ روتی ہوئی آئی اور حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عاجزی سے عرض کیا کہ:

حضرت مخدوم جہانیاں آپ کا کرم تمام مخلوق پر عام ہے یہ جوان مجھ بوڑھی کو کو بخش دیجئے اس پر حضرت مخدوم نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ اس کو غسل دلائیں اور لباس پہنا کر حضرت خنداں رو کے مزار پر لے جائیں اور پھر میرے پاس لائیں فوراً ایسا ہی کیا گیا جب اس کو حضرت مخدوم کے پاس لایا گیا اس نے زمین پر سر رکھ دیا اور قدموں کی خاک کو بوسہ دیا اور اپنی اصلی حالت پر آ گیا اور مرید ہو کر مقبولان خاص

میں ہوا۔ ۵۰

## حضرت کے اسم کی تاثیر:

صاحب جواہر الاولیاء کا بیان ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد حضرت کے ان اسماء کی دس بار تلاوت کرے گا اس ک دینی و دنیاوی حاجات روا ہوں گی۔ ۵۱

یا مخدوم جہانی، یا قطبی، یا غوثی، یا ولدِ اُولا درسُولی۔

## وصال مبارک:

حضرت مخدوم نے اٹھہتر سال کی عمر میں چاہر شنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ وصال فرمایا عید الاضحیٰ کی نماز پڑھ کر حضرت مخدوم کی طبیعت خراب ہوئی اور غروب آفتاب کے وقت رشد و ہدایت اور علم و فضل کا یہ آفتاب بھی غروب ہو گیا۔

تاریخ وصال مخدوم ۷۸۵ اہل جہاں سے برآمد ہوتی ہے۔

## تصنیف و تالیف:

آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

(۱) راحت الجلالی۔ (۲) اربعین صوفیاء۔ (۳) رسالہ اعمال و اشغال فارسی رسالہ مکیہ آپ کے ملفوظات، حالات و مناقب کے ضمن، جامع العلوم، سراج الھدایہ، مقرر نامہ خزانہ جلالیہ، جواہر جلالی، مظہر جلالی، مناقب قطبی، سفر نامہ اور فوائد المخلصین کے نام مشہور ہیں یہ کتابیں قلمی صورت میں کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

## خلفاء عظام:

آپ کے خلفاء کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ چند اکابر خلفا کے نام درج ذیل ہیں۔ حضرت شیخ صدر الدین راجو قتال سہروردیؒ (حضرت مخدوم کے بعد سجادہ نشین ہوئے) سید ناصر الدین محمود بخاری فرزند ارجمند، شیخ فخر الدین تھنغری، شیخ محمد نقی

گازرونیؒ مولانا شمس الدین، شیخ شرف الدین، مولانا حسام الدین بکھری، شیخ شمس الدین مسعود عراقی، مولانا تاج الدین مانک پوری، مولانا رکن الدین دیبال پوری شیخ محمد ظفاری، شیخ اشرف جہانگیر سمنانی، سید محمد شیرازی، سید علاء الدین حسینی (صاحب جامع العلوم) سید فضل اللہ عباسی (صاحب جواہر جلالی) سید حسن مشہدی۔

**ملفوظات:**

(۱)۔فرمایا کہ سالک کیلئے دس باتیں ضروری ہیں۔

(۱) نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دوستی کرے۔ (۲) تدبر و تفکر کرے اپنے نفس کو نصیحت کرے پھر خلق کو نصیحت کرے۔ (۳) قرآن شریف کی تلاوت کثرت سے کرے۔ (۴) اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کرے۔ (۵) قرآن مجید کے امر و نواہی کی رعایت کرے۔ (۶) اللہ تعالیٰ سے شرم کرے کہ وہ بندے کو ہر حال میں دیکھتا ہے۔ (۷) جو کچھ ملے اسے خرچ کرے۔ (۸) وصول رب کی کوشش کرے۔ (۹) تھوڑے پر راضی رہے۔ (۱۰) قناعت اختیار کرے۔

(۲)۔انسان کو چاہئے کہ سعی و کوشش کرے صرف نسب پر کنایت نہ کرے اور دین کے کام میں ناز نہ کرے۔

(۳)۔جس وقت طالب کمال کو پہنچتا ہے تو سوائے خدا کے اور کوئی دل میں نہیں رہتا۔

(۴)۔وضو فصل ہے اور نماز وصل ہے۔

(۵)۔جب تو چاہے کہ کاہل نفس کو عبادت میں لائے تو تجھے چاہئے کہ کلمہ تجید کو زیادہ پڑھے تاکہ مقصد حاصل ہو اور طاعت کی رغبت ہو۔

(۶)۔کامل عالم، گویا طبیب حاذق ہے۔

(۷)۔فرمایا کہ نادیدہ گواہی نہیں دینی چاہیے۔

(۸)۔طالب کو شریعت کا پورا پورا اتباع کرنا چاہئے اس کے بعد اسکو طریقت کا راستہ ملے گا۔

(۹)۔علم کے بغیر خلوت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

(۱۰)۔ہمیشہ اپنے نفس کو نصیحت کرتے رہو تا کہ دونوں جہانوں کی سعادت حاصل ہو اور حضور ﷺ کی سنت کی پیروی کرو تا کہ سرمدی سعادت و کرامت نصیب ہو۔

(۱۱)۔غائبانہ نماز جنازہ حنفی مذہب میں درست نہیں ہے۔

(۱۲)۔صدیق صیغہ مبالغہ اور اس کی دو وجہ اشتقاق ہیں۔

(۱)ھوذکرالمحبۃ۔(۲)ھوکثرۃ التصدیق۔

فرمایا کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیقؓ میں دونوں باتیں موجود تھیں کہ کثرت محبت بھی اور کثرت تصدیق بھی۔

(۱۳)۔اعتکاف تزکیہ نفس کے واسطے ہوتا ہے۔

(۱۴)۔ایک زائر رمضان المبارک میں پھول لایا تمام حاضرین کو سونگھنے کا حکم دیا کہ مخالف روافض ہو کیونکہ وہ پھول کا سونگھنا ناقص صوم جانتے ہیں۔

(۱۵)۔صبح کو سونا مکروہ ہے اس سے تین چیزیں۔تنگی عیش۔کوتاہی عمر اور قلت معاش پیدا ہوتی ہے۔

تقویٰ کی تین اقسام ہیں۔

(i)۔تقویٰ عام کہ کفر گناہ اور بدعت سے بچنا چاہئے۔

(ii)۔تقویٰ خاص کہ لایعنی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(iii)۔تقویٰ خاص الخاص کہ ماسوائے اللہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۱۶)۔جب سالک میں بے ادبی آجاتی ہے تو وہ محجوب ہو جاتا ہے۔

(۱۷)۔قیامت کے دن نسب نفع نہ دیں گے۔اس دن اعمال کام آئیں گے اور

فرمایا۔ کہ سیدوں کو سیادت نفع نہ دے گی جب تک عمل صالح نہ ہو۔

(۱۸)۔ نسب پر فخر نہ کرنا چاہئے اور عمل کی کوشش کرنی چاہئے قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا تو نسب منقطع ہو جائیں گے۔

(۱۹)۔ فضائل صحابہ میں بہت حدیثیں ہیں ہم سارے صحابہ کو دوست رکھتے ہیں اور کسی ایک صحابی سے بے زار نہیں ہیں۔ ہم ان کی اقتداء کرتے ہیں اور رافضی صحابہ کو دشمن رکھتے ہیں۔

(۲۰)۔ عالم کو عامل ہونا چاہئے جو عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے وہ مسخرہ ہے تین آدمیوں سے ڈرنا چاہئے۔ (۱) جاہل پیر۔ (۲) دنیادار عالم۔ (۳) جابر حاکم۔

(۲۳)۔ نفس عارضی حظ اور لذت کو چاہتا ہے۔

(۲۴)۔ ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ گفتار و کردار و رفتار میں پیغمبر ﷺ کا پیرو کار ہو۔

(۲۵)۔ جس وقت طالب کمال کو پہنچتا ہے تو سوائے خدا کے اور کوئی دل میں نہیں رہتا۔

(۲۶)۔ دعا قضائے مُبرّم کو بدل دیتی ہے۔

(۲۷)۔ پابندی نماز، تمام افعال و اعمال کے مقابلہ میں ضروری ہے۔

(۲۸)۔ ایسا علم ہونا چاہئے کہ جس پر عمل ہو سکے اور آخرت میں وہ علم مفید ہے۔

(۲۹)۔ ہمیشہ اس بات میں کوشش کرنی چاہئے کہ اہل صفا کے زمرہ میں شامل ہو جائے یعنی عمل میں کوشش کرنی چاہئے اور مجاہدہ میں رہنا چاہئے۔

(۳۰)۔ جب تجھے چاہئے کہ کاہل نفس کو عبادت میں لائے تو تجھے چاہئے کہ کلمہ تجید کو زیادہ پڑھے۔

(۳۱)۔ طالب کو چاہئے کہ راہ مولیٰ اختیار کرے تاکہ مقصود کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ کا راستہ دو چیزوں کے ذریعہ ہاتھ آتا ہے۔ اول معاملات پر صبر کرنا۔ دوسرا اللہ تعالیٰ پر امید

رکھنی جسے یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے اسے معرفت میں کمال حاصل ہو جاتا ہے۔

(۳۲)۔کامل عالم گویا طبیب حاذق ہے۔

(۳۳)۔ملوک اغنیا کی صحبت سے پرہیز کرے۔سالک کو چاہئے اس وقت زمانہ کے دنیاداروں اور بادشاہوں کے گروہ سے کوئی چیز قبول نہ کرے۔

(۳۴)۔چند چیزوں کو غنیمت جانو۔

(i)۔جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔

(ii)۔بیمار سے پہلے تندرستی کی حالت میں عبادت کرنا۔

(iii)۔دنیوی نعمت کے خاتمہ سے پہلے خیرات کرنا۔

(iv)۔زندگی کو موت آنے سے پہلے۔

(۳۵)۔ہر حال میں قانع رہنا چاہئے۔

(۳۶)۔جہاں تک ہو سکے اوقات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔حق تعالیٰ ہمیں شریعت پر ثابت قدم رکھے۔اپنے دیدار سے مشرف فرمائے اور ہماری عاقبت بخیر کرے۔

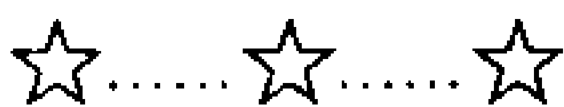
(۳۷)۔حضرت مخدوم نے فرمایا کہ نادیدہ گواہی نہیں دینی چاہئے۔

(۳۸)۔مسلمان کی یہ صفت ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو رنج نہ پہنچے۔

(۳۹)۔خط کا جواب دینا سلام کے جواب کی طرح ضروری ہے۔

(۴۰)۔اول علم حاصل کرنا چاہیے اس کے بعد عمل، کیونکہ علم درخت کی مانند ہے اور عمل پھل ہے۔

(۴۱)۔کسی سے مناظرہ اور جھگڑا نہ کرنا چاہئے کہ اس سے عداوت ہوتی ہے۔



# حضرت شیخ صدرالدین راجو قتال سہروردیؒ

## ولادت باسعادت:

آپ ۲۶ شعبان المعظم ۷۳۰ھ میں اُوچ میں پیدا ہوئے۔ آپ سید احمد کبیرؒ کے فرزند اصغر اور حضرت مخدوم جہانیاں کے برادر حقیقی اور خلیفہ اجلؒ تھے۔

## تحصیل علوم ظاہری وباطنی:

آپ نے جملہ علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد کی زیر نگرانی وسرپرستی میں مکمل کی۔ مرآۃ العالم میں تحریر ہے کہ:

صدرالدین راجو قتال اپنے والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے اور اپنے بڑے بھائی مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے بھی خرقہ خلافت پایا ان کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ۵۲؎

صاحب ثمرات القدس کا بیان ہے کہ:

وے جامع علوم ظاہری وعلوم اصول ومعاملات اور ارشادات میں جامع تھے اور ہندوستان کے اجل مشائخ میں سے تھے۔

صاحب سیر العارفین کا بیان ہے کہ:

حضرت مخدوم کے برادر صوری ومعنوی اور مرید وخلیفہ حضرت سلطان المشائخ شیخ صدرالدین کہ جن کا عرف شیخ راجو قتال ہے بالخصوص مشہور ہیں۔ ان کے

کمالات کا آفتاب بے زوال ہے۔ علوم ظاہر و باطن میں بہت صاحب کمال و حال تھے۔ کوئی شخص اس آفتاب کو دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتا تھا۔۵۴

آپ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ مخدوم جہانیاںؒ کی صحبت میں بسر کیا اور سفر و حضر میں حضرت مخدوم کے فیوض ظاہرہ و باطنہ سے بہرہ ور ہوتے رہے۔۵۵

حضرت مخدوم فرماتے تھے کہ: خالق حقیقی نے ہم کو امور خلقت میں مشغول کیا اور برادرِ عزیز کو اپنی ذات کے عشق میں مستغرق کر رکھا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی آپ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ:

سید صدر الدین پر ہمیشہ استغراق کی کیفیت طاری رہتی تھی اور لوگوں سے بالکل علیحدہ اور جدا رہتے تھے۔۵۶

صاحب مرآۃ الاسرار نے آپ کا نام ان القابات کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

آں معدن عشق و انوار، آں مست شراب بے خمار، آں ہمدم نسیم وصال، قطب ولایت سید صدر الدین راجو قتال قدس سرہٗ۔

## راجو قتال کی وجہ تسمیہ:

صاحب سیر العارفین کا بیان ہے کہ:

ان کو قتال اس لئے کہتے تھے کہ جو کچھ ان کی زبان مبارک سے ادا ہوتا وہی وقوع پذیر ہوتا۔۵۷

صاحب آبِ کوثر شیخ محمد اکرم مرحوم تحریر کرتے ہیں کہ:

انہوں (صدر الدین راجو قتال) نے بڑی ریاضتیں اور مجاہدے کئے تھے اس لئے انہیں قتال یعنی قتالِ نفس کہتے ہیں۔۵۸

صاحب مرآۃ الاسرار قتال کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ:

آپ بڑے بلند مرتبہ اور متجاب الدعوات تھے۔ قہر یا لطف میں آپ کی زبان سے جو کچھ نکلتا فوراً ہو جاتا تھا۔۵۹

مسعود حسن شہاب مرحوم تحریر کرتے ہیں کہ:

چونکہ آپ کی طبیعت میں جلال کا عنصر غالب تھا اس لئے قتال کے لقب سے مشہور ہوئے۔۶۰

ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم نے اس ضمن میں صاحب مناقب الولایت کی یہ رائے پیش کی ہے کہ یہ لفظ راجن کتال ہے قتال نہیں یہ سریانی زبان کا لفظ ہے۔ سریانی میں کتال کے معنی بزرگ اور راجن کے معنی ہیبت ناک ہیں۔۶۱

حضرت سید محمد ذوقی شاہ صاحب چشتی صابریؒ جو کہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی اولاد میں سے ہیں فرمایا کرتے تھے کہ آپ کا لقب قتال اس لئے ہے کہ آپ مریدین سے نہایت سخت مجاہدہ لیتے تھے۔ اوچ شریف میں آپ کا مزار حضرت راجن قتال کے نام سے مشہور ہے۔

## رشد وہدایت:

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری کے وصال کے بعد آپ ان کی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور ایک جہاں آپ سے فیض یاب ہوا آپ کے ذریعہ اسلام کی خوب نشر و اشاعت ہوئی۔

صاحب آب کوثر کا بیان ہے کہ:

آپ کا اصل کام اوچ میں اشاعت اسلام اور گجرات وغیرہ کے صاحب ہمت بزرگوں کی تربیت ہے۔ جنہیں آپ نے علوم باطنی سے مالا مال کر کے گجرات کے قدیمی دارالخلافہ میں اشاعت اسلام کیلئے بھیجا۔۶۲

تاریخ محمدی میں تحریر ہے کہ:

مخدوم جہانیاں کے سلسلہ کے اکثر لوگ شیخ راجو قتال کے ذریعہ داخل سلسلہ ہوئے اور بعض آپ کے فرزند شیخ ناصر الدین محمود کی وساطت سے۔ ۶۳

مولانا نور احمد خان فریدی مرحوم نے ملفوظات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

حضرت شیخ صدر الدین راجو قتال کے دست حق پرست پر تین لاکھ چالیس ہزار اشخاص نے بیعت کی تھی۔ ۶۴

اسلام میں داخل فرمانے کے بعد نومسلموں کی تعلیم و تربیت بھی فرماتے تھے۔ ایک شخص دین محمد جو پہلے ہندو مذہب سے تعلق رکھتا تھا اس کا حال صاحب مناقب الولایت اسی طرح تحریر کرتے ہیں کہ:

ہندو مذکورہ صرف گفتگو سنتے ہی مسلمان ہوگیا۔ اس کا نام دین محمد رکھا۔ اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور سہروردیہ طریقہ میں داخل فرمایا۔ اس کی تمام جماعت مسلمان ہوگئی ان پر دینِ اسلام برہن اور قوی کر دیا۔ ۶۵

## نواہون کا مقدمہ:

صاحب آبِ کوثر کا بیان ہے کہ سیر العارفین میں آپ کی جلالت شان اور شدت حال کے کئی مظاہرے بیان ہوئے ہیں لیکن آپ کی اس رنگ طبیعت اور سہروردیوں کے تبلیغی اسلامی جوش کا اندازہ نواہون نامی ہندو داروغہ جو اوچ میں تعینات تھا کے واقعہ سے ہوسکتا ہے جسے مسلمان بنانے یا کم ازکم ثابت کرنے کیلئے سید راجو قتالؒ نے دہلی کا سفر کیا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ:

جب حضرت مخدوم جہانیاںؒ شدید بیمار تھے تو وہاں کا ہندو تحصیلدار نواہون حضرت مخدوم کی عیادت کیلئے آیا اور دوران گفتگو کہنے لگا۔

خدا تعالیٰ حضرت مخدوم راصحت دہد ذات پاک مخدوم ختم اولیا است چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم انبیاء بود۔

خدا تعالیٰ حضرت مخدوم کو صحت دے مخدوم کی ذات پاک ختم اولیاء ہے جیسے محمد ﷺ ختم انبیاء تھے۔

نواہون کے اس فقرے پر سید راجو قتالؒ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی ماننے پر تم مسلمان ہو گئے ہو۔ اب اس کا اعلان عام کر دو اور اسلام کے احکام بجالاؤ۔ نواہون نے انکار کیا تو اس پر مرتد ہونے کا الزام لگایا۔ نواہون بھاگ کر دہلی پہنچ گیا۔ اسی اثنا میں مخدوم جہانیاںؒ کا انتقال ہو گیا۔ سویم کے بعد حضرت راجو قتال گواہوں کو ساتھ لے کر دہلی پہنچے۔ اگر چہ دہلی کے بعض علماء نے ان کے خیال کی تائید نہیں کی مگر حضرت راجو قتالؒ نے سلطان فیروز شاہ کے ذریعہ نواہون کو ارتداد کے الزام میں قتل کرادیا۔ ۶۶

## نگاہ کا تازیانہ:

حضرت مخدوم سید جلال الدین مخدوم جہانیاںؒ کے پاس ایک ہندو جن آیا اور مسلمان ہو گیا اور مرید ہوا۔ حضرت مخدوم نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ تھوڑے عرصہ میں اس کی شہرت بڑھ گئی اور قوم جنات میں اس کا چرچا ہونے لگا۔ ایک دفعہ یہ جن حضرت شیخ راجو قتالؒ کی خدمت میں جا کر شیخی کرنے لگا آپ نے اس کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا اسی وقت وہ گر پڑا اور چلانے لگا۔ میں جل گیا، میں جل گیا۔ لوگوں نے پانی کی مشکیں بھر کر اس پر گرائیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور وہ اسی وقت مر گیا۔ ۶۷

## وصال مبارک:

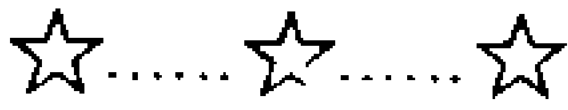
آپ کا وصال مبارک بروز منگل ۱۶ جمادی الآخر ۸۲۷ھ میں ہوا۔ مزار

مبارک اوچ شریف ضلع بہاولپور میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

**خلفاء:**

آپ کے خلفاء کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔ درج ذیل خلفاء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مخدوم فضل الدین بن ناصر الدین محمود بخاری سہروردی، شیخ کبیر الدین اسماعیل بخاریؒ، شیخ علاء الدین، شیخ اسماعیل قریشی ثمرقندیؒ، شیخ برہان الدین قطب عالم شاداوٗد قریشی، حاجی سید عبدالوہاب شاہ، بداحمد مخدوم جہاں شاہ، شیخ سارنگؒ۔



# شیخ الاسلام حضرت رکن الدین اسماعیل قریشی سہروردیؒ

## تعارف:

آپ شیخ الاسلام صدر الدین محمد سہروردی سجادہ نشین درگاہ غوثیہ (غوث العالم بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردیؒ) ملتان کے اکلوتے صاحبزادے تھے ۷۶۶ھ میں والد ماجد کے انتقال کے بعد آبائی مسند پر رونق افروز ہوئے۔ آپ کے سن شعور میں حضرت مخدوم صدر الدین راجو قتال سہروردیؒ کی درویشی کا بڑا چرچا تھا آپ اگرچہ مخدوم صاحب کے پیرزادگان میں سے تھے لیکن روحانی فیوض و برکات کیلئے ان کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ ۶۸

## بیعت وخلافت:

آپ حصول فیض کیلئے حضرت سید صدر الدین راجو قتالؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت مخدوم صدر الدین راجو قتالؒ نے پیر خانے کے اس ہونہار فرزند کی تربیت میں بڑی دلچسپی لی اور کامل محبت وشفقت سے انہیں علوم باطنی کا درس دیا اور خرقہ خلافت وبیعت سے سرفراز فرمایا۔ ۶۹

## رشد وہدایت:

مولانا نور احمد خان فریدی مرحوم کا بیان ہے کہ:

حضرت راجن قتالؒ نے بڑی محبت اور شفقت سے آپ کی تربیت کی اور

تھوڑے عرصہ میں ہی آپ کو سلوک کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ آپ کا روحانی سلسلہ بے حد وسیع ہے۔ حضرت غوث العالم کے صاحب سجادہ ہونے کے باعث ہزاروں گم گشتگان بادیہ ضلالت آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر نیکی کی طرف مائل ہوئے۔

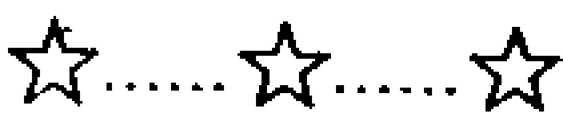
**سیاسی حالات:**

آپ کے زمانہ میں دہلی کی سلطنت کمزور ہو چکی تھی بیک وقت دو بادشاہوں کا سکہ چل رہا تھا۔ مغلوں نے تیمور لنگ کی کمان میں پھر ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ امیر تیمور کے بھانجے مرزا محمد جہانگیر نے ملتان پر حملہ کر کے اسے محاصرہ میں لے لیا۔ اہل ملتان نے چھ ماہ تک مقابلہ کیا۔ آخر کار ملتان فتح ہو گیا۔ اس نے جی بھر کر کو شہر کو لوٹا۔ یہاں سے تلمبد کو فتح کرتے ہوئے تیمور کے ساتھ دہلی پہنچا اور دہلی کو تاخت وتاراج کرتے ہوئے ۱۹ جمادی الآخر ۸۰۱ھ کو کوٹ نگر کے راستہ افغانستان واپس ہو گیا۔

**وصال مبارک:**

اس حادثہ کے چند ماہ بعد اسی سال حضرت رکن الدین اسماعیل قریشی سہروردی کا وصال ہو گیا۔ مرقد انور ثمر قند میں واقع ہے۔ ۷۰

آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند شیخ الاسلام عماد الدین سہروردی مسند نشین ہوئے۔ ۷۱



# شیخ الاسلام حضرت عماد الدین سہروردیؒ

## تعارف:

شیخ الاسلام عماد الدین قریشی سہروردی حضرت شیخ الاسلام رکن الدین اسماعیل ثمرقندی سہروردیؒ کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار کے زیر سایہ ہوئی۔ آپ کی بیعت و خلافت بھی اپنے والد ماجد سے تھی ان کے وصال کے بعد مسند غوثیہ ملتان کے سجادہ نشین ہے۔ ایک جہان نے آپ سے فیضان حاصل کیا اور سلسلہ سہروردیہ کی خوب نشر و اشاعت ہوئی۔

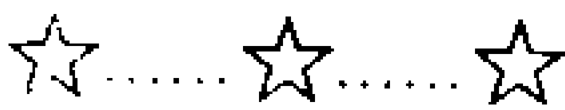
## شاہان وقت کی عقیدت:

خضر خان کو آپ سے بہت عقیدت تھی۔ اس نے آپ کو شیخ الاسلام کا منصب عطا کیا۔ ۸۲۸ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان مبارک شاہ تخت نشین ہوا اس نے اپنی بہادری سے کھوئے ہوئے علاقے دوبارہ واپس کر لئے شیخ علی صوبیدار کابل کو شکست دے کر فتح یاب ہو کر ملتان حضرت غوث العالمین بہاء الدین زکریا ملتانیؒ اور شیخ محمد یوسف گردیزی کے مقابر پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھی۔ شیخ الاسلام عماد الدین اور سجادہ نشین آستانہ یوسفیہ کو خلاع فاخرہ اور مادہ فیل نذر کی۔ مجاوروں اور درویشوں کو انعام و اکرام سے راضی کر کے دہلی لوٹ گیا۔ تیرہ سال بعد یہ بادشاہ بھی راہیِ ملک عدم ہوا۔ اس کے بعد ۸۴۱ھ مین اس کا بھتیجا سلطان محمد شاہ تخت نشین ہوا

اور ۸۴۸ھ میں ملتان آیا اور شیخ الاسلام عماد الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے چچا کی طرح آپ کی خدمت اور سجادہ نشین آستانہ یوسفیہ (شیخ محمد یوسف گردیزیؒ) کی خدمت میں گراں قدر خلعتیں نذر کیں اور درویشوں کو انعام واکرام سے نوازا۔

## وصال مبارک:

شیخ الاسلام حضرت عماد الدین سہروردی کی تاریخ وصال دستیاب نہیں ہوسکی۔ آپ کی مرقد انور میں اپنے آباؤ اجداد کے پہلو میں ہے آپ کے چھ بیٹے تھے۔ وصال کے بعد بڑے صاحبزادے شیخ صدر الدین حلیم سہروردیؒ سجادہ نشین ہوئے۔۲ے



# شیخ الاسلام حضرت صدرالدین حلیم سہروردیؒ

## تعارف:

آپ شیخ الاسلام عماد الدین سہروردی کے صاحبزادے تھے۔ ان کے وصال کے بعد آپ مسند غوثیہ پر متمکن ہوئے۔ آپ اپنے والد کے خلیفہ و مرید تھے اور اپنے وقت کے بزرگ ترین مشائخ میں سے تھے۔ لاتعداد مخلوق کو آپ نے ہدایت کے راستہ پر گامزن فرمایا۔ برصغیر پاک و ہند کے گوشہ گوشہ سے طالبین آپ کی خدمت میں آ کر فائز المرام ہوئے۔ سندھ میں آپ کا بہت اثر رسوخ تھا۔ اور یہاں مریدین کا وسیع سلسلہ تھا۔ تبلیغ دین کیلئے گاہے بگاہے آپ سندھ کا سفر اختیار فرماتے تھے۔

## حلیم کی وجہ تسمیہ:

مولانا نور احمد خان فریدی مرحوم کا بیان ہے کہ حلیم کا لقب آپ کے سفر سندھ کی یادگار ہے۔ آپ میر علی شیر قانع ٹھٹھہ کے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں کہ:

ایک دفعہ شیخ الاسلام صدر الدین ثالث شیخ محمد حسین شاہ گجراتی کے ہمراہ ٹھٹھہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھنے جا رہے تھے کہ آپ نے راستہ میں شاہ صاحب سے نہایت لطیف پیرایہ میں پوچھا کہ پیر چہ چیز را باید گفت۔

شاہ صاحب نے ادھر ادھر دیکھا اتفاق سے مردہ بلی کے ایک خشک ڈھانچہ پر نظر جا پڑی شاہ صاحب نے اس پر توجہ کی اور فرمایا برخیز، شاہ صاحب کا کہنا تھا کہ بلی

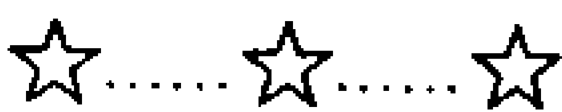
زندہ ہو کر بھاگ گئی اور فرمایا کہ پیری ایں است۔ شیخ الاسلام خاموشی سے راستہ طے کرتے رہے جب مسجد کی دہلیز پر پہنچے تو خادم سے فرمایا کہ بازار سے ایک جاہل کافر خرید لا۔ چنانچہ خادم نے تھوڑی سی دیر میں ایک برہمن کو لا کر پیش کر دیا۔ آپ نے اس پر ایک توجہ فرمائی اور اسے منبر پر بٹھا کر فرمایا۔ ''وعظ کر'' برہمن نے کھڑے ہو کر بسم اللہ شریف کے چودہ معنی بیان کیے اور اس فصاحت و بلاغت سے تقریر کی کہ حاضرین دنگ رہ گئے۔ اب شیخ الاسلام شاہ صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ مُردوں کو زندہ کرنا بدعت ہے۔ اس سے مردہ کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ سکرات کی تلخی سے دوبارہ گزرتا ہے البتہ مردہ دلوں کو زندہ کرنا ہمارے مشائخ کا طریقہ رہا ہے شاہ صاحب کو یہ جواب بڑا پسند آیا انہوں نے فرمایا کہ آپ تو حلیم ہیں۔

اس پر شیخ الاسلام نے فرمایا آپ مشائخ کی مراد ہیں۔ یہ الفاظ ان بزرگوں کی زبان سے کچھ ایسے وقت میں نکلے کہ یادگار زمانہ بن کر رہ گئے۔

شیخ الاسلام صدر الدین حلیم اور سید محمد حسین مراد شاہ کے لقب سے پکارے جانے لگے رحمھم اللہ علیہم اجمعین یہ واقعہ ٹھٹھہ کی مشہور مسجد ولی نعمت میں ہوا۔

## وصال مبارک:

آپ کی تاریخ وصال کسی تذکرہ سے نہیں مل سکی۔ مولانا فریدی کا بیان ہے کہ جن دنوں بہلول لودھی دہلی کا بادشاہ بنا انہی دنوں میں حضرت شیخ الاسلام صدر الدین حلیم کی وفات واقع ہوئی۔ آپ ملتان میں اپنے آباؤ اکرام کے پہلو میں سپردِ خاک ہوئے۔



# شیخ الاسلام محمد یوسف قریشی سہروردیؒ

## تعارف:

شیخ الاسلام صدرالدین حلیم سہروردیؒ کی اولاد نرینہ نہیں تھی چنانچہ انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی شیخ الاسلام محمد یوسف قریشی کی روحانی تربیت فرمائی اور آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت شیخ محمد یوسف قریشی سہروردیؒ مسندِ غوثیہ ملتان کے سجادہ نشین ہے۔ آپ ہردلعزیز اور مقبول خلایق تھے اور معرفت الٰہی میں خاص مقام کے مالک تھے۔ ریاضات و مجاہدات میں رفیع الشان تھے اور صاحب مستجاب بزرگ تھے لوگ دینی اور دنیاوی حاجات کیلئے آپ کی طرف رجوع کرتے۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی ترویج وترقی میں آپ نے اہم خدمات سرانجام دیں۔

## فرمانروائے ملتان:

شیخ الاسلام محمد یوسف قریشی جب مسندِ غوثیہ پر جلوہ گر ہوئے یہ وہ زمانہ تھا کہ دلی کی حکومت برائے نام رہ گئی تھی ۸۴۷ھ میں سلطان علاء الدین کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر مغل فوج جو کابل، غزنی اور قندھار میں متعین تھی۔ متحد ہو کر ملتان پر حملہ آور ہوئی۔ یہاں کوئی حاکم نہیں تھا جو اس طوفان کا مقابلہ کرتا۔ مغل بلا مزاحمت اندر گھس آئے اور شہر کو ایسا لوٹا کہ بس قیامت آگئی سارا شہر تباہ و برباد ہو گیا۔ مغلوں سے جو کچھ اٹھ سکا اٹھا لے گئے اور باقی کو جلا کر راکھ کر دیا۔

اس مصیبت کبریٰ کے بعد جب اہلِ ملتان کے ہوش بجا ہوئے تو انہوں نے مل کر صلاح و مشورہ کیا کہ اپنا خود مختار حاکم بنایا جائے جو یہاں کا خاطر خواہ انتظام

کرے۔ اس سلسلہ میں کئی نام پیش ہوئے ان میں شیخ محمد یوسف قریشی سہروردی کا نام بھی تھا۔ ان کی خدا ترسی، دینداری اور انتظامی قابلیت مسلّمہ تھی اور شہر بھر میں ہر دلعزیز تھے سب نے باتفاق رائے آپ کو اپنا بادشاہ بنالیا بقول مولانا ذکاء اللہ ۸۴۷ھ میں شیخ محمد یوسفؒ کی تخت نشینی عمل میں آئی۔

الغرض ملتان اوچ اور مضافات کے قصبات میں شیخ محمد یوسف کا خطبہ پڑھا گیا آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے حسن انتظام سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کرلیا۔ ۵ ے

## بغاوت:

چونکہ یہ طوائف الملوکی کا زمانہ تھا۔ دلی کے تخت کا رُعب اٹھ چکا تھا۔ اس لئے ہر سردار جس کی تھوڑی سی جمعیت تھی بادشاہی کے خواب دیکھنے لگا سیوی (سندھ) میں رائے سہرہ نامی ایک لنگاہ سردار کے دل میں بھی ہوس کا رنگ جھوم اٹھا۔ حضرت شیخ یوسف قریشیؒ کی حکومت اس کی نگاہوں میں خار کی طرح کھٹکنے لگی راۓ سہرہ کو علی الاعلان تو جنگ کی ہمت نہ ہوئی۔ اس نے ایک حکمت عملی تشکیل دی اور حضرت کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ:

ہم باپ دادا کے وقت سے آپ سے سلسلہ اعتقاد رکھتے چلے آئے ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ دہلی کی سلطنت فتنہ و فساد سے پر ہے اور اسی دوران میں بہلول افغان نے دہلی میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا ہے۔ مناسب ہے کہ آپ قوم لنگاہ کی خاطر کریں ۶ ے اور اسے اپنے لشکر میں شامل کریں تا کہ ضرورت کے وقت یہ جان سپاری کریں۔

بالفعل ارادت کی پختگی کیلئے اپنی لڑکی آپ کی زوجیت میں دیتا ہوں۔

حضرت مخدوم یوسف قریشی اس کی سازش سے قطعاً بے خبر تھے۔ آپ نے اس کی

درخواست کو قبول کر کے اس کی لڑکی کو سلاطین کی رسم کے مطابق نکاح کر کے حرم میں داخل کر لیا۔ ابھی دو سال ہی گزرے تھے کہ رائے سہرہ اپنے جنگ آزما جوانوں کو جمع کر کے ملتان پر چڑھ آیا اور عرض کی کہ اس دفعہ میں اپنی قوم کے جنگجو مرد ہمراہ لایا ہوں تا کہ آپ میری جمعیت دیکھ کر لائق خدمات تجویز کریں۔ حضرت مخدوم اپنی نیک دلی کے سبب رائے سہرہ کے دھوکہ میں آ گئے اور وہ بلا کسی مزاحمت کے ملتان کے قلعہ تک آ پہنچا۔ اور اپنی سوچی سمجھی سکیم کے تحت قلعہ کے اندر داخل ہو گیا۔ اور اندر جا کر ایک ڈرامہ رچایا۔ ۷ے حضرت مخدوم اپنے اوراد و اشغال میں مشغول تھے کہ دفعۃً اپنے لشکر کے ساتھ حضرت مخدوم کے سر پر جا پہنچا اور آپ کو گرفتار کر لیا۔ اور محل میں ہی نظر بند کر دیا گیا۔ اور خود سلطان قطب الدین کے لقب سے تخت نشین ہو گیا۔ اور جب حضرت مخدوم کی طرف سے کسی خطرہ کا امکان نہ رہا ایک دن انہیں خاموشی کے ساتھ قلعہ ملتان سے نکل جانے کی اجازت دے دی۔ ۸ے

حضرت مخدوم یہاں سے ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر دہلی روانہ ہو گئے۔

## شیخ الاسلام دہلی میں:

شیخ الاسلام مخدوم محمد یوسف قریشی سہروردیؒ جب دہلی پہنچے تو سلطان بہلول لودھی نے ان کا بڑا احترام کیا اور ان کے بیٹے عبداللہ کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر دی۔ شیخ محمد یوسفؒ کو رائے سہرہ کی کور نمکی سے جو دھچکا لگا تھا اسکا زخم سلطان بہاول کے الطاف شاہانہ سے بھی مُندمل نہ ہو سکا اور وہ رائے سہرہ سے انتقام لینے کیلئے بے چین تھے۔ چنانچہ جب کبھی موقع ملتا وہ سلطان کو ملتان پر حملہ کیلئے مشورہ دیتے لیکن کسی مصلحت کے تحت وہ خاموش رہتا۔ رائے سہرہ ۸۶۲ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا شاہ حسین لنگاہ کے نام سے تخت پر بیٹھا۔ حضرت مخدوم کے پیہم اصرار پر سلطان بہلول نے ایک لشکر ملتان

کی مہم پر روانہ کیا لیکن اسے شکست ہوئی ۱۴۸۸ء میں سلطان بہاول فوت ہوگیا اور اس کا چھوٹا بیٹا نظام شاہ سکندر لودھی کے لقب سے تخت پر بیٹھا اس کا اور شاہ حسین لنگاہ کا آپس میں معاہدہ ہوگیا کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہیں کریں گے۔

حضرت مخدوم کی ذات اہل ملتان کیلئے سرمایۂ صد افتخار تھی۔ آپ کے عزل سے عروس البلاد ملتان پر نحوست کے بادل چھا گئے ملتان شہر شدید قحط کی لپیٹ میں آ گیا جس کی وجہ سے یہاں سے حکماء، علماء اور مشائخ عظام نقل مکانی کر گئے۔

## وصال مبارک:

حضرت مخدوم محمد یوسف قریشی جب لودھی سلاطین کی مدد سے مایوس ہو گئے تو وہ گجرات روانہ ہوئے۔ یہاں سلسلہ سہروردیہ کے باا‌ثر بزرگ حضرت قطب عالم ۹ے رہتے تھے جن کا بادشاہ بڑا احترام کرتا تھا اور یہ حضرت قطب الاقطاب رکن عالم سہروردی کے مرید در مرید تھے۔ افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی اور ابھی آپ چتوڑ ہی پہنچے تھے کہ طاہر روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا۔ آپ کا مزار انور چتوڑ (انڈیا) میں مرجع خلایق ہے۔ تاریخ وصال ۸۶۵ھ کے لگ بھگ بنتی ہے۔

آپ کے چار صاحبزادے تھے شاہ نعمت اللہ، شیخ یحییٰ، شیخ شہر اللہ اور شاہ عبداللہ قریشی۔ ۸۰

شیخ یوسف قریشی جب ملتان سے روانہ ہونے لگے تو شیخ یحییٰ کے فرزند شیخ برہان الدین اسماعیل کو ملتان چھوڑا تا کہ وہ مسندِ غوثیہ کی تولیت کے فرائض سرانجام دیتے رہیں ان کے وصال پر حضرت شیخ یحییٰ منصب سجادگی پر بیٹھے۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت شیخ شہر اللہ ملتان پہنچے اور حضرت غوث العالم، حضرت قطب الاقطاب اور مائی پاک دامن رحمھم اللہ علیہم کے سجادہ نشین قرار پائے۔

# حضرت شیخ صدرالدّین رابع المعروف مخدوم شہراللہ سہروردیؒ

## تعارف:

آپ حضرت مخدوم محمد یوسف قریشی سہروردیؒ کے فرزند اور انہیں کے مرید و خلیفہ تھے۔ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد سے حاصل کئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ لنگاہوں کی غداری کے باعث حضرت مخدوم شہراللہ اپنے والد کے ساتھ دہلی میں مقیم تھے۔ ملتان میں آپ کے بڑے بھائی حضرت شیخ یحیٰ سہروردی مسند غوثیہ کی سجادگی کے فرائض سرانجام دے رہے تھے جب ان کا وصال ہوا۔ اس وقت ملتان کے حالات سازگار ہو چکے تھے اور سلطان حسین کی طرف سے بھی کئی بار انہیں دعوت نامے وصول پائے تو حضرت دہلی سے ملتان روانہ ہوئے۔ جب ملتان پہنچے تو تمام ارادتمندوں نے شہر سے باہر آ کر حضرت کا استقبال کیا اور اپنی آبائی مسند پر لا بٹھایا۔ ۸۲

شیخ شہراللہ مخدوم نے مسندِ ارشاد پر بیٹھتے ہی خدمت خلق کا سلسلہ دراز کر دیا اور اپنے آبا وَ اجداد کی طرح ہزاروں گم گشتگان منزل کو صراط مستقیم دکھائی۔ آپ بڑے حلیم، سلیم الطبع اور متواضع تھے۔ مہمان نوازی میں فخر محسوس کرتے تھے۔ آپ بڑے جید عالم دین اور فضل و کمال اور تقویٰ میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ ۸۳

## شیخ جمالیؒ ملتان میں:

صاحب سیر العارفین مولانا جمالی سہروردی تحریر فرماتے ہیں کہ جس زمانہ

میں اس فقیر (جمالی) نے مکہ معظمہ کا قصد کیا۔ تو ملتان پہنچا اور حضرت بہاؤالدین زکریا کے مزار مبارک کی زیارت سے مشرف ہوا اور شیخ المشائخ صدرالدین (مخدوم شہر اللہ) کی دست بوسی کی اس حقیر (جمالی) اور حضرت صدرالدین کے درمیان شہر دہلی میں کامل اتحاد اور محبت تھی۔ حضرت کو اس حقیر (جمالی) کے دیکھنے سے بہت فرحت و مسرت ہوئی اور جناب شیخ صدرالدین (مخدوم شہر اللہ) نے مجھ کو اس حجرہ میں جہاں حضرت بہاءالدین زکریا مشغول عبادت رہتے تھے ٹھہرایا۔ ہر چند میں نے عرض کی کہ میری کیا ہمت ہے کہ ایسے مقدس مقام پر قیام کر سکوں مگر انہوں منظور نہ کیا۔ اور وہ روزانہ اسی عالی مقام پر میرے لئے کھانا منگواتے اور میرے ہمراہ تناول فرماتے۔ مختصر یہ کہ چالیس روز تک میں اس حجرے میں قیام پذیر رہا۔ ایک رات شیخ بہاءالدین زکریاؒ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حضرت سے دعا کیلئے عرض کر رہا ہوں کہ حق تعالیٰ صحت و سلامتی کے ساتھ جناب سرورِ کائنات ﷺ کی زیارت سے مشرف کرے اور وہاں سے کعبۃ اللہ پہنچا دے میری اس التماس کے بعد حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور قبلہ رخ کر دیا دعا فرمائی اور کہا کہ جاؤ سلامتی کے ساتھ پہنچو گے جب آنحضرت ﷺ کے روضہ اقدس پر پہنچو تو میرا اسلام عرض کرنا۔ میں علی الصبح خوش و خرم اٹھا اور یہ بات شیخ صدرالدین سے عرض کی اور ان سے اجازت چاہی کہ آج رات شیخ الاسلام سے اجازت مل گئی ہے آپ بھی اجازت دے دیجئے اور اس حقیر کے حق یں دعائے خیر فرمایئے۔ حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ ابھی ایک مہینہ اور یہاں قیام کرو ابھی میری اجازت نہیں ہے میں نے عرض کی کہ آپ کی خاطر حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح کے روضہ پر رہوں گا ان کا روضہ شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا کے روضہ سے علیحدہ تھوڑے سے فاصلہ پر ہے حضرت شیخ صدرالدین جو اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اس حقیر کے ہمراہ حضرت رکن الدین کے روضۂ مبارک پر تشریف لائے اور وہاں ایک

فرحت بخش مقام میرے لئے متعین کیا اور حضرت صدر الدین شہر اللہ اکثر اس مقام پر تشریف لایا کرتے تھے اور درویش نوازی فرماتے تھے۔۸۴

## پتھر زرِ خالص بن گیا:

ایک مرید حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری لڑکی جوان ہو چکی ہے مگر سرمایہ نہیں رکھتا کہ اس کی شادی کے فرائض سے عہدہ برآ ہو سکوں۔ آپ نے فرمایا کوئی پتھر یا ڈھیلا لے آ۔ وہ باہر کو نکلا اور پتھر کا ایک ٹکڑا لے آیا۔ حضرت مخدوم نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ پڑھ کر اس پر دم کیا وہ زرِ خالص بن گیا۔ آپ نے اسے دے دیا۔ اس شخص نے اس زر پارہ سے نہ صرف اپنی لڑکی کی شادی کے اخراجات برداشت کئے بلکہ بقیہ سرمایہ تجارت میں لگا کر آسودہ حال ہو گیا۔۸۵

## وصال مبارک:

آپ نے شب شنبہ ۲۳ ذی الحجہ ۹۲۰ھ میں وصال فرمایا اور ملتان میں اپنے بزرگوں کے پہلو میں محو خواب ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ (۱)۔ مخدوم بہاء الدین ثانی سہروردی۔ (۲) شیخ محمد اسماعیل۔۸۶ (۳) شیخ محمد صدر الدین۔ آپ کے وصال کے بعد غوث زمان شیخ محمد بہاء الدین ثانی سہروردیؒ مسندِ غوثیہ پر متمکن ہوئے۔

## خلفاء:

آپ کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے لیکن تین خلفاء کے نام زیادہ مشہور ہیں۔
(۱) شیخ کبیر احمد سہروردی بن شیخ بہاء الدین ثانی۔ (۲) شیخ عبداللہ معشوق اُویسی سہروردی۔ (۳) حضرت بہاء الدین حلیم سہروردی۔ (جن سے حلیم شاہی سلسلہ منسوب ہے)۔

# حضرت شیخ کبیر احمد سہروردی

## تعارف:

آپ حضرت مخدوم شہر اللہ سہروردی کے پوتے اور غوث زمان بہاء الدین ثانی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی باطنی تربیت آپ کے دادا حضرت مخدوم شہر اللہ نے فرمائی۔۸۸ے

ان کی نگاہ فیض سے طریقت و معرفت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے، حضرت مخدوم شہر اللہ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی باطنی نعمت حاصل کی اور ان کے وصال کے بعد مسندِ غوثیہ کے بالاتفاق سجادہ نشین قرار پائے۔

شیخ عبدالقادر بدایونی کا بیان ہے کہ:

آپ کے چہرہ مبارک سے عجب شکوہ ٹپکتا تھا اور ملتان کے لوگ ان کے اس قدر معتقد تھے کہ اگر یہ چاہتے تو ایک دن میں ایک ہزار سوار بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کے پاس جمع ہو جاتے۔ ذکر و شغل اسقدر فرماتے کہ اگر کوئی ان کو دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ حضرت نے نشہ پی رکھا ہے۔ حالانکہ ان کی آنکھیں محض شب بیداری کے باعث سرخ رہتی تھیں اسی وجہ سے عوام انہیں مغلوب الحال خیال کرتے تھے۔

واز بسکہ شاغل بود۔ چناں نظر مے آید کہ گویا معبرے تناول کردہ واز سرخی

اوکہ بیداری شب بداں باعث بود عوام الناس اورامت خیال لے کردند از بس کہ خون خودم ہمہ شب بیخو دا فتم مردم نہند تہمت مے خوراگی مرا۔

## عبدالرحیم خانخان آپ کے حضور میں:

صاحب خزینۃ الاصفیاء کا بیان ہے کہ جب عبدالرحیم خانخان بادشاہ کے حکم سے سندھ کی مہم پر روانہ ہوا تو وہ شیخ حسین لاہوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پانچ سو روپے نذر گزار کر دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا کہ:

ملک ٹھٹھہ را بپانصد روپیہ نزد تو فروختیم۔ مظفر و منصور خواہی شد امابعد ازیں از کسے ولی استمداد نہ کُنی۔

یعنی ملک ٹھٹھہ ہم نے پانچ صد روپے میں تیرے ہاتھ فروخت کر دیا انشاءاللہ تو مظفر و منصور واپس آئے گا لیکن اس کے بعد کسی دوسرے ولی سے امداد طلب نہ کرنا۔

عبدالرحیم خانخان لاہور سے روانہ ہو کر ملتان پہنچا اور شیخ الاسلام زکریا ملتانی قدس سرہ کے آستان قدس نشان پر فاتحہ پڑھی اور حضرت شیخ کبیرالمنیر بالا پیر کی خدمت میں مبلغ یکصد روپے گزارے۔ لیکن حضرت مخدوم نے نذرانہ قبول نہ فرمایا اور فرمایا کہ:

ملک ٹھٹھہ را از پیش گاہ حسین لاہوری بتو عطا گردیدہ است حالا حاجت نذرانہ گرفتن نیست۔

یعنی ملک ٹھٹھہ آپ کو شیخ حسین لاہوری نے عطا کر دیا ہے۔ اس لئے نذرانہ قبول کرنے کی ضرورت نہیں۔ ۹۰

اس واقعہ سے حضرت کے روحانی مقام کی نشان دہی ہوتی ہے۔

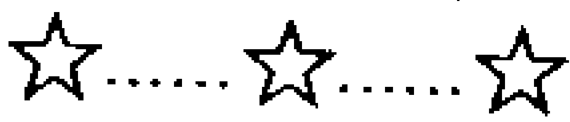
## وصال مبارک:

آپ نے ۲۸ جمادی الاول ۹۹۵ھ بروز شنبہ دار فانی سے عالم قدس کو انتقال فرمایا اور اپنے آباؤ کرام کے مقبرہ میں سپرد خاک ہوئے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے۔

شیخ شہر اللہ، شیخ محمد قائم سہروردی، شیخ فتح محمد، شیخ فیض اللہ۔ آپ کے وصال کے بعد شیخ محمد قائم سہروردی صاحب سجادہ قرار پائے۔

## خلفاء:

آپکے بہت سے خلفاء تھے لیکن سب سے زیادہ مشہور اور صاحب سلسلہ خلیفہ حضرت شاہ مونگا سہروردیؒ ہوئے ہیں۔



# حواشی

۱؎ خلاصۃ العارفین صفحہ ۳، تاریخ فرشتہ صفحہ ۴۰۴، تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی صفحہ ۴۰۔

۲؎ خلاصۃ العارفین صفحہ ۱۲۷ فارسی۔ ۳؎ حدیقۃ الاولیاء فارسی صفحہ ۱۷۔

۴؎ گلزار ابرار صفحہ ۵۶، بزم صوفیہ صفحہ ۱۴۴۔

۵؎ سیر العارفین صفحہ ۱۴۴، مرآۃ الاسرار صفحہ ۱۳۵ جلد ۲، خلاصۃ العارفین صفحہ ۷۔

۶؎ فوائد الفواد صفحہ ۱۱۴۔

۷؎ سیر العارفین صفحہ ۱۴۸، اسرار اولیاء صفحہ ۴۱، گلزار ابرار صفحہ ۱۱۷۔

۸؎ بزم صوفیہ صفحہ ۱۱۷، سرزمین ملتان ۱۵۴، مراۃ الاسرار صفحہ ۱۲۷ جلد ۱۔

۹؎ بزم صوفیہ صفحہ ۱۱۳۔

۱۰؎ اخبار الاخیار صفحہ ۶۳، مراۃ الاسرار صفحہ ۱۳۷ جلد ۲، تذکرہ سہروردیہ صفحہ ۲۲۔

۱۱؎ سیر العارفین ۱۵۹۔ ۱۲؎ فوائد الفوائد صفحہ ۱۲۳۔ ۱۳؎ ایضاً صفحہ ۶۲۔

۱۴؎ سیر العارفین صفحہ ۱۶۷۔ ۱۵؎ صاحب تذکرہ علمائے ہند کا بیان ہے کہ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریاؒ کی علم سلوک پر بہت سی کتابیں ہیں۔ لیکن آپ کی صرف ایک کتاب ''الاوراد'' کے علاوہ اور کسی کتاب کا پتہ نہیں چل سکا۔

۱۶؎ فوائد الفواد صفحہ ۱۰۷، سیر العارفین صفحہ ۱۸۵، تذکرہ صدر الدین عارف صفحہ ۲۱۔

۱۸؎ بزم صوفیہ۔

۱۹۔ تذکرہ صدر الدین عارف صفحہ ۵۱ جلد ۱، سیر العارفین صفحہ ۱۸۱، سیر الاخیار صفحہ ۱۹۵، اذکار ابرار صفحہ ۸۰، تاریخ فرشتہ صفحہ ۴۰۸ جلد ۲۔

۲۰۔ تاریخ ملتان صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۴ جلد ۱۔

۲۱۔ سیر العارفین صفحہ ۱۹۳، لطائف سیریہ صفحہ ۱۳۰۔ ۲۲۔ اخبار الاخیار صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۰۔

۲۳۔ سیر العارفین صفحہ ۲۰، بزم صوفیہ صفحہ ۳۰۵، مراۃ الاسرار صفحہ ۲۵۹۔

۲۴۔ بزم صوفیہ صفحہ ۳۰۶۔ ۲۵۔ بزم صوفیہ صفحہ ۳۰۵، مرآۃ الاسرار صفحہ ۲۵۹ جلد ۱۔

۲۶۔ تاریخ ملتان صفحہ ۲۳۱۔ ۲۷۔ سیر العارفین صفحہ ۲۰۰۔

۲۸۔ الدو والمنظوم صفحہ ۲۴۲۔ ۲۹۔ تاریخ ملتان صفحہ ۲۵۷، فتوح السلاطین صفحہ ۴۴۳۔

۳۰۔ مقابیس المجالس صفحہ ۵۲۲۔ ۳۱۔ سیر العارفین۔

۳۲۔ گلیم درویشی کی تنگی از خواجہ حسن نظامیؒ شمولہ ضیا ۷ محرم نومبر ۱۹۷۹۔

۳۳۔ سیر العارفین صفحہ ۲۰۳، سیر الاولیاء صفحہ ۱۴۱، اخبار "اخبار صفحہ ۱۴۶، بزم صوفیہ صفحہ ۳۱۰، سیر الاخیار صفحہ ۲۰۰، ۳۴۔ تذکرہ حضرت محبوب الٰہی صفحہ ۳۳۔

۳۵۔ اخبار الاخیار صفحہ ۱۴۳۔ ۳۶۔ ایضاً صفحہ ۱۴۵۔ ۳۷۔ تاریخ اوچ ۱۰۵۔

۳۸۔ تذکرہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت صفحہ ۶۴۔

۳۹۔ سیر العارفین صفحہ ۲۲۵، تاریخ فرشتہ صفحہ ۶۸۵ جلد ۲، مقابیس المجالس صفحہ ۳۹۲۔

۴۰۔ اخبار الاخیار صفحہ ۳۰۷، خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۵۸ جلد ۲، مرآۃ الاسرار صفحہ ۴۱۱۔

۴۱۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۴۱۱۔

۴۲۔ سبع سنابل صفحہ ۱۶۴، سیر العارفین صفحہ ۲۱، تحفۃ الکرام صفحہ ۳۰۸، جواہر الاولیاء صفحہ ۱۱۔

۴۳۔ ۴۴۔ اخبار الاخیار صفحہ ۴۰۷، تاریخ اوچ صفحہ ۱۰۳، آب کوثر صفحہ ۲۷۸۔

۴۵۔ سیر العارفین صفحہ ۲۲۸۔

۴۶۔ جواہر الاولیاء صفحہ ۱۱، تحفۃ الکرام صفحہ ۲۸۷، سیر العارفین صفحہ ۲۲۸، خطہ پاک اوچ

صفحہ ۲۳۶۔

۴۷۔ تذکرہ مخدوم جہانیاں صفحہ ۸۲، آب کوثر صفحہ ۲۷۸۔

۴۸۔ جواہر الاولیاء صفحہ ۲۲۲، تاریخ اوچ صفحہ ۱۰۳، مراۃ الاسرار صفحہ ۴۱۱ جلد ۲، اولیائے اوچ شریف صفحہ ۲۵۔ ۴۹۔ آب کوثر صفحہ ۲۸۴۔ ۵۰۔ سیر العارفین صفحہ ۲۳۵۔

۵۱۔ جواہر الاولیاء صفحہ ۱۲۔

۵۲۔ تذکرہ مخدوم جہانیاں صفحہ ۲۳۶، اخبار الاخیار صفحہ ۳۳۴، مراۃ الاسرار صفحہ ۵۳۳۔

۵۳۔ بحوالہ تذکرہ مخدوم جہانیاں صفحہ ۲۲۷۔

۵۴۔ سیر العارفین صفحہ ۲۳۰۔ ۵۵۔ خطہ پاک اوچ صفحہ ۲۳۸۔

۵۶۔ سیر العارفین صفحہ ۲۳۰۔ ۵۷۔ آب کوثر صفحہ ۲۸۴۔

۵۸۔ مرآۃ الاسرار صفحہ ۵۳۳۔ ۵۹۔ خطہ پاک اوچ صفحہ ۲۳۸۔

۶۰، ۶۱۔ تذکرہ مخدوم جہانیاں صفحہ ۲۱۹۔ ۶۲۔ آب کوثر صفحہ ۲۸۱۔

۶۳۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۵۳۳ جلد ۲۔ ۶۴۔ تذکرہ شاہ رکن عالم ملتانی صفحہ ۴۴۸۔

۶۵۔ تذکرہ حضرت مخدوم جہانیاں صفحہ ۲۲۹۔

۶۶۔ آب کوثر ۲۸۵، مراۃ الاسرار صفحہ ۵۳۳، سیر العارفین صفحہ ۲۳۱۔

۶۷۔ سیر العارفین صفحہ ۲۳۰، مراۃ الاسرار صفحہ ۵۳۵۔

۶۸۔ تذکرہ شاہ رکن عالم ملتانی صفحہ ۶۱۶، تحفۃ الکرام صفحہ ۲۹۰۔

۶۹۔ خطہ پاک اوچ صفحہ ۳۲۲۔

۷۰۔ تذکرہ شاہ رکن عالم صفحہ ۶۱۶ و تذکرہ صدر الدین عارف صفحہ ۲۹۲ تا ۲۹۴ جلد ۲۔

۷۱۔ ایضاً قرین قیاس ہے کہ حضرت تبلیغی سلسلہ میں ثمرقند تشریف لے گئے ہوں۔ وہاں آپ کا وصال ہو گیا ہو اس لئے وہیں دفن ہوئے۔

۷۲۔ تذکرہ صدر الدین عارف صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۴ جلد ۱۔

۷۲ے تذکرہ صدر الدین عارف صفحہ ۲۹۷ جلد ا، تحفۃ الطاہرین فارسی اور تحفۃ الکرام سندھی ترجمہ میں ہے کہ شیخ صدر الدین نے بلی کو قم باذن اللہ کہہ کر زندہ کر دیا اور سید محمد حسین نے ہندو پر توجہ کی جس نے بسم اللہ کے چودہ معنی بیان کئے ملاحظہ ہو تحفۃ الکرام سندھی ترجمہ صفحہ ۲۷۴، تحفۃ الطاہرین صفحہ ۳۲، تذکرہ صوفیائے سندھ صفحہ ۲۱۰۔

۷۴ے تذکرہ صدر الدین عارف صفحہ ۲۹۲ جلد ا۔ ۷۵ے ایضاً صفحہ ا تا ۲ جلد ا۔

۷۶ے لنگاہ قوم مضافات ملتان اور طاہر والی نزد اوچ اب تک آباد ہے۔

۷۷ے تفصیل کیلئے دیکھئے تذکرہ صدر الدین عارف صفحہ ۳۰۴ و تاریخ ملتان۔

۷۸ے تذکرہ صدر الدین عارف صفحہ ۳۸۵۔ ۷۹ے آپ کا نام سید برہان الدین بخاری ہے آپ سید ناصر الدین محمود بخاری کے بڑے بیٹے تھے۔ آپ کی بیعت و خلافت سید صدر الدین راجن قتال سہروردیؒ سے ہے حضرت کے حکم سے گجرات کاٹھیاوار کے شہر پٹن میں قیام پذیر ہوئے اور مخلوق خدا کی رہنمائی فرمائی۔

۸۰ے آپ اپنے والد ماجد شیخ محمد یوسف قریشی سہروردیؒ کے مرید و خلیفہ تھے بڑے صاحب حال و جذب بزرگ تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ابتدائے سلوک میں روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھا کرتا تھا اور تین قرآن مجید ختم کرتا تھا۔ ایک دفعہ حالتِ وجد و جذب میں اپنے دو منزلہ مکان کی چھت سے گر پڑے لیکن کوئی چوٹ نہ آئی۔ ۲۲ صفر سنہ ۹۰۰ھ میں وصال فرمایا مزار مبارک پرانی دہلی میں مرجع خلایق ہے مزید تفصیل کیلئے دیکھئے اخبار الاخیار۔

۸۱ے زکرہ صدر الدین عارف صفحہ ۱۰۰، تاریخ ملتان صفحہ ۲۸۷ تا ۲۹۴، مراۃ الاسرار صفحہ ۱۴۲ جلد ۲۔

۸۲ے تذکرہ صدر الدین عارف صفحہ ۳۲۴ جلد ا۔

۸۳ے اولیائے ملتان۔ ۸۴ے سیر العارفین صفحہ ۱۷۰۔

۸۵ تذکرہ صدر الدین عارف جلد اول صفحہ ۳۸۴۔

۸۶ شیخ بہاؤ الدین ثانی سہروردیؒ کے بارے صاحب تحفۃ الکرام کا بیان ہے کہ آپ
تعریف حد سے باہر ہے سندھ کے اکثر مشائخ آپ کے مرید ہیں۔ آپ کی اولاد
سے کئی بزرگ سندھ کے قصبات میں مشغول رہے ان کے مزارات بھی سندھ
قصبوں اور شہروں میں مرجع خلایق ہیں تحفۃ اکرام صفحہ ۲۹۱، حضرت بہاء الدین ثانی
سندھ کے جاہل مریدوں نے شہید کرنے کی کوشش کی تاکہ حضرت کا مزار یہا
بنالیں اور سفر ملتان سے نجات مل جائے لیکن حضرت کے خلیفہ شیخ جید نے اپنے آپ
حضرت پر نثار کر دیا۔ سندھیوں کے اس اقدام پر آپ نے ان کا داخلہ ملتان میں بند
کر دیا بہت مدت کے بعد انہیں معافی ملی تفصیل کیلئے دیکھئے تذکرہ حضرت صدر الدین
عارف صفحہ ۳۶۴ جلد ۱۔

۸۷ نسیم یمن صفحہ ۱۹۰، اولیائے بہاولپور صفحہ ۲۰۴۔

۸۸ خط پاک اوچ صفحہ ۳۲۳۔ ۸۹ تذکرہ صدر الدین عارف صفحہ ۶۴ جلد ۲۔

۹۰ خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۱۴۵ جلد ۱، تذکرہ صدر الدین عارف صفحہ ۶۷ جلد ۱، بزرگان
لاہور صفحہ ۳۹۔



حصہ سوم:

# حضرت شاہ مونگا ولی سہروردیؒ

## تعارف:

آپ حضرت شیخ کبیر احمد قریشی سہروردیؒ کے خلیفہ اعظم تھے۔ صاحب حقایق و معارف، علم و فضل میں یگانہ اور زہد و اتقاء میں یکتائے روزگار تھے۔ حضرت شیخ کبیر احمدؒ نے آپ کی باطنی تربیت فرما کر خرقہ خلافت سے نوازا اور بندگان خدا کی رشد و ہدایت پر مامور فرمایا۔

## سیالکوٹ میں قیام:

حکم شیخ پر ملتان سے روانہ ہوئے اور تبلیغ اسلام کرتے ہوئے سیالکوٹ تشریف لائے اور اسی شہر کو اپنا مستقل مسکن بنا کر لوگوں کی رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ آپ کی بدولت بے شمار بندگان خدا کو صراط مستقیم کی دولت ملی۔ آپ نے اسی شہر میں وصال فرمایا۔

صاحب تواریخ سیالکوٹ کا بیان ہے کہ:

یہ بزرگ خدا پرست دین دار تارک الدنیا ایک ضرب المثل تھے جو شخص چند روز آپ کی خانقاہ میں آ کر آپ سے مستفید ہوتا بے شک اپنے مقاصد قلبی میں کامیاب ہو جاتا۔ ؎

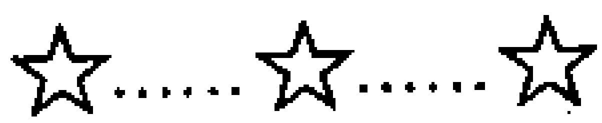
## مقبولیت دعا:

آپ بڑے متجاب الدعوات بزرگ تھے۔ ایک دفعہ ایک سکھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے آپ نے

فرمایا کہ ایک شرط پر تمہارے لیے دعا کرتا ہوں کہ تم اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اس ۔
آپ کی بات پر یقین کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے اُ
بیٹا عطا فرمایا وہ سکھ آیا اور آپ کے قدموں میں گر گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب
میرے رب کا کرم ہے کہ جس نے میری عرض قبول فرمائی۔ ۲

## وصال مبارک:

آپ کا وصال سیالکوٹ میں ہوا۔ تاریخ وصال دستیاب نہیں ہو سکی۔ مزا
مبارک محلّہ بجلی گھر نزد قدیمی عیدگاہ سیالکوٹ شہر میں واقع ہے۔ آپ کی خانقاہ منشی وز
سنگھ نے تعمیر کرائی۔ حضرت سید اسرمست سیالکوٹی سہروردی آپ کے مشہور خلفاء میں
سے تھے۔



# حضرت شاہ سیدا سرمست سہروردی سیالکوٹیؒ

## تعارف:

آپ کا نام سیدا اور لقب سرمست تھا۔[1] ملتان کے قریب قصبہ خان پور میں پیدا ہوئے آپ کے والد کے نام صاحب تھا۔ آپ ارائیں قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے تین بھائی اور بھی تھے۔ خاندانی پیشہ زمینداری اور کاشتکاری تھا۔ خاندان کے دستور کے مطابق دینداری کا چرچا گھر میں تھا۔ قرآن شریف کے علاوہ فقہ کی معمولی تعلیم بھی آپ کو دلائی گئی۔[2]

## نگاہ شیخ:

آپ کا جوانی کا عالم تھا ایک دن کھیت کی رکھوالی کر رہے تھے کہ حضرت شاہ مونگا کا ادھر سے گزر ہوا جو اپنے وقت کے عظیم ولی تھے۔ انہوں نے حضرت سیدا کو دیکھا تو فرمایا:

اس کھیت کی رکھوالی تو تم کر رہے ہو تمہیں اس کھیتی کی فکر بھی ہے جو آئندہ کام آئے گی؟

یہ بات تیر کی طرح آپ کی روح و قلب میں اتر گئی۔ کھیت چھوڑ کر اسی وقت حضرت شاہ مونگا کے ساتھ ہو لئے۔ اور آپ کے حلقۂ مریدین میں شامل ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد مرشد کے حکم سے گھر واپس آئے مگر یہاں دل نہ لگا کھیتی باڑی گھر بار

سب بھائیوں کے سپرد کر کے ہمیشہ کیلئے مرشد کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

**مسندِ رشد و ہدایت:**

آپ نے بہت جلد صحبت شیخ سے باطنی فیوضات حاصل کر لئے اور خرقہ خلافت عنایت ہوا۔ اور مخلوق خدا کی رہبری کا فریضہ سونپا گیا۔ چنانچہ آپ نے کچھ عرصہ چونڈ باجوہ تحصیل ظفروال میں کچھ دن قیام کیا پھر تحصیل سپرور میں چلے گئے جہاں جاتے تھے خلقت کا ان کی طرف بدرجہ عنایت رجوع ہوتا جاتا تھا۔ یہاں سے آپ ضلع جہلم کے موضع سنگھوئی میں قیام پذیر ہوئے یہاں سے سیالکوٹ تشریف لے آئے۔ پھر یہی بقیہ زندگی اسی شہر میں گزار دی۔ آپ زیادہ تر یادِ الٰہی میں مصروف رہتے اور خلق اللہ کی ہدایت و رہنمائی فرماتے۔ ہندوؤں میں وڈیر کھتری آپ کی بہت خدمت کرتے تھے۔ تعلیم باطن کا درس زور و شور سے جاری تھا۔ آپ کی خانقاہ میں بڑی رونق رہتی تھی۔ آپ تصرف اور کمالات میں باکمال تھے۔ باطنی اسباق کے ساتھ ساتھ ظاہری تعلیم کا سلسلہ بھی شروع کیا وہیں ایک خانقاہ حجرہ، مسجد، کنواں اور ڈیوڑھی تعمیر کرائی۔ آپ ساری عمر مجرد رہے ریاست کشمیر کے اکثر علاقوں میں آپ کے مریدین کی خانقاہیں موجود ہیں۔

**سرمست کی وجہ تسمیہ:**

آپ پر ہمیشہ عشق الٰہی میں جذب و سرمستی کی کیفیت طاری رہتی تھی اس لئے سیدا سرمست کے نام سے مشہور ہوئے۔ صاحب تاریخ سیالکوٹ رشید نیاز صاحب کا بیان ہے کہ:

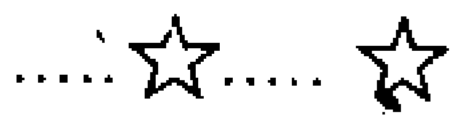
حضرت شاہ سیدا سرمست سیالکوٹی کا زیادہ وقت جذب و سکر کی حالت میں گزرتا لیکن اس کے باوجود آپ نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ ے

## وصال مبارک:

آپ نے عہد جہانگیری ۱۰۱۵ھ بمطابق ۱۶۰۶ء میں وفات پائی اور اپنی تیار کردہ خانقاہ میں دفن ہوئے اور اسی حجرہ میں دفن ہوئے جہاں ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی خانقاہ کے گرد فصیل آپ کے خلیفہ اعظم حضرت شاہ دولہ گجراتی نے تعمیر کرائی۔ آپ کا مزار مبارک محلہ شاہ سیداں تحصیل بازار سیالکوٹ میں مرجع خلایق ہے۔

## خلفاء:

صاحب سلیم التواریخ کا بیان ہے کہ آپ کے خلفاء بہت ہیں مگر چار خلفاء مشہور ہیں۔ (۱) حضرت شاہ دولہ گجراتی سہروردی۔ (۲) حضرت شاہ زاہد (داوئی گجراتی)۔ (۳) حضرت شاہ جمال گکھڑ چیمہ۔ (۴) حضرت شاہ ملوک (برادر زادہ سید اسرمستؒ)۔ ۸ آپ کے ایک اور خلیفہ سید السادات خان تھے جن سے سدوشاہی سلسلہ طریقت شروع ہوا۔ ۹



# حضرت شیخ کبیر الدّین شاہ دولہ گجراتی سہروردیؒ

## ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت عہد اکبری میں قریباً ۹۸۹ھ میں ہوئی آپ کے والد ماجد کا نام عبدالرحیم خان لودھی بتایا جاتا ہے جو سلطان بہلول خان لودھی کے خاندان میں سے تھے آپ کی والدہ ماجدہ کا نعمت بی بی تھا۔۱۰

## ابتدائی حالات:

آپ صغیر سن تھے کہ ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ایک ظالم نے آپ کو پکڑ کر ایک ہندو کے ہاتھ فروخت کر دیا آپ کے اوصاف حمیدہ سے متاثر ہو کر اس ہندو نے آپ کو آزاد کر دیا۔۱۱

## بیعت:

جب آپ نے ہوش سنبھالا تو طلب حق پیدا ہوئی۔ حضرت سید اسیالکوٹی جو کہ قطب وقت تھے اور آپ کی بزرگی کا شہرہ آفاق میں پھیلا ہوا تھا۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے اور خدمتِ خلق میں رہ کر منازل سلوک طے کرنے لگے۔۱۲

## ہر کرا مولا بدہد شاہِ دولہ گردد:

آپ نے ظاہری و باطنی تعلیم اپنے شیخ کی خانقاہ میں حاصل کی ہر وقت

خدمت شیخ میں حاضر رہتے تھے۔ حضرت سید اسر مستؒ کا ایک مرید جس کا نام دولہ تھا وہ بھی عرصہ سے خدمت شیخ میں رہ رہا تھا اور باطنی نعمت کا ملتجی تھا۔ جب حضرت کے وصال کا وقت آیا تو شیخ نے حجرہ سے دولہ کو آواز دی وہ اس وقت موجود نہیں تھا حضرت کبیر الدین اس وقت موجود تھے آپ آگے بڑھے اور عرض کیا کہ غلام حاضر ہے۔ شیخ نے فرمایا میں نے تجھے نہیں بلایا چنانچہ آپ واپس آگئے اور شیخ کے حجرہ کے دروازے پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد شیخ نے دوبارہ آواز دی دولہ اندر آئے اس وقت بھی وہ موجود نہ تھا چنانچہ آپ پھر حاضر خدمت ہو کر قدم بوس ہو گئے۔ حضرت شیخ نے آپ کو باطنی نعمت سے سرفراز فرمایا اور سلسلہ سہروردیہ کی امانت آپ کے سپرد اور فرمایا ہر کرامولا بد ہد شاہ دولہ گردد یعنی جسے خدا دیتا ہے وہ شاہ دولہ بن جاتا ہے۔ یہ الفاظ کہکر شیخ وصال کر گئے چنانچہ آپ کے شیخ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ شاہ دولہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ۱۳؎

## جذب واستغراق:

وصال شیخ کے بعد کافی عرصہ تک آپ پر جذب واستغراق اور سکر کی حالت طاری رہی آپ کی آبادی چھوڑ کر ویرانے میں چلے گئے اور جنگل میں ڈیرا لگالیا۔ جب ملّا آپ ہوش میں آتے تو فتوحات ظاہری و باطنی کی کثرت ہو جاتی تھی اور آپ سے بے شمار کرامات سرزد ہوتیں۔ جنگلی جانور مثل چرند پرند آپ کے گرد جمع ہو جائے۔

## خدمتِ خلق:

آہستہ آہستہ جذب وسکر کی کیفیت ختم ہو گئی۔ اور آپ گجرات چلے آئے۔ یہاں آکر رشد و ہدایت کا بازار گرم کیا اور مخلوق خدا کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ صاحب سلیم التواریخ کا بیان ہے کہ:

حضرت سید اسرمست سہروردیؒ نے اپنی حیات میں ہی آپ کو گجرات میں قیام پذیر ہونے کی اجازت دے دی تھی۔ وصال شیخ کے بعد آپ گجرات میں آ گئے لوگوں کا رجوع دن بدن بڑھنے لگے فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ ۱۵

منشی دین محمد فوق مرحوم کا بیان ہے کہ:

حضرت شاہ دولہ صاحبؒ کی ذات والا صفات سے جو فیض روحانی طور پر ارادتمندوں کو پہنچا۔ اس کا بیان احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ خدا جانے کس قدر حاجت مند لوگ ان کی نظر کیمیاء اثر سے غنی ہو گئے اور کتنے اہل غرض دل کی مرادیں حاصل کر گئے اور کس قدر لوگ ان کے فیض صحبت سے دنیا داروں سے قطع تعلق کر کے اپنی عاقبت سنوار بیٹھے۔ ۱۶

آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ہزاروں روزانہ خرچ کرتے تھے۔ مساکین اور مسافروں کو دیتے۔ آپ نے بڑا لنگر چلا رکھا تھا۔ آپ غرباء اور مساکین کی پرورش کرتے تھے۔ آپ امراء کی طرح بڑی شان و شوکت سے رہتے تھے۔ ہر وقت مراقبۂ ذات میں سرنگوں رہتے عالم تجرد میں آپ کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہو کر رہتا تھا۔ آپ نے بڑی بڑی سرائیں اور کنویں، مساجد اور پُل تعمیر کرائے۔ آپ کے فیوض و برکات کا سلسلہ ہر وقت جاری و ساری رہتا۔ ضرورت مند ہر وقت آپ کو گھیرے رہتے تھے۔ آپ پوری زندگی مجرد رہے اور عالم تجرید میں ساری زندگی بسر کر دی۔ ۱۷

## صاحب معارج الولایت پر نگاہ کرم:

صاحب معارج الولایت عبداللہ خویشگی قصوری تحریر کرتے ہیں کہ:

یہ بندہ حسن ابدال جاتے وقت سفر کے دوران حضرت شاہ دولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ مراقبہ میں تھے اور قوال خواجگان کی منقبت پڑھ رہے تھے۔ آپ

نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور شیرینی عطا فرمائی۔ میں نے عرض کی کہ بندہ کو ظاہری نعمت کی خواہش نہیں ہے باطنی نعمت سے حصہ عطا فرمایا جائے۔ آپ نے تبسم سے فرمایا۔

این راہم بگرید و آں راہم بگرید کہ ہر دو شمارا حاصل شود۔

یعنی یہ بھی لے لو وہ بھی مل جائے گی اور دو نعمتیں حاصل ہو جائیں گی۔

چنانچہ آپ نے بے شمار ظاہری و باطنی نعمتوں سے بندہ کو نوازا۔ ۱۸

حضرت خواجہ غلام فرید چشتی نظامیؒ فرماتے ہیں کہ:

حضرت شاہ دولہ نسبت چشتیہ بھی رکھتے تھے لیکن آپ کی غالب نسبت سہروردی ہے اور یہ تحقیق سے ثابت ہے کہ آپ کا سلسلہ سہروردیہ تھا۔ حضرت محفل سماع بھی منعقد کرتے تھے۔ علمائے ظاہر اور حاسدین نے آپ کے خلاف محضر نامے لکھ کر شاہجہان کو بھجوائے مگر بادشاہ نے ان کی ایک نہ سنی اور آپ کی حقیقت دیکھ کر گرویدہ ہو گیا۔ ۱۹

## اورنگ زیب کی حاضری:

شہزادہ اورنگ زیب حضرت کے مرید راجپائی سے آپ کے اوصاف سن چکا تھا۔ اس لئے وہ خود آپ کی زیارت کیلئے گجرات آیا اور کچھ نذرانہ ایک عصا پیش کیا اور اپنے ذہن میں یہ بات رکھتے ہوئے کہ اگر حضرت نے عصا لوٹا دیا تو یہ نیک فال ہو گئی اور بادشاہی یقیناً میری قسمت میں ہو گی۔ چنانچہ شاہ دولہ نے وہ عصا انہیں یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ یہ عصا خدا کے حکم اور تمہاری خواہش کے مطابق نشانِ اعزازی کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اورنگ زیب نے حضرت کا شکریہ ادا کیا اور آداب بجا کر رخصت ہوا۔ جب اورنگ زیب بادشاہ بنا تو اس نے لاہور میں حضرت کو دعوت دی

چنانچہ آپ گجرات سے لاہور تشریف لائے اور بادشاہ کے ساتھ کھانا کھایا اور دعائے خیر مانگ کر رخصت ہوئے۔ ۲۰

چراغ قادری کی روایت کے مطابق شہزادہ داراشکوہ نے بھی اس مقصد کیلئے حاضر خدمت ہو کر دعا کیلئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا صبح جواب ملے گا۔ چنانچہ صبح آپ نے یہ اشعار فرمائے۔ ۲۱

فجری ویلے اٹھ کے جا کیتی عرض درگاہ نوں
سجدے تے سر رکھیا اس ڈاہڈا لئے بے پرواہ نوں
مُلک خزانہ ہندا دا کہو کس نوں کراں اگانھ نوں
سب ملائک آکھ دے بادشاہی رنگوں شاہ نوں

## ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بعض مصنفین حضرت شاہ دولہ گجراتیؒ کو سلسلہ قادریہ سے منسلک کرتے ہیں اور آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مرید و خلیفہ بتاتے ہیں۔ مقامات محمود کے مولف نواب معشوق یار جنگ بہادر صفحہ ۳۶۹ پر ایک روایت چوہدری اللہ دین کی زبانی۔ حضرت قاضی سلطان محمودؒ آوان شریف والوں سے منسوب کرتے ہیں کہ:

حضرت شاہ دولہ کا نام کبیر الدین گجراتی تھا و سید تھے آپ بغداد سے تشریف لائے تھے اور غوث الاعظمؒ کے خلیفہ تھے۔

یہ تسامح مفتی احمد یار خان صاحب کو بھی ہوا انہوں نے بھی آپ کو حضرت غوث اعظمؒ کا خلیفہ لکھا ہے مولانا شاہ نور اللہ سیالکوٹی نے شجرہ غفوریہ قادریہ اور مولانا چنن شاہ بجرانویؒ نے شجرہ غفوریہ میں آپ کو حضرت غوث الاعظمؒ کا خلیفہ ظاہر کیا ہے۔ ۲۲

دراصل یہ تسامح شاہ دولہ گجراتی جو کہ کاٹھیاوار گجرات (انڈیا) کے رہنے

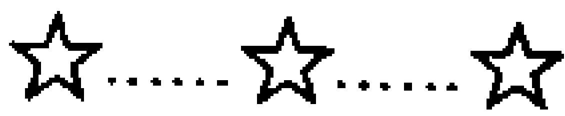
والے تھے ان کا نام بھی سید کبیر الدین شاہ دولہ بن حضرت سعید موسیٰ ہے کیوجہ سے ہوا ہے یہ شاہد ولہ گجراتی کاٹھیاواری حضرت غوث الاعظم کے مرید وخلیفہ تھے اور حضرت کے حکم سے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں برصغیر تشریف لائے اور گجرات کاٹھیاوار میں قیام پذیر ہوئے اور یہیں دفن ہوئے۔ اسکی تصدیق انہوں نے اپنی کتاب تحفۃ الازواج میں فرمائی ہے۔ حضرت غوث الاعظم کی تاریخ وصال ۵۶۱ھ ہے اور شاہد ولہ گجراتی سہروردی کی تاریخ وصال ۱۰۷۵ھ ہے درمیان میں ۵۶۴ سال کا فرق ہے۔ لہذا یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ حضرت کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی حضرت سید سرمست سہروردی کے مرید وخلیفہ تھے۔

## وصال مبارک:

آپ نے ۱۰۷۵ھ میں وصال فرمایا۔ تاریخ وصال ۔ بجنت ۱۰۷۵ ارسد شاہ دولہ اور خدادوست سے برآمد ہوتی ہے۔ آپ کا مزار مبارک گجرات (پاکستان) میں مرجع خلایق ہے۔

## خلفاء:

آپکی حیات ظاہر میں کسی خلیفہ کا ذکر نہیں ملتا۔ حضرت جنگو شاہ قلندر سہروردی آپکے مزار مبارک بطریق اویسہ سہروردیہ فضیاب ہوئے۔ اور حضرت کے حکم سے آپ نے سلسلہ ارشاد جاری فرمایا۔



# حضرت بابا جنگو شاہ قلندر سہروردیؒ

## تعارف:

آپ کا نام شرف الدین اور عرف بابا جنگو شاہ قلندر ہے ۲۴ اور عوام الناس میں اسی نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے والد کا نام شہاب الدین تھا۔ ۲۵ حضرت بابا جنگو شاہ ۶۴ھ ۱۷اء کے لگ بھگ گجرات کے ایک قصبہ ملھو کھوکھر میں پیدا ہوئے۔ ۲۶ یہ گاؤں اب ڈیرہ بابا جنگو شاہ قلندر کے نام سے مشہور ہے۔

## نسبت اُوَیسیہ سہروردیہ:

آپ کا ابتدائی مشغلہ ڈاکہ زنی تھی۔ اسی سلسلہ میں ایک دفعہ زخمی ہو کر حضرت کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی سہروردیؒ کے مزار پر آ کر چھپ گئے اور کئی روز تک یہیں قیام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ آپ کو ہدایت دینی تھی۔ ایک رات صاحب مزار حضرت شاہ دولہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا اگر توبہ کرتے ہو تو ابھی تمہارے زخموں کا علاج بتاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کام سے سچی توبہ کرتا ہوں حضرت شاہ دولہؒ نے آپ کے زخموں کا علاج بتایا اور ساتھ ہی ایک روحانی سبق پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ مجاہدہ میں مشغول ہو جاؤ اور اس سبق کا خوب ورد کرو۔ ۲۷ اسی طرح حضرت شاہ دولہؒ نے آپ کو بطریق اویسیہ سہروردیہ سلسلہ ارشاد میں داخل فرمالیا۔

ریاضت ومجاہدہ:

چنانچہ آپ حسب فرمان اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ دولہؒ کے ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے دریائے چناب جو اس وقت حضرت شاہ دولہؒ کے مزار کے قریب سے گزرتا تھا۔ اس میں ایک چلہ گاہ بنائی جو دریا کے اندر تک چلی جاتی تھی۔ آپ نے کئی برس تک یہاں ریاضت کی کہ رب العزت نے انہیں نواز لیا اور آپ پر رموز و معرفت کے دروازے کھل گئے۔ ۲۸

اس کے علاوہ آپ جوڑا کرنالہ کے جنگلات میں بھی ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہے اور یہاں سے پنجن کسانہ اور پھر چکوڑی حضرت شیر میں رہے پھر یہاں سے سہول دار کا رخ کیا یہاں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد ویرووال جو کہ لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں واقع ہے چلے آئے ویرووال میں پانی کا ایک بہت بڑا جوہر تھا آپ نے اس میں کھڑے ہو کر بارہ سال چلہ کشی کی اور ٹانگوں کا گوشت آبی جانور کھا گئے۔ ویرووال سے آپ واپس اپنے قصبہ ملھوکھوکھر آ گئے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ ۲۹

یہاں صبح و شام ایک بے پناہ ہجوم آپ کے گرد جمع رہنے لگا اور مخلوق خدا آپ سے فیض حاصل کرنے لگی۔ ۳۰

جذب واستغراق:

آپ پر ہر وقت جذب واستغراق کا غلبہ رہتا تھا اور اکثر اپنے سامنے آگ کا الاؤ جلا کر بیٹھے رہتے اور بعض اوقات گھنٹوں آگ میں گھرے بیٹھے رہتے۔ باہر آنے تو اپنی کملی اتار کر فرماتے عرش پر خوب بارش ہو رہی ہے جس سے کملی تر بتر ہو گئی ہے اسے نچوڑ جاتا تو پانی جاری ہو جاتا تھا۔ ۳۱

جب تک آپ کسی کو قریب نہ بلاتے کوئی شخص بھی آپ کے پاس آنے کی جرات نہ کر پاتا تھا۔ آپ کا مزاج نہایت جلالی تھا۔ نذرانہ قبول نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی کچھ لے آتا تو کھانے پینے کی چیزیں لوگوں کو دے دیتے۔ نقد روپیہ وغیرہ سامنے دہکتے ہوئے الاؤ میں ڈال دیتے۔ آپ کے بارے صاحب سلسلۃ الاولیاء مولوی محمد صالح کنجاہی کا بیان ہے کہ:

حالش عجیب حالے است کہ پروائے کسے نہ دارد و دوزمستان تابستان بیرونی ماند نہ از سردی خطرے نہ از گرمی اثرے نہ با منعم اُلفتے و نہ از گدا نفرتے و نہ باکس اُنسے۔ دراز ہمیشہ با حق درسوز و گدازے۔

بر تخت فنا نشستہ شاہے | از ترک تبارکش کلاہے
از ہر دو جہاں اور اخبر نے | واز گرمی سر دلیش ضرر نے
از جام وصبوح بیخودی مست | از بودو بہنو دو کون وارست ۳۲

## حضرت غوث علی شاہ قلندرؒ پانی پتی کا بیان:

حضرت شاہ غوث علی قلندرؒ پانی پتی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں صرف دو بلند پایہ بزرگوں کو دیکھا ہے جن میں سے ایک جنگو شاہ قلندرؒ ہیں۔

حضرت شاہ غوث علی قلندرؒ "قلندر" کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قلندر وہ ہے کہ تجرید و تفرید میں یکتا اور بے پروا ہو اور تمام عالم کا حال اس پر آئینہ ہو اور جو وصف کہ عارفوں میں ہونا چاہئے اس میں بے مثل ہو۔ شرط یہ ہے کہ مجذوب بھی ہو اور سالک بھی ہو جیسے شیخ شرف قلندر تھے یا اس زمانے میں جنگو شاہ قلندر ہیں۔ ۳۳

## حضرت میاں محمد بخشؒ (کھڑی شریف) پر نگاہ لطف:

میاں ملک محمد قادریؒ کا بیان ہے کہ:

ایک مرتبہ میاں محمد بخش صاحب دربار کھڑی شریف سے پابرہنہ اور کمبل اوپر لئے براہ راست بخدمت بابا جنگو شاہ قلندر مقام چکوڑی ضلع گجرات میں مشہور کامل ولی تھے۔ پہنچے ان کی کمالیت کا خاص وعام میں شہرہ تھا اور بڑے مجذوب صاحب حال ولی تھے۔ اس وقت چند ماہ گزر گئے کہ دن رات ایک مقام پر کھڑے رہے پائے مبارک پر بہت ورم آ گیا تھا اور ورم کی وجہ سے پاؤں کا چمڑا پھٹ کر بعض جگہ زخم بھی ہو گئے تھے۔ حضرت قبلہ وہاں پہنچے تو شاہ صاحب کے نزدیک جا کر کھڑے ہو گئے تو قند سیاہ ہاتھ میں رکھ کر ان کو پیش کیا شاہ صاحب کی نگاہ آسمان کی طرف تھی اور مشغول تھے۔ حضرت قبلہ (میاں محمد بخش) کا عہد شباب تھا۔ جسم میں طاقت تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے دل مین ارادہ کرلیا تھا کہ جب تک بابا صاحب زمین پر نہ بیٹھیں گے ہم برابر اسی طرح روبروان کے کھڑے رہیں گے۔ اسی خیال میں ایک گھنٹہ گزرا ہوگا کہ بابا صاحب نے ہم کو دیکھا اور فرمایا تم اس درخت کے سایہ میں ٹھہرو ہم آتے ہیں۔ آپ یہ ارشاد سن کر اس درخت کے نیچے چلے گئے۔ تھوڑی دیر انتظار کیا مگر بابا صاحب اپنے مقام سے نہ سُرکے۔ حضرت قبلہ نے پھر آہستہ آہستہ ان کی طرف قدم اٹھایا یہ دیکھ کر بابا صاحب نے فرمایا "بھائیا" میں آیا ٹھہرو۔ اس وقت جب بابا صاحب نے قدم اٹھایا تو بڑی تکلیف محسوس ہوئی قدم اٹھ نہ سکتا تھا۔ بڑی دقت سے تشریف لا کر درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ قند سیاہ پیش کیا شربت طلب کیا آپ نے شربت بنا کر پلایا حقہ طلب کیا وہ آپ نے مہیا کیا اور حضرت قبلہ کو بھی ارشاد کیا گو آپ کو حقہ کی عادت نہیں تھی مگر تعمیل ارشاد کیا بمشکل رخصت لے کر واپس تشریف لائے۔ بارہا حضرت

قبلہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

باباجنگو شاہ صاحب اپنے زمانے میں بے نظیر ولی تھے آپ کا مقام بہت بلند تھا۔۳۴

ایک اور روایت کے مطابق حضرت میاں محمد بخش صاحبؒ عارفِ کھڑی شریف آپ کی ولایت کا شہرہ سن کر چکوڑی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میاں صاحب آپ کو دیکھ کر فرمانے لگے باباجی آپ کو دیکھ کر بڑا نظارہ ہوا۔ حضرت بابا جنگو شاہ قلندرؒ نے حضرت میاں صاحب پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا کہ جاؤ۔ ''تمہارا سمندر کھل گیا ہے''۔ اور میاں صاحب یہاں سے فیض المرام ہو کر واپس کھڑی شریف پہنچے اور آپ نے اپنی مشہور کتاب سیف الملوک تصنیف فرمائی۔ اور میاں صاحب سے ایک جہان نے فیض حاصل کیا۔

رحمدلی:

آپ کے گرد مخلوق خدا کا ایک بے پناہ ہجوم جمع رہتا تھا۔ صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات بھی آپ کے فیضان سے مستفید ہوئے۔ ایک واقعہ ہدیہ ناظرین ہے۔ صاحب تذکرہ فیضان سہروردیہ کا بیان ہے کہ:

حضرت شیخ شرف الدین جنگو شاہ قلندر سہروردی قطب ولایت پر جذب غالب رہتا تھا اور آپ عموماً جنگل میں جھونپڑی ڈال کر تشریف رکھا کرتے تھے۔ مگر فیض عام جنگل میں بھی جاری تھا۔ وہیں دن رات حاجت مند آتے اور دامن مراد بھر بھر کر جاتے تھے۔ ایک روز حضرت باباجنگو شاہ صاحب اپنی جھونپڑی سے باہر تشریف فرما تھے۔ ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے جنگل سے ایک مادہ خنزیر بے تحاشا آپ کی جانب بھاگی آرہی ہے اور بہت سے کتے اس کا پیچھا کر رہے ہیں۔ مادہ خنزیر بھاگتی

ہوئی آئی اور سیدھی آپ کی جھونپڑی میں داخل ہوگئی مگر آپ نے اسے نہیں روکا۔ ذرا سی دیر میں کتے بھی وہاں پہنچ گئے اور چاہتے تھے کہ وہ بھی جھونپڑی میں داخل ہو کر اس کی تکا بوٹی کر دیں۔ حضرت جنگو شاہ قلندر نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا اور فرمایا۔ اب بس کرو! اس نے فقیر کی جھونپڑی میں پناہ لے لی ہے۔ لہٰذا اب تم واپس چلے جاؤ۔ حضرت قطب ولایت کا حکم سنتے ہی کتے رک گئے اور خاموشی سے واپس چلے گئے۔ جب آپ جھونپڑی میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ مادہ خنزیر نے بچے جنے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ باہر تشریف لے آئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ قریبی گاؤں سے چند عورتیں دعا و برکت کے حصول کیلئے حاضر ہوئیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ جب تم بچہ جنتی ہو تو کیا کرتی ہو۔ تو کیا کھایا کرتی ہو۔ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ ہم دوران چلّہ فلاں فلاں چیزیں کھاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تم جاؤ اور یہ سب چیزیں تیار کر کے لاؤ۔ وہ عورتیں یہ چیزیں تیار کر کے لے آئیں ااپ نے یہ سب چیزیں مادہ خنزیر کے آگے رکھ دیں وہ کھا گئی۔ اس طرح آپ نے پورے چالیس دن اسے آرام و نگہداشت کے ساتھ جھونپڑی میں رکھا اور خود باہر تشریف فرما رہے۔ جب چالیس دن گزر گئے تو آپ نے اس مادہ خنزیر سے فرمایا کہ اب تم جاؤ۔ وہ اپنے بچوں کو لے کر جنگل کی طرف سدھاری اور دور تک مڑ مڑ کر آپ کو احسان مند نظروں سے یہ دیکھتی رہی جیسے آپ کی کرم نوازی و عطا کا شکریہ ادا کر رہی ہو۔ ۳۵

## لوح محفوظ است پیش اولیاء:

حضرت بابا صاحب اکثر شاہ دولہ گجراتی کے مزار پر حاضری دیتے اور ان سے روحانی ملاقات فرماتے۔ قصبہ ملھوکھوکھر میں ایک مولا بخش صاحب جو ابھی بچے تھے انہیں دیکھ کر آپ نے فرمایا یہ مولا کی خبر دے گا۔ حضرت بابا صاحب کے وصال

کے بعد جوان ہو کر ولی کامل بنے۔ آپ پر بھی بابا صاحب کی طرح اکثر جذب طاری رہتا تھا۔ سید نصیب علی شاہ چھالے شریف ضلع گجرات کے والد سید عطر شاہ صاحب جو ایک بڑے عالم، ماہر طبیب اور درویش صفت انسان تھے ان کے ہاں اولاد نرینہ نہیں تھی ایک دن حضرت بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اولاد نرینہ کے لئے عرض کی۔ حضرت بابا صاحب نے دعا فرمائی اور کہا جو بچہ پیدا ہوگا اس کی پنڈلی پر سیاہ نشان ہوگا۔ چنانچہ جب سید نصیب علی شاہ صاحب پیدا ہوئے تو ان کی پنڈلی پر یہ سیاہ نشان موجود تھا۔ چنانچہ سید نصیب علی شاہ صاحب" سلسلہ قادریہ کے عظیم درویش اور ولی اللہ ہو کر گزرے ہیں ان کا مزار چھالے شریف گجرات میں واقع ہے۔ ۳۶

## سلب مرض:

ریاست جموں کا راجہ رجید سنگھ سخت بیمار ہو گیا۔ اس نے ہر ممکن علاج کر لیا لیکن صحت یاب نہ ہوا۔ اس کے عزیز و اقارب اُسے حضرت بابا صاحب کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ آپ نے ایک نظر راجہ کی طرف اٹھا کر دیکھی اور وہ تندرست ہو گیا۔ راجہ نے آپ کی خدمت کرنا چاہی لیکن آپ نے منع کر دیا۔

## بے ادبی کی سزا:

ایک دفعہ ایک انگریز ملہو کھو کھر آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر سیدھا بابا جی کی مجلس میں چلا آیا۔ آپ کے بھائی بابا عیسیٰ نے اسے روکا کہ گھوڑے سے اتر کر آؤ اور گھوڑا دور باندھ دو۔ لیکن اس نے ایک نہ سنی اور بابا عیسیٰ کو برا بھلا کہا اس پر حضرت بابا صاحب نے ایک نگاہ غضب سے انگریز کو دیکھا وہ تڑپ کر زمین پر آ گرا اور لوٹنے لگا۔ آخر بابا صاحب سے معافی مانگی تو تندرست ہوا اور چلا گیا۔ ۳۷

## شانِ ولایت:

قصبہ ملہو کھوکھر کا ایک آدمی ظفر اقبال سخت بیمار ہوا۔ بہت علاج کروایا لیکن شفایاب نہ ہوا آخر حکماء سے تنگ آ کر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مزار پر حاضر ہوا اور شفایابی کی درخواست کی۔ وہاں ایک صاحب نسبت بزرگ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اسے دیکھ کر کہا کہ تمہارے گاؤں میں جو بزرگ بابا جنگو شاہ قلندر ہیں کیا وہ ان سے کم ہیں جاؤ ان کے مزار پر حاضری دو اور فیض حاصل کرو چنانچہ مذکورہ شخص بابا صاحب کے مزار پر حاضر ہوا اور شفایاب ہوا۔ ۳۸

## سکھوں کی حکومت کے خاتمہ کی بشارت:

ایک دفعہ ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ سفر کر رہی تھی کہ راستہ میں سکھوں نے اس کی بیٹی کی بے حرمتی کی۔ وہ عورت اپنی بیٹی کے ہمراہ بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو کر اپنا ماجرا سنایا۔ بابا صاحب سنتے جاتے اور روتے جاتے تھے ور ساتھ کہتے جاتے تھے کہ گورے (انگریز) جلد آ کر ان پر حکومت کریں گے اور ان سکھوں کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ ۳۹

## وصال مبارک:

آپ نے ۱۲۸۱ھ بمطابق ۱۸۶۴ء میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک قصبہ ملہو کھوکھر میں مرجع خلایق ہے جو گجرات شہر سے تین میل کے فاصلہ پر بھمبھر روڈ پر واقع ہے۔ مزار مبارک راجہ کشمیر نے بنوایا جو آپ کے معتقدین میں سے تھا۔ شیخ عبداللہ چک عمر والے نے قطعہ وصال کہا ہے:

جناب شاہ جنگو تودۂ خاکستر عشق
چو او مجذوب ذات کبریا کمتر شود پیدا

بحوالے شیخ تار بخش زخاستر علی گوید
کہ زرگم گشتہ از آتش ز خاکستر شود پیدا

**خلفاء:**

آپ کے خلفاء درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت میاں غلام محمد صاحب سہروردی حیات گڑھ گجرات۔

(۲) حضرت پیر علی اصغر شاہ صاحب کانوال تحصیل پھالیہ۔

(۳) حضرت جملے شاہ صاحب لدھیانہ فیروز پور۔

(۴) حضرت فضل حسین شاہ صاحب۔

(۵) حضرت پھلو شاہ صاحب ہزارہ مغلاں۔ (گجرات)

آپ کا سلسلہ ارشاد حضرت میاں غلام محمد صاحب حیات گڑھی سہروردی سے جاری ہوا۔ مزید برآں بابا صاحب سے فیض حاصل کرنے والوں میں حضرت قاضی سلطان محمود (اعوان شریف) مولوی چراغ علی شاہ صاحب مفتی سیالکوٹ المتوفی (۱۸۸۷ھ) حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف اور غوث علی شاہ قلندر پانی پتی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔[۴۰]

حضرت جنگو شاہ قلندرؒ کے عرس وسیلہ و میلہ کی تقریبات چار مقامات ملہو کھوکھر، ویرووال، ہزارہ مغلاں اور کوٹ فتح شاہ پر ہوتی ہیں۔ ملہو کھوکھر ۵ کاتک، ویرووال ۴ کاتک، ہزارہ مغلاں ۴ اسوج اور کوٹ فتح شاہ میں پوہ کی پچیس تاریخ کو ہوتی ہیں۔[۴۱]

☆......☆......☆

# خضر صحرائے طریقت حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھیؒ

## ولادت باسعادت ومبشرات:

آپ کی ولادت باسعادت اٹھارہویں صدی عیسوی کے اوائل میں جلالپور جٹاں (گجرات) میں حضرت میاں حافظ محمد علی ۲؎ کے گھر ہوئی۔ آپ کے جد امجد حضرت میاں شیخ مسعودؒ حضرت غلام قادر گجراتی کے خلیفہ مجاز تھے آپ کے جد امجد میاں شیخ مسعود فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست سید حامد شاہ صاحب میرے پاس آیا کرتے تھے مجھے بھی ان سے بہت پیار تھا۔ ایک دن حامد شاہ صاحب تشریف لائے مجھے ان سے ملاقات کرنے کو حجرہ سے باہر آنے میں کچھ معمولی تاخیر ہوگئی، حامد شاہ صاحب نے سبب معلوم کیا تو میں نے کہا کہ دربارِ رسالت مآب ﷺ سے ایک بچے کی ولادت کی خوشخبری مل رہی تھی۔ مگر میں نے تحقیق نہیں کی اور نہ دوبارہ عرض گزاری کہ وہ بچہ کون اور کس کے ہاں ہوگا۔ حامد شاہ صاحب بولے وہ بچہ میاں محمد علی کے ہاں پیدا ہوگا۔ جس کی مجھے بھی آگاہی ہے اس کا مشہور نام غلام محمد اور تاریخی نام غلام صدیق ہوگا۔ یہی نام شیخ مسعود کو حالت کشف میں بتا کر فرمایا گیا تھا کہ وہ منزل فقر میں یگانہ اور سرِّ الست اس کا خمخانہ ہوگا، اقلیم اختر کا تاجدار ہوگا دور دراز تک اس کے

کشف وکرامات کی دھوم ہوگی آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی حضور ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ کی ولادت کی خوشخبری دی گئی۔ ۴۲؎ آپ کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔

## تعلیم وتربیت:

سات سال کی عمر میں آپ نے علوم ظاہری کی تحصیل شروع کی درسی کتب اپنے والد اور دادا سے پڑھیں۔ علم فقہ مولوی قائم دین سکنہ بھکو سے حاصل کیا۔ عربی اور دوسری اخلاقی کتب کا درس مولوی عبداللہ چک عمر والوں سے لیا۔ پھر علم اصول و معانی کیلئے مولانا محمد عالم صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ کچھ کتابیں مفتی شیخ احمد صاحبؒ ساکن موضع فتح پور سے بھی پڑھیں۔ علم طب حکیم احمد شاہ پنڈی میاں وال سے حاصل کیا۔ اور چھبیس سال کی عمر میں جملہ علوم کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔

## بیعت وارادت:

حضرت مفتی محمد علی صاحب کی اولاد میں سے حضرت میاں صاحب سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کی عادات و اخلاق دوسرے بچوں سے مختلف تھیں۔ آپ دوسرے بچوں سے علیحدہ سوچ بچار میں مستغرق رہتے تھے ایک رات میاں صاحب ڈر کر اٹھ بیٹھے۔ آپ کے والد نے تسلی دے کر پوچھا کیا بات ہے میاں صاحب نے فرمایا کہ ایک درویش ہے اس کے ہاتھ میں چھڑی ہے سامنے آگ جل رہی ہے یہ درویش مجھے اپنے پاس بلاتا ہے اسے دیکھ کر مجھے ڈر لگتا ہے۔ مفتی صاحب کیونکہ سب درویشوں کو جانتے تھے۔ انہوں نے میاں صاحب کو صبح ساتھ لیا اور بابا جنگو شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور کچھ دور جا کر بیٹھ گئے کیونکہ جب تک بابا کسی کو قریب نہ بلاتے تو کوئی بھی آپ کے پاس جانے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔ بابا صاحب

کے آس پاس بیریوں کے درخت تھے جو بیروں سے لدے ہوئے تھے۔ کسی شخص کو بیر اٹھانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ لیکن میاں صاحب نے بیر اٹھانے شروع کر دیئے۔ حضرت بابا صاحب کبھی کبھی نظر اٹھا کر دیکھ لیتے اور مسکرا کر چپ ہو جاتے۔ میاں صاحب نے تھوڑی دیر میں اپنی جھولی بھر لی پھر آ کر لوگوں میں تقسیم کرنے لگے۔ آخر بابا جی مسکرائے اور نظر اٹھا کر میاں صاحب کو فرمانے لگے۔

پہلے جھولی بھر لی ہے اور اب تقسیم بھی کرنے لگ گیا ہے۔

اور مفتی صاحب کو اشارہ کیا کہ اسے میرے پاس لاؤ اور پیار کیا اور مفتی صاحب نے آپ کو بابا صاحب کی خدمت میں پیش کیا بابا صاحب نے میاں صاحب کو قریب بٹھالیا اور پیار کیا اور مفتی صاحب سے فرمایا کہ یہ پیدائشی ولی ہے۔ اس کی حفاظت کرنا اس کی امانت میرے پاس ہے جو کہ کبیر الدین شاہ دولہ کی طرف سے مجھے ودیعت ہوئی ہے۔ آپ نے ایک سبق مفتی صاحب کو بتایا۔ جب تک یہ بچہ بالغ نہیں ہو جاتا یہ سبق تم پڑھو پھر اس بچے کو بتا دینا اور اسے یہ بھی کہہ دینا کہ تمہارا مرشد بابا جنگو شاہ ہے اور جلتی ہوئی آگ میں ہاتھ ڈال کر ایک تانبے کا پیسہ نکالا کہ مفتی صاحب کو دیا کہ اس سے اس کی معیشت فراخ رہے گی۔ چنانچہ جب میاں صاحب بالغ ہوئے تو مفتی صاحب نے وہ امانت میاں صاحب کے سپرد کر دی اور اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے۔

حضرت میاں صاحبؒ کے خلیفہ اعظم حضرت ابوالفیض سید علی قلندر علی سہروردیؒ کا بیان ہے کہ:

جب آپ کے والد نے آپ کو حضرت بابا جنگو شاہ قلندرؒ سہروردی کی خدمت میں پیش کیا تو بابا نے آپ کو اپنا پس خوردہ دودھ پلایا۔ دودھ پیتے ہی میاں صاحب پر حالت استغراق طاری ہوگئی اس حالت میں بابا جنگو شاہ صاحب نے ہوش دار کی آواز

دی اور فرمایا! اس میدان میں بے ہوش ہو کر گرنا مردانگی نہیں جو پھل گر جاتا ہے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ پھر آپ کو طریقت سہروردیہ کا سبق تلقین فرمایا۔ اس کے بعد میاں صاحب منزل فقر طے کرنے میں قدم اٹھاتے رہے۔ ۴۴؎

حضرت بابا صاحب میاں صاحب پر بہت مہربان تھے انہوں نے ایک ہی قلندرانہ نگاہ سے آپ کو سراپا نور کر دیا تھا اگر کوئی سائل حضرت بابا صاحب کی خدمت میں حاجب طلبی کیلئے حاضر ہوتا تو آپ اس کو دعا کیلئے حضرت میاں صاحب کی طرف متوجہ فرماتے اور فرماتے ان سے دعا کراؤ۔ ۴۵؎

## ریاضت و مجاہدات:

آپ نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد منزلِ فقر میں بڑے سخت مجاہدے کئے۔ آپ اکثر گوشہ نشین رہتے حتیٰ کہ چلہ کشی اور جانکاہ ریاضت سے آپ کی نظر بند ہوگئی جو آپ کے والد بزرگوار کے علاج کروانے پر بحال ہوگئی۔ آپ نے ایک چلہ جموں توی میں کیا جس میں گلے تک پانی تھا۔ آپ کی پنڈلیوں اور پشت پر مچھلیوں کے کاٹنے سے زخم بن گئے تھے۔ آخری عمر میں یہ نشان موجود تھے۔ حضرت بابا جنگو شاہ قلندر کے وصال کے بعد آپ نے ان کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر فیضان حاصل کیا۔ اس کے علاوہ بابا محمد رمضان شاہ نوری سہروردی اور میاں قطب الدین وڑائچ سے بھی کسبِ فیض فرمایا۔

## رشد و ہدایت:

حضرت میاں صاحبؒ نے جب حیات گڑھ (گجرات) میں مسندِ رشد و ہدایت بچھائی تو ہزار ہا گمشتگان بادیۂ ضلالت کو صراط مستقیم پر گامزن فرمایا جید علماء، سادات، امرأ اور فقرأ آپ کے حلقہ بگوش ہوئے۔ آپ کی صحبت میں اس قدر کشش

اور تعلیم میں اس قدر تاثیر تھی کہ جو دیدار سے مشرف ہوتا وہ آپ کی محبت کا اسیر ہو جاتا آپ کو تلقین کے معاملہ میں طوالت ناپسند تھی جب بھی کوئی طالب بیعت کیلئے حاضر ہوتا۔ آپ اس کو داخل سلسلہ کر کے اسباق تلقین فرماتے اور عمل کی تاکید فرماتے اور طالب پر باطنی توجہ فرماتے کہ اس کی باطن راہ کھل جاتی۔

جناب آغا عبدالسلام سہروردیؒ کا بیان ہے کہ:

حضرت باباجی غلام محمد صاحب قبلہ حیات گڑھی سہروردیؒ کا ارشاد ہے کہ مجھے میرے شیخ محترم حضرت بابا شرف الدین جنگو شاہ قلندر سہرودی نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی زیادہ سے زیادہ ترویج کرنی ہے۔ جس کو زیادہ دیا جاتا ہے وہ جنگلوں میں جا کر بیٹھ جاتا ہے۔ حالانکہ اسے چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ خلق خدا کو فیض رسانی کرے۔ آپ کو لازم ہے کہ کم از کم لاکھ بندگان خدا کو سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں داخل کریں۔ چنانچہ میاں صاحب نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ:

اللہ پاک کا شکر ہے کہ میں اس حکم کی تعمیل کامیابی سے کر چکا ہوں اور اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ایک لاکھ سے بھی زیادہ اشخاص میری وساطت سے داخل سلسلہ ہو چکے ہیں۔

## شمائل ومحاسن:

آپ کا قد زیبا میانہ، چہرہ مبارک نہایت حسین وخوبصورت ریش مبارک متشرع، رنگ سرخ وسفید نکھرا ہوا۔ آنکھیں نیلگون اور روشن جس میں حیا وشرم کا جوہر بدرجہ اتم موجود تھا۔ اخلاق ومحاسن میں سنت نبوی ﷺ کا پیکر تھے حق بینی اور حقیقت شناسی میں یکتا تھے۔ جو شخص حاضر خدمت ہوتا اس کے تمام حالات اس کی گفتار سے قبل اول تا آخر بیان کر دیتے کہ آنے والا محو حیرت ہو جاتا آپ کو احوال قلوب، کشف

ارواح اور رویا پر مکمل عبور تھا۔ کشف قبور کی تو کوئی حد ہی نہیں تھی۔ بعض اوقات مزارات پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو جب ان کے سوالات کے جوابات صاحب مزار سے لے کر دیتے تو طالبین حیران رہ جاتے۔

اکثر اہل اللہ کی قبور جن کے نشانات مٹ چکے تھے۔ آپ نے ان کی نشان دہی فرمائی۔ ہیڈ مرالہ روڈ پر موضع شیخ چوگانی میں آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پوتے کی مرقد انور کی نشاندہی فرمائی یہ مزار نہایت ہی خستہ ہو چکا تھا۔ آپ نے اپنے خلیفہ سائیں علی گوھر سکنہ جنیڈھر شریف والوں کے ذریعہ اس کی مرمت کروائی۔

آپ جس مزار پر تشریف لے جاتے۔ صاحب مزار سے ملاقات فرماتے۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری سے اکثر روحانی ملاقات فرماتے۔ قرآن پاک کی تلاوت آپکو بے حد مرغوب تھی۔ قرآن پاک کے نکات ومعنی بیان کرنا اور کسی بھٹکے ہوئے انسان کو فقیر پنہامیوں میں بے جا کر دربار رسالت مآب ﷺ میں پیش کرنا آپ کے درویشانہ منصب کا ادنی کرشمہ تھا۔ آپ نہایت سادہ موٹا لباس زیب تن کرتے تھے۔ تفاخرانہ پوشی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ہر بات اور ہر کام میں سادہ مزاجی آپ کا شکار تھا۔ آپ نہایت ہی پاکیزگی پسند اور ایک درویش بے گلیم تھے۔ جاہل صوفیوں اور لنگوٹ بند ملنگوں کے سخت خلاف تھے۔

## فتوحِ غیبی:

ایک دفعہ حضرت قبلہ میاں صاحب لاہور تشریف فرما تھے۔ آپ کی خدمت میں لوگوں کا ہجوم تھا ان لوگوں میں جامع مسجد شاہ کمال گنج مغلپورہ لاہور کے امام صاحب بھی تشریف فرما تھے جو آپ سے قدرے فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کو کسی بزرگ نے نماز مغرب کے بعد ایک وظیفہ پڑھنے کیلئے بتایا ہوا تھا۔ وہ یہ وظیفہ جائے نماز

پر پڑھتے اور انہیں روزانہ دس روپے جائے نماز کے نیچے سے مل جاتے۔ وظیفہ بتانے والے نے یہ شرط لگائی تھی کہ اس وظیفہ اور دس روپے کا کسی سے ذکر نہ کرنا ورنہ یہ عمل ختم ہو جائے گا۔ باباجیؒ کی نظر جب اس امام صاحب پر پڑی تو فرمایا کہ مولوی صاحب آگے آجائیں آپ کو روزانہ دس روپے جائے نماز کے نیچے سے ملتے ہیں یا نہیں؟

وہ مولوی صاحب خاموش رہے اور گھبرانے لگے کہ راز افشاں ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی گھبرائیں نہیں آج سے آپ کو بیس روپے روزانہ ملا کریں گے اور ساری زندگی ملتے رہیں گے آپ برملا لوگوں سے کہیں کہ باباجی غلام محمد نے یہ کہا ہے کہ بیس روپے روزانہ ملتے رہیں گے اس میں کوئی روکاوٹ نہیں پڑے گی اور ایسے ہی ہوا۔

## اولاد نرینہ کی خوشخبری:

ایک دفعہ حضرت قبلہ میاں صاحب اپنے ایک مرید کے ہاں سیالکوٹ تشریف فرما تھے۔ وہاں ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ حضرت میرے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اسی سال تیرے ہاں نرینہ اولاد ہوگی۔ اور بچے کی دائیں ران پر علم کا نشان ہوگا۔ چنانچہ دوسری مرتبہ جب میاں صاحب سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ وہ شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ بیوی کو درد زہ شروع ہے۔ آپ نے اس گڑ دم کر کے دیا اور فرمایا کہ آنے والے کو آنے دو چنانچہ اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور اس کی دائیں ران پر علم کا نشان تھا۔

## اگر کوئی شعیب آئے میسّر:

حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کے پوتے میاں عبدالرشید صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

حیات گڑھ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں عالم گڑھ ہے یہاں میاں

صاحب کا ایک رشتہ دار حکیم نذر محمد قیام پذیر تھا وہ بہت حاذق حکیم تھا اور اس کے نسخے بہت کامیاب تھے۔ اس کا سبق آپ کے پاس بطور امانت تھا۔ ایک دفعہ آپ اس سے ملنے کے بہانے عالم گڑھ تشریف لے گئے اور حکیم صاحب سے ایک نسخہ مانگا اس نے تھوڑا سا غلط تحریر کر کے دیا۔ آپ واپس آ گئے پھر دوبارہ دو چار ہفتوں کے بعد تشریف لے گئے پھر وہی نسخہ مانگا اس نے پھر کوئی چیز کم کر کے تحریر کر دیا۔ آپ تیسری مرتبہ پھر اس کے ہاں تشریف لے گئے اور اس سے یہی نسخہ تیسری مرتبہ طلب کیا حکیم صاحب نے یہی نسخہ تیسری مرتبہ بھی غلط تحریر کیا۔

اس پر آپ جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے تو مجھے کیمیا گر سمجھتا ہے تین مرتبہ تو نے نسخہ غلط تحریر کیا اور یہ چیزیں جان بوجھ کر غلط بتائیں تو مجھے سمجھ نہیں سکا مجھے دولت اور کیمیا گری کی ضرورت نہیں دراصل تیرا ایک سبق میرے پاس امانت ہے تو نے نسخہ غلط بتایا لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا اور میں پابند ہوں اور یہ سبق گیارہ دن پڑھو انشاء اللہ حضور ﷺ کی زیارت ہو جائے گی۔ اس وقت حکیم صاحب کے پاس ایک نابینا حافظ بیٹھا تھا میاں صاحب کے جانے کے بعد اس نے حکیم صاحب کو کہا کہ یہ سبق تم ضرور پڑھنا مجھے یہ کوئی کامل درویش معلوم ہوتا ہے حکیم نذر محمد صاحب نے گیارہ دن سبق پڑھا اور حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا اور حافظ صاحب کو بتایا حافظ صاحب نے کہا میں نے تجھے پہلے ہی کہا تا کہ یہ کوئی مرد کامل معلوم ہوتا ہے حکیم نذر محمد نے حافظ صاحب کو ساتھ لیا اور میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر سب واقعہ سنایا آپ نے فرمایا کہ حکیم نذر محمد تو اس نسخہ سے سونا حاصل کرنے کی وجہ سے مجھے غلط بتاتا تھا۔ میرے پاؤں کی مٹی بھی سونا بن سکتی ہے لیکن تو عقل کا اندھا ہے۔ حکیم صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حج نصیب فرمایا انہوں نے وہاں وہ منظر دیکھا جو خواب میں سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت کے وقت دیکھا تھا۔ المختصر حضرت میاں صاحب کے کشف و کرامات بارش

کے قطروں کی طرح متواتر ظہور میں آتے تھے۔ بخوفِ طوالت انہیں چند واقعات پر اکتفا کرتے ہیں۔

## وصال مبارک:

آپ نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۱ء کو وصال فرمایا اس وقت آپ کی عمر مبارک سو سال سے زائد تھی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے خلیفہ مجاز حضرت سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردیؒ نے پڑھائی۔ آپ کا مزار مبارک بھی آپ ہی نے تعمیر کروایا مزار مبارک حیات گڑھ گجرات شہر سے سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

## اولاد:

آپ کے دو صاحب زادے تھے۔ مولوی محمد صالح صاحب اور مولوی فضل الٰہی صاحب میاں صاحب کے وصال کے بعد مولوی محمد صالح سہروردی مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔ آپ نے ظاہری و باطنی تعلیم والد گرامی سے ہی حاصل کی تھی۔

## خلفاء:

آپ نے مندرجہ ذیل مریدوں کو خرقہ خلافت سے نوازا جن سے سلسلہ ارشاد جاری ہوا۔

(۱) حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ لاہور۔

(۲) سائیں علی گوہر صاحب جھنڈر شریف ضلع گجرات۔

(۳) سید احمد شاہ صاحب سہروردی بھتوال ریاست جموں۔

(۴) صوفی فیروز الدین سہروردی جہلم۔

(۵) سید باغ علی شاہ صاحب سہروردی بھاگووالی ضلع گجرات۔

(۶) چوہدری غلام رسول سہروردی رسول پور ضلع گجرات۔

(۷) میاں فضل الٰہی صاحب سہروردیؒ پوراں ھیراں ضلع گجرات

(۸) چوہدری محمد حسین سہروردیؒ گینانوالہ ضلع گجرات۔

(۹) سید حسین شاہ صاحب سہروردی گجرات۔

آپ کے خلفاء میں سے حضرت سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردی نے سلسلہ کی ترویج وترقی کیلئے سب سے زیادہ کام کیا۔ آپ نے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی ترویج وتجدید میں بہت کوشش کی اور سلسلہ کو دوبارہ متعارف کرایا اور اسے حیات نو عطا کی۔ اسی لئے آپ کو مجدد سلسلہ عالیہ سہروردیہ کہا جاتا ہے۔

**ملفوظات:**

(۱)۔ فرمایا کہ درویش کو چاہئے کہ نہ جمع نہ طمع نہ منع کے اصول پر عمل کرے۔ اگر نہ ملے طمع نہ کرے اگر مل جائے تو جمع نہ کرے اور اگر کوئی اس سے سلوک کرے تو منع نہ کرے۔

(۲)۔ محبت ہی کا دوسرا نام ایمان ہے۔

(۳)۔ جس نے تسلیم ورضا کے کوچہ میں قدم رکھا اس کا اختیار سلب ہوا۔

(۴)۔ نماز کیلئے جتنا ہی اہتمام کیا جائے گا اتنا ہی وہ درجات کی بلندی کا باعث ہوگا۔

(۵)۔ نماز ضرور پڑھیں یہ وہ عبادت ہے جس میں روزہ، حج، زکوٰۃ اور اقرار توحید عبادات جمع ہیں۔

(۶)۔ روزہ ایک خاموش عبادت ہے۔ جس کی جزا خود مولا کریم کی زات ہے روزے دار کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور دوستوں میں شمار فرماتا ہے۔ روزے سے گناہ جل جاتے ہیں۔

(۷)۔ حج نہایت شاندار عبادت ہے جس کے ایک ہی بار ادا کرنے سے انسان کی

ساری برائیاں ڈھل جاتی ہیں اور وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا آج بے گناہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اس کی ابتداء بھی امتحان سے ہوتی ہے اور انتہا بھی امتحان پر ہوتی ہے۔

(۸)۔ زکوٰۃ بخیلوں کا امتحان اور کنجوسوں کی آزمائش ہے۔

(۹)۔ پیر کو دور سمجھنے والا مرید اور مرید کو دور سمجھنے والا پیر دونوں ناقص ہیں۔

(۱۰)۔ جب کوئی محبّ محبت کا انتہائی مقام پالیتا ہے تو محبت اس کی زبان پر سکوت کا قفل لگا دیتی ہے تاکہ اسرار حقیقت کا اظہار نہ کرے۔

**نوٹ:** حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کے مفصّل حالات زندگی پر راقم الحروف نے ایک کتاب ''احوال وافکار حضرت میاں غلام محمد سہروردیؒ'' کے نام سے مرتب کی ہے۔ یہ کتاب انشاءاللہ تعالیٰ جلد شائع کی جائے گی۔



# امام السالکین حضرت ابوالفیض سید قلندر علی شاہ سہروردیؒ

## ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۴ جنوری ۱۸۹۵ء بمقام کوٹلی لوہاراں شرقی ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت سید حافظ رسول بخش تھا۔ آپ کے دادا محترم حضرت مولانا سید جمال الدین صاحب قادریؒ کو ایک مجذوب فقیر روشن ضمیر حضرت سمندر شاہ صاحب قندھاریؒ مقیم رتو وال سیداں نے آپ کی پیدائش سے بیشتر ہی پیشن گوئی فرمائی کہ اس سال رب العزت آپ کو ایک بلند ستارہ پوتا عطا کرنے والا ہے اس کا نام قلندر علی رکھنا۔ اس کے علاوہ انہوں نے کچھ اور حالات بھی ذکر فرمائے جو حضرت کے مستقبل کی بلندیوں سے متعلقہ تھے۔ حضرت کو عم محترم سید علمدار حسین ایک دفعہ حضرت مخدوم علی احمد صابر (کلیر شریف) کے مزار پر حاضر ہوئے حضرت مخدوم صاحب نے انہیں حضرت قبلہ کی ولادت کی بشارت دی اور فرمایا کہ ان کا نام میرے نام کی رعایت سے علی احمد رکھنا۔ حضرت قبلہ کے نانا محترم سید قادر بخش قادری اپنے وقت کے یگانہ ولی کامل تھے انہوں نے آپ کا نام ضیاءاللہ تجویز فرمایا۔

چنانچہ خاندان کے جملہ افراد نے حضرت سمندر شاہ صاحب قندھاریؒ کے تجویز کردہ نام پر متفق ہو کر آپ کا نام قلندر علی رکھا۔

آپ کا شجرۂ نسب حضرت سید ابوالحسن شاہ بدیع الدّین آغا شہید اور حضرت شاہ حضرت ابوبکر عبدالرزاق کے واسطوں سے حضرت شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانیؒ سے ملتا ہے۔

**شجرہ نسب:**

ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی بن حافظ سید رسول بخش بن قاضی سید محمد جمال الدین بن مولوی سید کرم الٰہی (کوٹلوی) بن سید غلام مصطفیٰ بن سید سلطان محمد بن مفتی سید خدا بخش بن سید محمد مقیم بن سید نعمت اللہ بن سید عطا اللہ بن سید حفیظ شاہ بن سید لقمان شاہ بن سید محمد عیسیٰ بن ابوالفتح سید فیروز الدین بن سید ابوالحسن علی قاری شاہ بدیع الدین آغا شہیدؒ بن سید محی الدین ثالث بن سید علی بن سید عباس میر مسعود بن محمد ضو عرف شمس الدین بن ابوالفضل احمد ضو بن ابو محمد بن عبداللہ محی الدین ثانی بن ابونصر سید محمد صالح بن ابوبکر عبدالرزاق بن غوث الاعظم سید محمد محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ

**خاندان:**

حضرت سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردیؒ کے آباؤ اجداد میں سے حضرت آغا سید بدیع الدین شہید سب سے پہلے بزرگ ہیں جو عہد ہمایوں میں برصغیر میں تشریف لائے۔ حضرت سید بدیع الدین آغا شہیدؒ شہنشاہ ہمایوں کے ہمراہ اس وقت ہندوستان میں تشریف لائے جب شہنشاہ ہمایوں نے والی ایران کی مدد سے ۹۶۲ھ میں ہندوستان پر دوبارہ حملہ کیا تھا۔ شہنشاہ ہمایوں اپنے ایام جلاوطنی میں بغداد شریف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظمؒ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا اور اس وقت کے سجادہ نشین سید محمد جبلی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ملاقات کے وقت درخواست کی کہ وہ اپنی اولاد میں سے کسی عظیم شخصیت کو بطور مذہبی پیشوا میرے ہمراہ فرمائیں تاکہ

موجب خیر و برکت اور فتح و نصرت بھی ہو۔

چنانچہ حضرت محمد جیلیؒ نے شہنشاہ کی درخواست قبول کرتے ہوئے حضرت سید بدیع الدینؒ کو آپ کے ساتھ روانہ فرمایا۔ حضرت سید بدیع الدینؒ ایک عظیم مجاہد، عالم، محدث، فقیہہ اور جامع کمالات صدری و معنوی تھے۔ چنانچہ سید بدیع الدین آغا شہیدؒ چک قاضیاں ضلع مینگری میں آ کر رہائش پذیر ہو گئے۔ یہ علاقہ اس وقت تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے۔ شہنشاہ نے اس علاقے میں آپ کو وسیع جاگیر بھی دی تھی۔ اور آپ کو مذہبی امور اوقاف اور عدل و انصاف اور قضاء کا محکمہ بھی سونپ دیا تھا۔ لیکن چھ ماہ بعد ہی شہنشاہ ہمایوں دہلی میں اپنی لائبریری کی سیڑھیوں سے اترتا ہوا گر پڑا اور راہی ملک عدم ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ملک میں طوائف الملوکی کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ حالات انتہائی نازک صورت اختیار کر رہے تھے۔ شہنشاہ اکبر نے اس علاقہ پر حکمرانی کے تمام اختیارات اور اسلامی فوج کی قیادت سید بدیع الدین کو سونپی اور خود فوراً دہلی کو روانہ ہو گیا۔ دشمن موقع سے فائدہ اٹھانے کی تاک میں تھا اس نے جب دیکھا کہ یہاں اسلامی فوج کی تعداد برائے نام ہے تو مقامی راجاؤں اور جاٹوں کو ساتھ ملا کر اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا۔ حضرت قبلہ سید بدیع الدینؒ نے علاقہ کے تمام مسلمانوں میں جذبہ جہاد پیدا کیا اور مجاہدین کو ساتھ لے کر میدان جنگ میں ڈٹ گئے۔ مجاہدین اسلام نے کفار پر نعرہ تکبیر کے ساتھ ایسا پر جوش حملہ کیا کہ ملہی جاٹ میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ دوسرے روز پھر کفار نے اپنی جمعیت جمع کی اور سرحدی راجوں سے مزید کمک حاصل کر کے دوبارہ حملہ آور ہوئے۔ اسلامی لشکر نے بھی اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ اور سینکڑوں کفار فی النار کر دیئے۔ حضرت سید بدیع الدین شدید زخمی ہو چکے تھے۔ دوران جنگ نماز کا وقت ہو گیا تھا آپ۔ نے نماز کی نیت باندھی تو ایک ہندو نے اچانک تلوار سے حملہ کر کے آپ

کا سر مبارک تن سے جدا کر دیا۔ مگر پھر بھی تن مبارک اکیلا ہی میدان کارزار میں لڑتا رہا۔ جس سے کفار پر آپ کی ہیبت طاری ہوگئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ سر مبارک موضع گھونہ (تحصیل شکر گڑھ) تن مبارک سے جدا ہوا تھا اس لئے سر مبارک کا مزار موضع گھونہ میں ہی بنا اور تن مبارک اکیلا لڑتا لڑتا موضع سہاری تک پہنچ کر زمین پر گر پڑا تن مبارک کا مزار موضع سہاری میں بنا جو چک قاضیاں سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہر سال آپ کے سالانہ عرس مبارک منایا جاتا ہے۔

آپ کے دو صاحب زادے تھے سید فیروز الدین، سید جلال الدین۔ آپ کے وصال کے بعد شہنشاہ اکبر نے سید فیروز الدین کو ابوالمکارم کے لقب سے سرفراز فرمایا اور انہیں پرگنہ مینگوی کا قاضی مقرر فرمایا۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے سید موسیٰ اور سید عیسیٰ۔ چک قاضیاں کے سادات انہی دو بزرگوں کی اولاد ہیں ہیں۔ اس خاندان میں جید علماء و صوفیاء پیدا ہوئے۔ جن میں ابو الفرح سید محمد فاضل الدین بٹالوی قادریؒ اور اعلیٰ حضرت سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردیؒ نے خصی شہرت حاصل کی۔ حضرت سید محمد فاضل الدین بٹالوی قادریؒ چک قاضیاں سے بٹالہ شریف (انڈیا) میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردیؒ کے خاندان میں سے مفتی خدا بخش شاہ صاحب چک قاضیاں سے نقل مکانی کر کے کوٹلی لوہاراں (سیالکوٹ) میں سکونت پذیر ہوئے۔

اسی طرح حضرت سید بدیع الدین آغا شہیدؒ کی اولاد برصغیر پاک و ہند میں مختلف مقامات پر پھیل گئی۔ اور اشاعت اسلام میں اس خاندان نے اہم کردار ادا کیا۔ ۵۶

اسی خاندان میں حضرت شاہ عصمت اللہ اپنے وقت کے قطب ولایت تھے انہیں حالت بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل تھا، مشکوٰۃ شریف عموماً

آپ کے زیر مطالعہ رہتی تھی۔ اس کتاب پر آپ نے سید بدیع الدین آغا شہیدؒ کے بارے جا بجا حاشیے تحریر کیے ہیں۔ شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر کو حضرت آغا شہید کے حالات معلوم کرنے کا بہت شوق تھا اور حضرت آغا شہید سے گہری عقیدت رکھتا تھا۔ جب اسے شاہ عصمت اللہ کے لکھے ہوئے ان حاشیوں کا علم ہوا تو اس نے کتاب منگوا کر اسے غور سے پڑھا اور اس کتاب کو بطور تبرک محفوظ کر لیا۔ یہ کتاب اب لائبریری مسجد فتح پوری دہلی میں موجود ہے۔

## تعلیم و تربیت:

آپ کا خاندان نور علی نور تھا۔ آپ نے علماء و مشائخ کے گھرانہ میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا حافظ سید رسول بخش شاہ صاحب خود ایک باعمل عالم اور جید صوفی تھے۔ آپ کی عمر ابھی چار سال کی تھی کہ والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ پانچ سال کی عمر میں آپ کے والد ماجد نے آپ کو ابتدائی تعلیم دینا شروع کی۔ ابھی آٹھ سال کی عمر کو پہنچے کہ والد ماجد بھی انتقال فرما گئے۔ مگر آپ نے انتہائی غیر نا مساعد حالات کے باوجود سلسلہ تعلیم جاری رکھا اور مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علاقہ سیالکوٹ کے مقتدر علماء سے اکتساب علم کیا۔ اپریل ۱۹۱۰ء میں لاہور تشریف لائے اور مدرسہ نعمانیہ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور میں داخلہ لیا اور چار سال تک یہاں دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

## سفر دیوبند:

جنگ عظیم اول میں ملکی حالات مخدوش ہو گئے حالات قدرے سنبھلے تو دینی تعلیم کی مزید تشنگی کو بجھانے کیلئے پھر عزم کیا۔ چنانچہ ۱۹۱۷ء کے اوائل میں آپ مدرسہ دیوبند میں داخلے کیلئے وہاں پہنچے۔ جب آپ مدرسہ میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ

نمازِ عصر کے بعد وہاں چند طلباء صحن میں مسجد اپنے استاد کے سامنے بیٹھے چند مسائل پوچھ رہے ہیں۔ آپ بھی اس مجلس تدریس میں شامل ہو گئے اور استاد صاحب سے ایک حدیث شریف کی وضاحت چاہی کہ حضور ﷺ نے اپنے دین کو سانپ سے کیوں تشبیہہ دی ہے کہ دین اسلام قرب قیامت میں مکہ مکرمہ میں ایسے واپس آ جائے گا جس طرح ایک سانپ اپنی بل میں گھستا ہے۔ استاد صاحب کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے بلکہ الٹا ڈانٹنے لگے کہ پنجابی لونڈوں کیلئے یہاں کوئی گنجائش نہیں۔ انہیں سوائے کٹ حجتی کے اور آتا ہی کیا ہے۔ ان کے اس طرز گفتگو سے آپ بہت کبیدہ خاطر ہوئے اور دارالعلوم دیوبند سے تحصیل علم کا ارادہ ترک کر دیا۔ ۴۷

## دارالعلوم بریلی شریف میں:

چنانچہ آپ دیوبند سے اسی رات دوسری گاڑی سے دارالعلوم بریلی شریف میں تحصیل علم کیلئے روانہ ہو گئے۔ اور اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سایۂ عاطفت میں زانوئے ادب تہہ کر کے۔ تفسیر، قانون، فقہ، علم، کلام اور حدیث کی تعلیم حاصل کی اور دستار فضیلت حاصل کی۔ دورہ حدیث کیلئے آپ مولانا وصی احمد صاحب محدث پھیلی بھیت کے ہاں بھی تشریف لے گئے تھے۔ بریلی شریف میں قیام کے دوران فتویٰ نویسی کا کام بھی آپ کے سپرد تھا۔ ۱۹۱۹ء میں آپ اپنی تعلیم مکمل کر کے بریلی شریف سے واپس اپنے گاؤں کوٹلی لوہاراں شرقی میں تشریف لے آئے۔

## تلاش شیخ و بیعت:

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلویؒ کی صحبت میں آپ پر بیعت کی اہمیت واضح ہو چکی تھی اور آپ کے قلب میں طلب حق کا جذبہ پیدا ہو چکا تھا۔ چونکہ اعلیٰ حضرت

فاضلِ بریلوی کے سلسلہ طریقت میں آپ کا حصہ نہیں تھا اس لئے تلاش شیخ میں حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ اور حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی چشتی نظامیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ تمہارا باطنی فیضان کا حصہ سہروردی بزرگ کے پاس ہے لہٰذا ان کی تلاش کرنی چاہیے۔

چوہدری محمد یوسف سہروردیؒ اپنی کتاب اجتماع زدّین فی شان قلندر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرت سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردیؒ فرماتے تھے کہ: جب میں حضرت سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے پاس بغرض بیعت حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ساتھ والی قبر جو میرے ماموں جان کی ہے یہاں مراقبانہ حالت میں بیٹھ کر یہ سبق پڑھو اور جو کچھ نظر آئے اس پر عمل کرنا۔ چنانچہ حسب الارشاد عمل کیا گیا تو حضرت بابا جی میاں غلام محمد صاحب سہروردیؒ حیات گڑھی کی آگاہی ہوئی جب حضرت خواجہ گولڑویؒ کو عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارا حصہ انہی بزرگوں کے پاس ہے فوراً جا کر بیعت کرلو۔ چنانچہ آپ ایک ساتھی کے ذریعہ حیات گڑھ (ضلع گجرات) جو جلال پور جٹاں سے تھوڑے سے فاصلے پر ہے حضرت میاں غلام محمد صاحب سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ آج رات میرے شیخ حضرت جنگو شاہ قلندر سہروردی نے تمہارے متعلق فرمایا ہے کہ قلندر علی کو سنبھال لو کہ میرے نام کا ظہور اس کے نام سے ہوگا۔ نیز آپ کے جدامجد اور نانا جان نے بھی آپ کے بارے سفارش فرمائی ہے۔ چنانچہ میاں صاحب نے آپ کو سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں بیعت فرمالیا اور سبق تلقین فرمایا۔ اور آپ واپس اپنے گاؤں تشریف لے آئے

## حضرت غوث العالم بہاءالدین زکریا ملتانی کا عالمِ رویاً میں تشریف لانا:

جناب خاور سہروردی صاحب کا بیان ہے کہ:

ایک دفعہ آپ کی مجلس میں حضرت مولانا مہر الدین صاحب صدر انجمن نعمانیہ بھاٹی گیٹ لاہور حاضر ہوئے اور اپنی کسی باطنی الجھن کا تذکرہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس کا حل بتانے کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ ابتدائے سلوک میں مجھے ایک باطنی الجھن پڑ گئی ان دنوں میں اپنے گاؤں کوٹلی لوہاراں شرقی میں ہوا کرتا تھا۔ طبیعت بڑی پریشان ہوئی۔ چنانچہ اپنے شیخ حضرت میاں غلام محمد صاحب حیات گڑھی کی خدمت میں حیات گڑھ حاضر ہوا اور ان سے اپنی کیفیت عرض کی۔ آپ نے مجھے ایک سبق تلقین فرمایا اور دریا میں چلہ کرنے کا حکم دیا کہ اس سبق کو دریا میں قیام کر کے پورا کرو میں ہاں تو کر بیٹھا لیکن دل میں خیال آیا کہ یہ کام بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر کرے۔ اسی رات میں نے وہیں باباجی کے ہاں قیام کیا رات کو تقریباً دو اڑھائی بجے عالم رویا میں حضرت غوث العالمین بہاءالدین زکریا ملتانی تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ آپ کے شیخ نے جو دریا میں چلہ کرنے کا تمہیں حکم دیا ہے اسے کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ مابعد کے صوفیاء شہر سے دور جنگلوں اور پہاڑوں میں ڈیرے ڈال کر شہری زندگی سے بالکل منقطع ہو گئے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج سہروردی سلسلہ کو جاننے والا کوئی نہیں۔ لہٰذا اس دریا کے چلہ کی بجائے میں تمہیں یہ سبق دیتا ہوں اسے شہر میں بیٹھ کر کرو جو معاملہ دریا کے چلہ سے طے ہونا ہے وہ انشاء اللہ شہر میں ہی رہ کر پورا ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی کہ بہت بہتر حضور لیکن کرم فرمائی ہو گی کہ آپ باباجی کو بھی یہی بات فرما دیں۔ فرمانے لگے فکر نہ کرو میں نے پہلے ہی ان کو کہہ دیا ہے۔ اس کے بعد آپ تشریف لے گئے اور میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ بابا

جی چارپائی پر قبلہ رو بیٹھے حقہ پی رہے ہیں اور اپنے آپ سے کہہ رہے ہیں کہ:

دیکھو جی ہم تو جنگلوں کی خاک چھانتے رہے۔ پتھروں اور کانٹوں پر پھرتے رہے دریائے چناب میں بارہ سال پانی میں کھڑے رہے۔ ہمارا نچلا دھڑ مچھلیاں کھا گئیں ہم پر تو کسی کو ترس نہ آیا۔ یہ کل کا نوجوان جسے اس لائن میں آئے ابھی تھوڑا عرصہ ہی گزرا ہے اس پر غوث العالمین کو اتنا ترس آ گیا ہے کہ خود ہی منع فرمانے آ گئے ہیں کہ دریا کے چلے کی ضرورت نہیں گویا سخت اور جانکاہ مجاہدے معاف اور سبق بھی وہ دے دیا ہے کہ منزلیں آن واحد میں طے ہو جائیں۔

میں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ بابا جی کیا بات ہے؟ فرمانے لگے وہی بات ہے جو غوث العالمین تمہیں کہہ گئے ہیں یہ دیکھ میرا نچلا دھڑ دریاؤں کے چلوں میں مچھلیاں کھا گئیں لیکن مجھ پر تو کسی کو ترس نہ آیا۔ مولوی صاحب آپ کی عیش ہے مزے سے کھاؤ پیو اور بستر پر آرام کرو آپ کی قسمت اچھی ہے ہم تو جنگلوں کی خاک چھانتے اور پتھروں پر پھرتے رہے ہیں ہاں جی آپ کی باری تو سب کو ترس آ گیا۔ غوث العالمین بھی تشریف لے آئے ہیں۔ ہماری باری تو سب خاموش رہے۔ اب تمہیں عیش ہی عیش ہے۔

میں نے عرض کی قبلہ! جس طرح آپ کا حکم ہو میں اسی طرح کرنے کو تیار ہوں۔ بابا جی مسکرائے اور فرمانے لگے نہیں بیٹا وہ کہتے تو ٹھیک ہی ہیں۔ تم اب وہی کرو جو وہ کہہ گئے ہیں۔ اگلی صبح حضرت قبلہ بابا جیؒ نے حکم دیا کہ سیدھے لاہور چلے جاؤ وہاں ایبٹ روڈ پر حضرت حسن کنجد گر المعروف حسو تیلی سہروردیؒ کا مزار ہے وہاں جا کر بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ آپ تعمیل ارشاد میں اپنے گاؤں جانے کی بجائے سیدھے لاہور آ گئے اور مزار مبارک پر چلہ کش ہو گئے۔ ۴۸

## خلافت:

ایک رات جب آپ اپنے اوراد و وظائف میں مشغول تھے تو دیکھا کہ دفعتاً کمرے کی چھت اڑ گئی ہے اور آسمان سے سرچ لائٹ کی طرح روشنی اندر آرہی ہے بلکہ کمرے کی دیواروں سے بھی روشنی پھوٹ رہی تھی گردونواح کا ماحول تا حدنظر نور ہی نور تھا اس عالم میں طبیعت میں ایک خاص قسم کی طمانیت پیدا ہوگئی اور سکون ہی سکون محسوس ہونے لگا حضرت قبلہ بابا غلام محمد صاحب سہروردیؒ ان دنوں لاہور میں اپنے ایک مرید کے ہاں تشریف لائے ہوئے تھے اگلے دن آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھتے ہی آپ کو اٹھ کر گلے لگا لیا اور فرمایا مولوی صاحب ۴۹؎ تو نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے اب عیش ہی عیش ہے اور آپ کو دستار خلافت عطا فرمائی۔

## قلندر رسول نما:

مزار مبارک پر چلہ مکمل ہونے اور دستار خلافت عطا ہونے کے بعد آپ نے لاہور میں مستقل رہائش اختیار کر لی اور ایک مکان چھ روپے ماہور کرایہ پر لے لیا۔ اور آپ نے حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے مزار پر جامع مسجد میں امامت وخطابت کی ذمہ داری سنبھالی ۱۹۲۵ تا ۱۹۳۴ تقریباً نو سال یہ سلسلہ جاری رہا۔ اسی دوران آپ کو صاحب مزار کی طرف سے، غوث زماں اور قلندر رسول نما کا خطاب عطا ہوا۔

## مسندِ ارشاد:

حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کے حکم پر آپ نے قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں ایک قطعہ اراضی خرید کر اپنا ذاتی مکان تعمیر کروایا۔ خرابی صحت کی بنا پر آپ نے حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے دربار والی جامع مسجد سے امامت وخطابت چھوڑ دی۔ ۵۰؎ اور آستانہ عالیہ پر مسندِ ارشاد بچھائی اور سالکین راہ طریقت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

سرزمین پنجاب میں آپ طریقت سہروردیہ کے مجدد ہیں آپ ہی کے دم قدم سے اس سلسلہ کا آغاز ہوا۔ اس سے قبل سلسلہ عالیہ سہروردیہ مانند پڑ چکا تھا۔

حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے عالمِ رویاً میں حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھیؒ کو فرمایا کہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی تبلیغ واشاعت کا کام ابوالفیض سید قلندر سہروردی کے سپرد کر دیا گیا ہے برصغیر میں یہ میرے نائب ہیں چنانچہ حضرت قبلہ سید قلندر علی سہروردی نے اس سلسلہ کی ترویج وتجدید میں بہت کام کیا۔ اور سلسلہ سہروردیہ کو دوبارہ متعارف کرایا آپ کے ذریعے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کو حیات نو عطا ہوئی۔ ہزاروں بندگان خدا کو آپ کے ذریعے ہدایت خداوندی نصیب ہوئی آپ اہل جذب اور اہل سلوک دونوں گروہوں کے رہنما تھے اکثر امور باطنی اہل جذب کے حوالے فرماتے اور ان سے ان کی اپنی زبان میں گفتگو فرماتے۔

چوہدری محمد یوسف سہروردی مرحوم نے آپ کی مسندِ ارشاد کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچا ہے۔

نہ پیروں کی طرح سج دھج نہ سبز جامہ نہ عمامہ نہ عصا و مالا اپنے رئیسانہ انداز میں اپنے گھر ایک بلند تخت پر بیٹھے اور دوستوں کیلئے کرسیاں مہیا کئے ہوئے ان کی جیبوں میں انوار معرفت ایک ایسے انداز میں ڈالے جا رہے ہیں کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں ہوتی بلکہ کئی دفعہ حاصل کرنے والے دوست کو بھی اس کا علم نہ ہوسکا۔ فرمایا کرتے تھے کہ "کہہ کر کرایا تو کیا کرایا" اپنے دوستوں کی تربیت کا انداز نرالا تھا۔ ہر ایک کی خواہش کے مطابق جھلک دکھاتے تھے۔ اندازِ بیان میں ہزاروں لطائف پوشیدہ ہوتے۔ ہر سننے والا یہی سمجھتا کہ شاید میرا ہی علاج فرما رہے ہیں دوستوں کے علاوہ دوسرے حاجت مند بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ چاہے وہ کسی مذہب وملت سے وابستہ ہوں۔ مناظرہ، مجادلہ یا کسی قسم کے الجھاؤ سے مبرّہ اپنے میں تبلیغ کے

بے شمار پہلو رکھتے فرماتے کہ:

سب سے بلند و احسن تبلیغ کا پہلو یہ ہے کہ اپنا کرتہ صاف رکھے کسی کے کرتہ کے میل پر تنقید نہ کرے۔ تمہارے کرتے کو دیکھ کر میلے کرتے والا بھی خود بخود اثر پذیر ہوگا جو وقت غیر کی تنقید میں صرف کرنا ہے وہ اپنی اصلاح پر لگایا جائے اپنی سیدھ ٹھیک رکھو اور منزل کو کھوٹی نہ کرو جہاں سورج چھپنے سے پہلے پہنچنا ہے وہاں اگر راستے میں رک گئے چاہے کسی غیر کی وجہ سے ہی ہو منزل میں دیر ضروری ہوگی اور یہی نقصان کا باعث بنے گی۔ ۵۲

صاحب امر ہونے کی حیثیت سے آپ بے شمار انداز رکھتے تھے ہر دوست کے مذاق و فطرت سے ایسی موافقت رکھتے کہ وہ آپ کی نظر کرم کو اپنے ہی لیے مخصوص جانتا۔ شان امر کے ماتحت دینی و دنیوی دونوں امور مسِ قدرت تامّہ رکھتے کسی کی اصلاح مقصود ہوتی تو کچھ ایسے انوکھے طرایق بروئے کار لاتے کہ مقدرات کو ہی بدل ڈالتے۔ ۵۳

جناب خاور سہروردی کا بیان ہے کہ:

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ہماری مرضی کے خلاف اس دہلیز کے اندر کوئی قدم نہیں رکھ سکتا رب العزت کی مہربانی سے جو آتا ہے وہ کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔ بارگاہ ایزدی میں ایک عرض کر چھوڑی ہے جو اس کی مہربانی سے قبول ہو چکی ہے کہ یا اللہ مجھے اس گروہ حق کا واسطہ بنا جس کی کامیابی و کامرانی تو اپنی رضا میں پہلے ہی مقدر کر چکا ہے۔ اس دروازے پر صرف اسے آنے کی توفیق عطا فرما جس کا کام تیری رضا میں ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ نہ اس کو جس کے مقدر میں محرومی لکھی جا چکی ہے۔

## ظاہری جمالِ قلندر:

آپ کا قد مبارک بالوجاہت میانہ قدوں سے کچھ نکلتا ہوا۔ بھری محفل میں آسانی سے پہچانے جاتے۔ رونق محفل اتنا کہ کچھ دیر کیلئے کسی سبب سے بیرون محفل ہوا تو محفل کھوکھلی سی محسوس ہونے لگے پھر جب درون محفل آیا تو ساری محفل پر کیف سا چھایا۔ جسم مبارک سڈول اور آپ کا رخ انور نہ لمبائی پر اور نہ گولائی پر تھا بلکہ بیوضوی اور ریش مبارک سے اس کو رونق ملی تھی۔ چہرہ کا رنگ سفید مائل بہ سرخ تھا۔ صبح کے وقت سفید و سرخ رخساروں پر ہلکی سبز سبز لہریں دیکھنے میں آتیں۔ ریش مبارک کا قدرتی طور پر خط بنا ہوا تھا۔ پیشانی مبارک نہایت کشادہ ہونٹ پتلے۔ لبیں تراشی ہوئیں اور آپ کی مسکراہٹ پریشان دلوں کا سہارا بن جاتی۔ چشمہائے مبارک نہ بڑی نہ چھوٹی سرگیں پتلیاں خوب سیاہ ان کی مستی صبح کے وقت قابلِ نظارہ ہوتیں تھیں۔ عموماً سفید عمامہ زیب سر ہوتا تھا گرمیوں میں کبھی کبھی ہلکی گاڑھی ہوئی ٹوپی پہن لیتے۔ لباس موسم کے مطابق استعمال کرتے سفید عمامہ، سیاہ اچکن، سفید شلوار، سفید و سیاہ خانوں والا بڑا رومال دونوں شانوں کے اوپر اپنے کمرے میں مشرقی کونے میں ایک بید کی چھال سے بُنے ہوئے تخت پر قبلہ رو تکیہ لگائے قال اللّٰہ وقال الرسول میں یہ ہستی صبح سے شام تک پیاسوں کو سیراب کرتی۔

## سیاسی و ملّی خدمات:

حصول پاکستان کی جنگ میں ہمارے مشائخ عظام نے سب سے زیادہ کردار ادا کیا ہے۔ بلکہ سرزمین پاکستان اولیاء اللہ کا فیضان ہے اس سرزمین کو حاصل کرنے کیلئے ہمارے مشائخ عظام نے سردھڑ کی بازی لگادی اس مقصد کے حصول کیلئے ۱۹۲۵ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد میں منعقد کی گئی۔ جس میں حضرت

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کو بلا مقابلہ صدر چنا گیا۔ پھر ۱۹۳۵ میں یہ کانفرنس بدایوں میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں حضرت امیر ملت کو دوبارہ صدر چن لیا گیا اور ان کی قیادت میں تن دھن کی بازی لگانے کا عزم کیا گیا۔

اپریل ۱۹۴۶ء میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی اور محدث اعظم ہند سید محمد شاہ صاحب کچھوچھوی کی کوششوں سے بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں پانچ ہزار سے زائد علماء اور مشائخ عظام نے شرکت کی اس کانفرنس میں مسلمانوں کیلئے علیحدہ وطن پاکستان کے قیام کا مطالبہ کیا گیا۔ اور مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا گیا اور قیام پاکستان کیلئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا عہد کیا گیا۔

حصول پاکستان کی تحریک میں حضرت پیر صاحب مانکی شریف، پیر صاحب زکوڑی شریف سید محمد محدث کچھوچھویؒ، سید نعیم الدین مرادآبادیؒ، خواجہ قمر الدین سیالویؒ، حضرت پیر عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریف (سندھ) حضرت مولانا محمد قاسم مشوری (لاڑکانہ سندھ) ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ (لاہور) ابوالحسنات سید محمد احمد قادری لاہور۔ غزالی زماں سید احمد سعید کاظمیؒ (ملتان)۔ پیر غلام مجدد سرہندیؒ (سندھ) خواجہ غلام سدید الدین تونسویؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور شیخ القرآن خواجہ عبدالغفور ہزاروی جیسے دیگر یگانہ روزگار مشائخ عظام نے امیر ملت حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی قیادت میں شانہ بشانہ کام کیا اور تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آپ نے مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا اور اپنے متوسلین کو بھی مسلم لیگ کی حمایت کا حکم دیا۔ اور مسلم لیگ کا پیغام قریہ قریہ پہنچایا۔ مسلم لیگ نے پنجاب میں

بڑے بڑے جلسوں کا انعقاد کیا۔ ان جلسوں میں حضرت قبلہ ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ کا خصوصی خطاب ہوتا تھا۔ روزنامہ نوائے وقت ۲۳ مارچ ۱۹۹۶ نے مسلم لیگ لاہور کے تحت ۱۷ مارچ ۱۹۴۰ کو منعقد ہونے والے جلسہ کا اشتہار شائع کیا ہے۔ جس میں خطاب کرنے والے حضرات میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی مولانا محمد بخش مسلم بی۔اے اور مولانا ابوالفیض قلندر علی سہروردی کا نام شامل ہے۔ آخر کار ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔

چوہدری محمد یوسف سہروردیؒ مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ:۵۴

ابھی ابھی نیا پاکستان بنا تھا ایک دن حضرت پیر امانت علی شاہ چشتی نظامی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کی قیادت پر نکتہ چینی شروع کر دی۔ ان کی وضع قطع لباس اور عقیدے پر تنقید کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ایسے شخص کی قیادت مسلمانان پاکستان کیلئے انجام بخیر نہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب ایک سوال کا جواب دیجئے۔

فرض کریں کہ آپ اس گلی سے گزر رہے ہیں۔ کچھ دور جانے کے بعد آپ کی گلی کی نالیاں صاف کرنے والا جمعدار اپنے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے اور کیچڑ سے بھرے ہوئے ہاتھوں سے آپ کا دامن تھام لیتا ہے اور کہتا ہے کہ مولانا آگے نہ بڑھیں وہ دیکھو ایک اژدھا سامنے نالی کے سوراخ سے سر نکالے ہوئے ہے اگر آپ اس نالی پر سے گزریں گے تو نقصان ہوگا۔ آپ دور سے ہی اژدھا کو دیکھ کر جمعدار کا شکریہ ادا کریں گے۔ اس وقت آپ کو خیال نہ اس کے پھٹے پرانے کپڑوں کی طرف ہوگا اور کیچڑ بھرے ہاتھوں کی طرف جس خطرہ عظیم سے اس جمعدار نے آپ کو اطلاع دی ہے اس کے مقابل میں اس کے تمام تر عیوب آپ کی نظر میں کالعدم ہوں گے۔ ہندو قوم نے مسلمانوں کا نشان مٹانے کیلئے جو منصوبے تیار کر رکھے ہیں ان سے محمد علی

جناح نے آگاہ کردیا۔ شاہ صاحب کو آپ کے کلام سے تسلی ہوئی اور قائداعظم زندہ باد کے زمرہ میں شمولیت فرمائی۔۵۵

قیام پاکستان کے ساتھ ہی علماء و مشائخ اہلسنت اپنے فریضہ سے عہدہ برآ ہونے اور واپس اپنی خانقاہوں میں جلوہ فگن ہو گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم لیگ کی قیادت نے علماء میں سے حامیان پاکستان کی بجائے مخالفین پاکستان کا دستور ساز اسمبلی اور دوسرے اداروں میں جگہ دی جب کہ علماء اہلسنت کو بالکل نظر انداز کردیا گیا۔ مسلم لیگ پر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ جنہیں راہ راست پر لانا یا ان سے نفاذ اسلام کی توقع رکھنا فہم و فراست سے دور تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد علماء اہلسنت کو احساس ہوا کہ ہماری علیحدہ نمائندہ تنظیم ہونی چاہیے تھی جو ہمارے حقوق کا تحفظ کرتی۔

غزالی زماں امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمی ۵۶ اس مایوسی اور پریشانی کے عالم میں باران رحمت کا پہلا قطرہ بنے۔ انہوں نے اہلسنت کی اس زبوں حالی پر سنجیدگی سے غور کرنا شروع کیا۔ مشائخ اور علماء سے رابطہ کیا چنانچہ انہوں نے محدث الوری سید دیدار علی شاہ کے بڑے صاحبزادے سید ابوالحسنات محمد احمد قادری کو ایک خط ۴ مارچ ۱۹۴۸ کو تحریر کیا جس میں انتہائی دردمندی سے دکھی دل کے ساتھ انہیں حالات سے آگاہ کیا کہ تحریک پاکستان کے مخالفین کو مسلم لیگ نے اہم ذمہ داریاں سونپ دی ہیں اور مجاہدین تحریک آزادی کے قافلہ کو نظر انداز کردیا ہے لہٰذا اہلسنت کو چاہیے کہ ا۔ امیر کی قیادت میں متحد منظم ہو جائیں۔ امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ نے اہلسنت کی تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کو اکٹھا کرنے کیلئے ۲۶، ۲۷، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ کو مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان شریف میں اکابر علماء و مشائخ کا ایک اجلاس طلب کیا جس کے دعوت نامے مجلس استقبالیہ کے چیئرمین سید شیر شاہ گیلانی کی طرف سے

جاری ہوئے تھے اس اجلاس میں جمعیت علمائے پاکستان کی تشکیل کی گئی۔ مرکزی قیادت کا انتخاب ہوا۔ مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری صدر اور علامہ سید احمد سعید کاظمی ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ جب کہ دیوان سید آل رسول اجمیری، مولانا عبدالحامد بدایونی، مفتی صاحب داد خان (سندھ) اور مولانا عبدالغفور ہزاروی نائب صدر قرار پائے نائب ناظم اعلیٰ کی ذمہ داریاں مولانا غلام معین الدین نعیمی اور مرتضیٰ احمد مکیش کو سونپی گئی۔ مولانا قلندر علی سہروردی (لاہور) مرکزی ناظم اطلاعات چنے گئے۔[57]

اسی طرح حضرت ابو الفیض سید قلندر علی سہروردیؒ نے جمعیت علمائے پاکستان میں بھی مرکزی کردار ادا فرمایا۔ اور جمعیت علمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے ملکی و ملی خدمات سرانجام دیں اور آپ نے جمعیت علمائے پاکستان کو چاروں صوبوں میں مقبول بنانے کیلئے فعال کردار ادا فرمایا۔

جب ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک چلی۔ مجلس عمل کے قائد مولانا ابوالحسنات قادریؒ نے اجلاس میں آپ کو بھی مدعو فرمایا۔ چنانچہ آپ اجلاس میں تشریف لے گئے اور آپ نے تحریک ختم نبوت کیلئے اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا اور تحریک کا پورا پورا ساتھ دیا۔

## باطنی امور کی نگرانی:

حضرت قبلہ اہل ظاہر اور اہل باطن دونوں کے امام تھے۔ علمائے کرام بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنی علمی الجھنیں دور فرماتے۔ اور اہل باطن بھی حاضر ہوتے اور اپنے تکوینی امور کے بارے ہدایات حاصل کرتے۔

چوہدری محمد یوسف سہروردیؒ مرحوم کا بیان ہے کہ:

مجھے آپ کی معیّت میں متعدد سفروں کی سعادت بھی حاصل ہوئی ہے۔ آپ

کا دورہ ظاہری طور پر تبلیغی پہلو لیے ہوئے ہوتا تھا لیکن دراصل باطنی امورِ انتظامیہ کی نگرانی مقصود ہوتی اولی الامر حضرت جن جن جگہوں پر متعین ہوتے ان کو ہدایات جاری فرماتے۔ یہ حضرات آپ کی خدمت میں اپنے اپنے علاقوں کے حالات بیان کرتے۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ سفر میں تھے اور ایک مسجد سے باہر نکل رہے تھے کہ میں نے آپ کی زبان سے چند تُرش الفاظ سنے۔ مخاطب کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ میں نے گمان کیا کہ آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں بڑا شرمندہ ہوا اور دل ہی دل میں کڑتا رہا جس جگہ پہنچنا تھا وہ ایک بڑے امیر دوست کا گھر تھا جس نے بڑے پر تکلف انداز میں دعوت کا اہتمام کیا ہوتا تھا۔ میں وہاں کچھ نہ کھا سکا مجھے آپ کے وہی الفاظ جو مسجد سے باہر نکلتے ہوئے کہے تھے یاد آ رہے تھے۔ چند دوستوں نے مجھے دیکھا کہ یہ اداس سا ہے تو حضرت قبلہ سے بیان کیا آپ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور مجھ سے عرض حال سُنا اور مسکرائے فرمانے لگے کہ آپ خواہ مخواہ اس گفتگو کو اپنے اوپر گمان کر رہے ہو وہ جس سے میں مخاطب تھا اس علاقے کا باطنی رپورٹر تھا اس کی کارکردگی قابل سرزنش تھی جس وجہ سے میں اس سے خفا ہو رہا تھا۔ فرمانے لگے کہ اسی طرح کا گمان ایک دفعہ مولوی غلام مرشد صاحب خطیب شاہی مسجد لاہور کو بھی ہوا تھا۔ جب میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر ایک ایسے مرد سے ہمکلام تھا جس کو داتا صاحب کی طرف سے لاہور میں ٹھہرنے کی اجازت نہ تھی۔ میں اسے پیغام دے رہا تھا اور مولوی غلام مرشد صاحب اپنے اندر ہی اندر بدگمانیاں جمع کر رہے تھے۔ ۵۸

محمد یوسف سہروردی صاحب مزید تحریر فرماتے ہیں کہ:

آپ کی دسترس بین الاقوامی امور باطن پر بھی تھی اس بنا پر کبھی کبھی سرحدوں کا دورہ بھی فرماتے پاکستان کو معارضِ وجود میں آئے ہوئے ابھی چار پانچ سال ہی گزرے تھے کہ انتظامیہ میں اچھا خاصا خلل واقع ہوا آئے دن وزراء تبدیل ہو۔

لگے تقریباً تمام تر افسران بالا خود غرضی کا شکار ہو گئے۔ میں ایک رات عشاء کی نماز کے بعد حاضر خدمت تھا۔ ایک صاحبِ امر جو عموماً اسی وقت حاضر خدمت ہوتا تھا اور حضرت قبلہ سے باطنی امور پر مشورے لیتا۔ بیٹھک میں داخل ہوا اور کرسی پر بیٹھتے ہی جلالی انداز میں ایک ایک کر کے وزراٴ کو گالیاں دینا شروع کر دیں غصہ میں بھرا ہوا قبلہ گاہی کی خدمت میں انتظامیہ کے خلاف شکایات کے انبار لگا رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ عوام الناس کی کس پُرسی کا نقشہ بھی کھینچتا جاتا تھا۔ غصہ کی وجہ سے اس کی آواز بلند تھی۔ حضرت قبلہ کے چہرہ پر جوش و جلال کے آثار نمودار ہو رہے تھے آخر اس کا کلام قطع کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ شرم کرو اور بکواس بند کرو۔

وہ وقت بھول گئے ہو جب آپ تمام دست بستہ میرے پاس آئے تھے اور اس خطۂ زمین کیلئے درخواست کی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ ہمیں پاکستان علیحدہ دلا دیں۔ ہم خود اس کے انتظام کے ذمہ دار ہونگے۔ افسران بالا کی تعیناتی بھی کیا میرے لئے چھوڑ رکھی ہے اگر سنبھال نہیں سکتے تو علیحدگی اختیار کرو۔ میں نے حضرت قبلہ کے دوران کلام اس شخص کو دیکھا کہ کرسی سے اتر کر نیچے فرش پر بیٹھا ہوا ہے اس کا سارا جسم کانپ رہا ہے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے معافی کے کلمات زبان سے نکال رہا ہے۔ اس کا جوش و خروش سب ٹھنڈا پڑا ہوا ہے۔ یہی کہے جا رہا ہے کہ موتیوں والی سرکار مجھے معاف کر دیں، غلطی ہو گئی۔ ایسی شکایت پھر کبھی زبان پر نہیں لاؤں گا۔ ۵۹

اسی قسم کا ایک واقعہ جناب خاور سہروردی صاحب کی زبانی سنیے۔ خاور صاحب کا بیان ہے کہ پاکستان اور بھارت کی سرحدوں پر ۱۹۵۶ء میں فوجوں کی کافی نقل و حرکت شروع ہو گئی تھی، انہیں دنوں کسی کام کی غرض سے میں عصر کے وقت گوال منڈی چوک لاہور سے پیدل گزر رہا تھا ایک لمبا تڑنگا مجذوب درویش جس کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ ہو گی ننگا جسم صرف گھٹنوں کے اوپر تک دھوتی گداز جسم

بھرپور کالی سیاہ داڑھی، کھلتا ہوا گندمی رنگ گول چہرہ موٹی آنکھیں جو سُرخ تھیں اچانک میرے سامنے آ کھڑا ہوا اور میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھاری بھرکم آواز اور پرجلال لہجے میں مجھ سے مخاطب ہوا۔ ''مسلمانوں کو وہ دن بھول گئے ہیں جب انہیں جوتیاں لگی تھیں اور مار مار کر بھرتہ نکال دیا تھا؟ اپنی دھن میں اس نے یہ الفاظ کہے اور میری نظروں سے غائب ہو گیا گویا رجال الغیب سے تھا۔ شام کے قریب جب حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے خود ہی سوال کیا کہ وہ درویش کیا کہتا تھا۔ اس وقت حضرت قبلہ کے چہرے پر جلال کی جھلکی نمایاں تھی۔ میں نے اس کی بات عرض کر دی فرمایا تم نے کیا جواب دیا؟ میں نے عرض کی کچھ بھی نہیں فرمایا اسے کہہ دینا تھا کہ ان ناخوشگوار حادثات کا ذمہ دار کون ہے؟ مسلمانوں کی پگڑی کی بجائے کیا نہرو کی دھوتی کی تمہیں زیادہ لاج ہے؟ معین الدین چشتی کے لوٹے مصلے سے پیار ہونا چاہئے۔ یا پرتھوی راج کے زنار سے؟

کچھ توقف کے بعد مسکراتے ہوئے فرمایا اس مجذوب کی ڈیوٹی دہلی مین لگی ہوئی ہے۔ وہیں سے آیا تھا اپنی بولی بول کر چلا گیا ہے اور جواب بھی لے گیا ہے۔ [60]

## زیارت انبیاء علیہ السلام:۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ اس ذات حقیقی کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ مجھے راتوں رات جملہ انبیاء السّلام کی زیارت سے مشرف فرمایا اور علیحدہ علیحدہ ہر ایک سے مصافحہ کا شرف بھی بخشا۔ یہ سب برگزیدہ انبیاء السّلام مجھے ایک قطار میں دکھائے گئے اور لطف پر لطف یہ کہ سب سے پہلے بھی حضور ﷺ کو دیکھا اور قطار کے ختم ہونے پر بھی سب سے آخر میں انہیں ہی پایا۔ رب العزت کے فضل و کرم سے اب بھی یہ مقدس جماعت میرے تصور میں رہتی ہے۔ [61]

## ادائے حج:

۱۹۳۵ء میں آپ فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کو ابن سعود کی طرف سے دعوت نامہ ملا۔ آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شاہ سعود نے پوچھا سنائیے! آپ کا سفر بخیریت گزرا۔ راستہ میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ میں نے کہا کہ تکلیفیں تو بہت ہوئیں ہیں۔ پوچھنے لگے! وہ کیا؟ میں نے ساری تکلیفیں بتائیں۔ اس وقت مولانا اسماعیل غزنوی، امان اللہ کابلی وزیر یمن، سر عمر حیات خان ٹوانہ، نواب آف بہاولپور، نظام حیدر دکن کی والدہ اور کئی دیگر عمائدین وہاں موجود تھے۔ جب میں نے راستے میں پیش آنے والی تکالیف بتائیں تو شاہ ابن سعود نے کہا کہ یہ جتنے لوگ بیٹھے ہیں انہوں نے تو کسی تکلیف کا ذکر نہیں کیا۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ تکالیف ہوئیں میں نے کہا کہ ہم پہلے آئے ہیں اور یہ بعد میں۔ علاوہ ازیں یہ فسٹ کلاس کی سیٹوں پر سفر کر کے جدہ پہنچے ہیں۔ جدہ میں جلالۃ الملک سلطان کی قیمتی کاریں انہیں لینے کیلئے وہاں موجود تھیں اور یہاں گیارہ بجے آپ کے ہاں کھانا کھایا۔ انہیں کیا تکلیف ہونا تھی۔ تکلیف تو انہیں ہوئی ہے۔ جن کیلئے نہ بسیں ہیں نہ راستے میں پانی کا انتظام ہے اگر حکم ہو تو پانچ دس آدمی پیش کروں۔ شاہ ابن سعود کہنے لگے۔ جتنی تکلیفیں آپ نے بیان کیں یہ سب مجھے لکھ کر دیں تا کہ آئندہ ان کا تدارک کیا جاسکے اور حجاج کیلئے زیادہ سے زیادہ سہولتوں کا انتظام کیا جاسکے۔ میں نے کہا کہ بہتر مگر مدینہ شریف کے سفر کے بعد لکھ کر دوں گا چنانچہ حج بیت اللہ اور سفر مدینہ منورہ کی حاضری کے بعد سفر پر میں نے تمام حالات لکھے اور اس میں یہ بھی لکھا کہ مکہ معظمہ اور مدینہ المنورہ میں لڑکیوں کیلئے ایسے سکول کی تعمیر کی ضرورت ہے۔ جیسے مدرسۃ البنات یا مدرسۂ ملّیہ میں۔ میری اس تحریر کا

جواب شاہ ابن سعود کی طرف سے مجھے حج سے واپس پر یہاں لاہور میں وصول ہوا۔ جس میں انہوں نے لکھا کہ معلمات اور متعلمات کی ضروریات واخراجات کا ذمہ کون لے گا۔ میں نے انہیں لکھا کہ یہ حکومت کے فرائض میں داخل ہے اگر اس ضمن میں کوئی بوجھ مجھ پر ڈالا جائے مثلاً سلائی مشینیں وغیرہ اور دیگر سامان وغیرہ کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ لیکن ان کا انتظام آپ کے ذمہ ہوگا۔ چنانچہ میرے اس خط کے، جواب میں انہوں نے مجھے پھر لکھا کہ میرا وزیر عبداللہ سلیمان اس کے متعلق آئندہ سال حج کے موقع پر آپ سے خصوصی بات کرے گا۔ مگر دوسرے سال میں حج پر نہ جاسکا۔ کیونکہ مسجد شہید گنج کا جھگڑا شروع ہوگیا تھا۔ ۶۲ے

## بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری:

چوہدری محمد یوسف سہروردی مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ حُسن محبوب کا اپنا ہوتا ہے۔ اس کی مرضی ہے چاہے نقاب ڈال لے یا اٹھا ڈالے۔ مواجہہ شریف کے سامنے حاضری کیلئے دست بستہ کھڑا تھا کہ رحمت عالم جوش میں آئی۔ درون خانہ کے پردے اٹھائے گئے اور مجھے اندر آنے کی اجازت بخشی گئی۔ میرا جسم بے حس ہوکر دھڑام سے گر گیا۔ ساتھ والے احباب متفکر ہوئے کہ یہ کہیں جان ہی سے نہ چلا جائے اور میں۔ ''زدرون خانہ گفتم'' کی کیفیت لئے شریک محفل تھا۔ اس وقت حضرت عمرؓ اپنے ہاتھ میں تلوار سنبھالے پاسبانی کے منصب پر فائز تھے۔ مجھے ان کے رعب دار'' الفاظ دواندر'' کی صدا ابھی تک سنائی دیتی ہے سرکار دو عالم ﷺ کے حضور میری حاضری کی مدت تقریباً آدھ گھنٹہ رہی، اس دوران میرے دوست میرے جسم کو ادلتے بدلتے رہے حتیٰ کہ میں اس محفل سے سرشار واپس آیا۔ ۶۳ے

## کشفِ رویاء:

جناب صوفی مرزا عبدالکریم سہروردیؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ ایک مجمع کثیر بشکل حلقہ ہے جس کے چاروں طرف لوگوں کا ہجوم ہے میں بھی دیکھنے کیلئے آگے بڑھا لیکن بھیڑ کی وجہ سے حلقہ کے اندر کی کیفیت معلوم نہ ہوئی تو میں نے ایڑیاں اٹھا کر لوگوں کے سروں سے اونچا ہو کر حلقہ کے اندر دیکھا تو وہاں ایک بزرگ بیٹھے نظر آئے انہوں نے میری طرف انگلی کا اشارہ کر کے حاضر ہونے کا اشارہ فرمایا چنانچہ میں تیزی سے ان کی طرف کھنچا چلا گیا جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ بزرگ سخت جلال کے عالم میں ہیں مجھے حکم فرمایا کہ میرے پیچھے پیچھے آؤ اور مجھے ایک کمرہ میں لے گئے وہاں بہت سی پگڑیاں پڑی تھیں مجھے فرمایا کہ ان میں سے ایک پگڑی لے لو میں نے ایک پگڑی اٹھا لی فرمایا اسے پہن لو اور جاؤ میں نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کی تعریف آپ نے فرمایا مجھے غوث العالمین بہاء الدین زکریا ملتانی کہتے ہیں اگلی صبح میں حضرت قبلہ کی خدمت میں آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا تو حسن اتفاق سے حضرت بابا جی میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھی بھی وہاں موجود تھے حضرت بابا جی تخت پوش پر تشریف فرما تھے اور حضرت قبلہ ساتھ والی کرسی پر۔ حضرت قبلہ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا تم نے گستاخی کیوں کی؟ میں ندامت سے خاموش رہا حضرت قبلہ بابا جی میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھیؒ نے فرمایا اگر یہ گستاخی نہ کرتا تو پگڑی کیسے حاصل کرتا؟ ۶۴

## فقیر اور وزیر:

حاجی محمد دین سہروردیؒ (وہاڑی والے منیجر صاحب) بیان کرتے ہیں کہ:
ایک دفعہ حضرت قبلہ کراچی تشریف لے گئے۔ وہاں آپ دین محمدی پریس

کے ساتھ ایک ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے میں بھی حاضر خدمت تھا۔ دوران قیام کراچی ایک دن حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کے سجادہ نشین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعوت قبول فرمانے کی درخواست کی۔ آپ نے اسے قبول فرمالیا۔ چنانچہ آپ چند احباب کے ہمراہ ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ یہاں کافی دیر بیٹھے اور نماز مغرب ادا کی۔ احباب نے صاحب دعوت سے معلوم کیا کہ کتنی دیر ہے تو پتہ چلا کہ فلاں وزیر صاحب کا انتظار ہو رہا ہے کیونکہ انہیں بھی دعوت دے رکھی ہے جب وہ آئیں گے تو کھانا شروع ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ:

فقیر اور وزیر دونوں کا نبھا کس طرح ہوسکتا ہے۔ فقیر کو وزیر سے کیا کام۔ یہ کہہ کر آپ اٹھ کر چل دیئے۔ صاحب دعوت نے آپ کو بٹھانے کی ہر چند کوشش کی لیکن آپ نہ ٹھہرے اور ان کی دعوت نہ کھائی۔

## قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید:

بابا جیون محمد سہروردی (حال مقیم کوٹ سبزل تحصیل صادق آباد) بیان کرتے ہیں کہ میں نے قصبہ کوٹ سبزل سے ۴۔۵ کلومیٹر دور زمین خریدی لیکن نیچے پانی کڑوا تھا۔ اس لئے پینے کیلئے نہر کا پانی استعمال کرنا پڑتا۔ سردیوں میں جب نہر خشک ہو جاتی تو سخت تکلیف ہوتی۔ میں لاہور آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اور حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا سارا قصہ بیان کیا کہ سخت تکلیف ہے کہ جس جگہ سے ہم پانی پیتے ہیں وہاں سے جانور وغیرہ بھی پانی پیتے ہیں۔ کیا کیا جائے؟ حضرت قبلہ نے وہیں بیٹھے ہوئے فرمایا کہ تمہاری زمین پر فلاں جگہ ایک کریر کا درخت ہے اس کے قریب نلکا لگاؤ۔ اللہ تعالیٰ کرم کرے گا۔ چنانچہ میں نے واپس آکر حضرت قبلہ کے نشان زدہ مقام پر نلکا لگوایا تو نیچے زمین سے پانی میٹھا نکل آیا ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ اسی طرح

حضرت قبلہ کے طفیل ہماری تکلیف رفع ہوگئی قرب و جوار کی بستیوں کے لوگ بھی یہاں سے آکر پانی لے جاتے ہیں۔

## حیرت کا مشاہدہ:

حضرت قبلہ صوفی نذیر احمد صاحب غوری سہروردیؒ بیان فرماتے ہیں کہ:

ایک بار سید شریف حسین شاہ صاحب سجادہ نشین حضرت طاہر بندگیؒ (لاہور) جو مقامی پریس کے مالک تھے وہ حضرت قبلہ سے کہنے لگے حضور یہ حیرت کیا چیز ہے آپ نے جواب مین فرمایا کہ آپ نے دیکھنی ہے۔ شاہ صاحب کہنے لگے کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا اگر آپ کا پریس نہ رہے۔ مکان نہ رہے تو پھر حیرت نظر آئے گی۔ شاہ صاحب نے کہا۔ حضور مجھے منظور ہے۔ مگر یہ بھی ساتھ فرمادیں کہ اس حال میں کسی سے کچھ نہ مانگوں بلکہ دیتا ہی رہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سب کچھ گیا۔ مگر حضرت قبلہ کے فرمان کے مطابق انہوں نے ساری عمر کسی سے کچھ نہ مانگا بلکہ دیتے ہی رہے اور استقامت سے حیرت کا نظارہ کیا۔ ۶۵

## لوح محفوظ است پیش اولیاء:

جناب مولانا محمد یوسف صاحب سہروردیؒ (فیصل آباد) بیان کرتے ہیں کہ میں نے ۱۹۴۳ء میں دورہ حدیث مدرسہ نعمانیہ لاہور سے کیا پھر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کسی قابل حکیم سے حکمت پڑھی جائے۔ اس کا ذکر مدرسہ کے مہتمم صوفی اللہ دتہ قادری سے کیا وہ مجھے حکیم مرزا محمد شفیع صاحب مالک حامی الصحت دواخانہ لاہور کے پاس لے گئے وہ لوگ مسلکاً قادیانی تھے مجھے جب ان کے مسلک کا علم ہوا تو میں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں گزارش کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ ہندو، سکھوں کے ساتھ بھی تو ملازمت کرتے ہیں۔ میں خاموش ہوگیا تقریباً اڑھائی سال ان کی

ملازمت میں رہا۔ ایک دفعہ حکیم صاحب مجھے قادیان کے جلسہ میں بھی لے گئے لیکن حضرت قبلہ کا سایہ مجھے ہر طرح سے اپنی پناہ میں لئے ہوئے تھا۔ میں نے ان سے معاہدہ کیا ہوا تھا کہ میرے مذہب کے بارے مجھ سے کوئی بات نہ کریں اور میں آپ کی بات میں دخل نہیں دیتا اس سے قبل ایک مولوی صاحب ان کی شاگردی میں آئے اور مرزائی بن کر گئے۔ اس لئے ان کا خیال تھا کہ شاید یہاں بھی یہ سلسلہ چل جائے۔ مگر ان کا جادہ نہ چل سکا۔

۱۹۴۶ء کے آخر میں حضرت قبلہ کے حکم سے سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں بطور خطیب مقرر ہوا لیکن ان لوگوں کے عدم تعاون کی وجہ سے میں نے استعفیٰ دے دیا۔ اور اپنے استاد مرزا محمد شفیع صاحب کے پاس بہاولپور پہنچ گیا۔ جو لاہور سے اپنا مطب ختم کر کے بہاولپور مقیم ہو گئے تھے اور ہم نے بازار فتح خان بہاولپور میں دواخانہ حامی الصحت کے نام مطب شروع کر دیا۔ ۱۹۵۲ء۔ ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت چلی تو میں یہاں اس کا صدر تھا۔ تو میرے استاد مرزا محمد شفیع مرزائیت سے میرے ہاتھ پر توبہ کر کے مسلمان ہو گئے۔ اور پھر باقی زندگی اسلام پر گزاری۔ اور استاد صاحب نے مرزائیت سے تائب ہونے کا باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیا۔ اس وقت مجھے حضرت قبلہ کے ارشاد کا راز سمجھ میں آیا کہ مجھے کیوں ان کے ساتھ رکھا گیا۔ نگاہ ولی میں دس سال قبل یہ بات آ چکی تھی کہ ایک وقت آئے گا جب اس کے ہاتھ پر ایک قادیانی خاندان مسلمان ہوگا۔

## سیر روحانی:

حضرت قبلہ سید ابوالشاہد محمد فیض احمد سہروردیؒ سجادہ نشین اول ارشاد فرماتے ہیں کہ:

قبلہ باباجی حضرت میاں غلام محمد حیات گڑھی سہروردیؒ پیار سے والد صاحب کو مولوی صاحب کہا کرتے تھے ایک دفعہ قبلہ والد صاحب اور باباجیؒ اکٹھے تشریف فرما تھے اور راز و نیاز کی باتیں ہو رہی تھیں۔ قبلہ باباجی نے والد صاحب سے فرمایا کہ مولوی صاحب چلو سیر کو چلیں۔ چنانچہ دونوں بزرگ مراقب ہوئے اور سیر روحانی پر محو پرواز ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد قبلہ باباجی نے آنکھیں کھول دیں اور والد صاحب کا بازو پکڑ کر زور سے ہلایا اور فرمانے لگے بس مولوی صاحب تم تو مجھ سے بہت آگے نکل گئے ہو۔ قبلہ والد صاحب باباجی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے سرکار یہ تو آپ کی کرم فرمائی ہے یہ تو آپ کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ ورنہ میری کیا بساط ہے باباجی فرمانے لگے ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ مرید پیر سے آگے نکل جاتا ہے۔ مجھے اس بات کی از حد خوشی ہے کہ میرا مرید اس قدر بلند مرتبت ہے۔

## تصورِ شیخ:

چوہدری محمد یوسف سہروردیؒ کا بیان ہے کہ حضرت قبلہ دوستوں میں سے اکثر کو تصورِ شیخ کی تلقین فرماتے فرمایا کرتے کہ حقیقت امر کے انوار جب ایک درخت پر جلوہ فگن ہو سکتے ہیں تو انسان پر جو اشرف المخلوقات ہے کیوں نہ ہوں۔ ہمارا ایک دوست آٹھوں پہر تصور میں گم رہتا حتیٰ کہ اس سے جگہ اور اوقات کا لحاظ بھی چھوٹ گیا آپ نے اسے فرمایا کہ تصور میں احتیاط برتا کریں ہر عمل ہر وقت اور ہر جگہ اس کے موافق نہیں ہوتی اس سے متصور کو تکلیف ہوتی ہے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ اس منزل تصورِ شیخ میں ایک شام میں اپنے گاؤں کے کھیت سے چارہ کاٹ رہا تھا اور تصور شیخ میں گم چارہ کاٹتا رہا۔ دوسرے ہی دن حضرت قبلہ باباجی میاں غلام محمد صاحب حیات گڑھیؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو آپ فرمانے لگے کہ چارہ

کاٹتے وقت میرا تصور نہ کیا کرو مجھے اس سے تکلیف ہوتی ہے۔

## فقیر بے نیاز:

جناب خاور سہروردیؒ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ حضرت قبلہ نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا یونہی دیدار حاصل کرنا تھا۔ آپ فرمایئے میرے متعلق کوئی کام ہو تو میں ہر طرح سے حاضر ہوں۔ فرمایا یہ دنیا کے معاملات ہیں اور چلتے ہی رہتے ہیں کہتے ہیں کہ درویشوں کے دروازے پر خلق خدا کچھ مانگنے آتی ہے۔ اگر درویش بھی سائیلوں سے مانگنا شروع کر دیں تو کوئی بات نہ ہوئی۔ سائل نے عرض کی میں نے یہ بات محض خدمت کے خیال سے عرض کی تھی فرمایا یہ تو محبت ہے۔ دیو جانس کلبی ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں ایک دفعہ وہ دھوپ کھا رہے تھے اسی اثنا سکندر اعظم آ گیا اور ان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور دھوپ کے درمیان حائل ہو گیا۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے۔ کہنے لگا سکندر اعظم۔ آپ نے پوچھا کیا چاہتے ہو کہنے لگا بادشاہ ہوں خود تو کچھ نہیں چاہتا آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اتنی ہی خدمت بڑی ہے کہ سامنے سے ہٹ کر کھڑا ہو جا اور مجھے دھوپ لگنے دے۔ سائل کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت قبلہ نے فرمایا۔ جس شخص میں اس بے نیاز کی قوتیں کام کرتی ہیں وہ اسے بھی بے نیاز کر دیتی ہیں۔

## کشف قلوب:

حاجی محمد دین سہروردیؒ (وہاڑی والے منیجر صاحب) بیان فرماتے ہیں کہ:

ایک دفعہ حضرت قبلہ وہاڑی میں میرے پاس تشریف لائے ہوئے تھے۔ کھانے کا وقت ہوا احباب بھی موجود تھے۔ دستر خوان بچھایا گیا اس وقت حضرت قبلہ

نے سر سے دستار مبارک اتار کر رکھی ہوئی تھی۔ایک شخص رفیع الدین صاحب بھی محفل میں موجود تھے۔اس نے دل میں خیال میں کہا کہ اگر حضرت صاحب نے کھانے کے وقت سر پر کپڑا لے لیا تو ولی کامل ہیں ورنہ ایسے ہی ہیں اور شریعت پر بھی کاربند نہیں۔ چنانچہ جبکھانا لگا دیا گیا اس وقت تک حضرت صاحب ایسے ہی بیٹھے رہے پھر آپ کے ہاتھ دھلوائے وہ شخص دیکھتا رہا۔جب حضرت صاحب نے ہاتھ دھو لئے تو فرمایا میرا رومال لاؤ تاکہ سر پر رکھ لیں لوگ شکوک واوہام میں پڑھے ہیں۔چنانچہ آپ نے رومال سر پر رکھ لیا اور کھانا تناول فرمایا اور یہ شخص رفیع الدین حضرت قبلہ کی ولایت کا قائل ہو گیا بعد میں اس نے یہ سارا واقعہ مجھے سنایا کہ میں وساوس لئے ہوئے تھے۔ کشفِ قلوب کے ہزاروں واقعات ہیں کہ سائل جونہی حضرت قبلہ کے سامنے پیش ہوتا آپ اس کے بات کرنے سے قبل ہی اس کے مافی الضمیر کے مطابق اس کا جواب عنایت فرمادیتے اور سائل حیران رہ جاتا۔

## تصرّف باطنی:

قبلہ حاجی محمد دین سہروردیؒ نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ تبلیغی دورے پر وہاڑی آئے ہوئے تھے۔تین دن یہاں قیام فرمایا تیسرے روز فرمایا کہ ہم صبح لاہور کیلئے روانہ ہو جائیں گے میں نے کہا کہ صبح ناشتہ وغیرہ ہو جائے۔تو آپ نے فرمایا کہ تھوڑا سا دہی رکھ لینا راستہ میں کہیں پی لوں گا۔ میں نے گھر اپنی بیوی سے کہا کہ صبح دہی رکھ دینا اور وہ جو سامنے پیتل کی چھوٹی دیگچی پڑی ہوئی ہے اس میں ڈال دینا اور حضرت صاحب سے آکر کہا کہ میں نے گھر کہہ دیا ہے تھوڑی دیر کے بعد جب میں گھر آیا تو دیکھا کہ بیوی نے پیتل کی دیگچی وہاں سے اٹھا کر سلور کی دیگچی رکھ دی ہے۔جب میں اس بارے اس سے پوچھا تو بیوی نے کوئی

جواب نہ دیا۔ میں بہت ملول و ناراض ہوا۔ اور کہا کہ حضرت صاحب جائیں تو تجھ سے نمٹ لوں گا۔ اور دل میں ٹھان لی کہ اسے اس کے میکے بھیج دوں گا۔ مجھے بہت غم اور ملال ہوا کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ اسی پریشانی و غم میں حضرت قبلہ کے کمرہ میں آیا جہاں آپ لیٹے ہوئے تھے چوہدری محمد یوسف سہروردیؒ پورا دن بضد تھے کہ کوئی ایسا وظیفہ بتایا جائے جس سے ہمارے افسروں کو سیدھا کیا جاسکے یہ ہمیں دفتر میں بہت تنگ کرتے ہیں۔ میں نے اور چوہدری صاحب نے حضرت قبلہ کو دبانا شروع کیا تو چوہدری صاحب نے مجھ سے کہا کہ یار کچھ نہ بنیا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایک واقعہ سناتا ہوں کہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ بڑے کامل بزرگ ہوگزرے ہیں لیکن ان کی بیوی ان کی ولایت کی قائل نہیں تھی۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کی شہرت سن کر علی الصبح دور سے ملنے کیلئے آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ان کی بیوی نے اندر سے پوچھا کون اس شخص نے کہا کہ ابوالحسن خرقانی سے ملنا ہے۔ بیوی نے یہ سن کر حضرت کو بھی گالیاں دیں اور اس شخص کو بھی کہ آپ لوگ خواہ مخواہ اس کو ولی بنائے پھر رہے ہو اور آپ جیسے لوگوں نے اسے خراب کر دیا ہے۔ وہ دل برداشتہ ہو کر واپس ہونے لگا پھر سوچا کہ اتنی دور سے آیا ہوں۔ زیارت تو کرلوں۔ قریبی ایک دوکاندار سے پوچھا کہ خواجہ ابوالحسن خرقانی کہاں ملیں گے۔ اس نے کہا کہ وہ صبح جنگل میں چلے جاتے ہیں اور ذکر و فکر کے بعد جنگل سے لکڑیاں لے کر آتے ہیں جنہیں فروخت کر کے گھر کا سودا سلف خریدتے ہیں اگر ملنا ہے تو یہ سیدھا راستہ لے جائیں۔ چنانچہ وہ اسی راستہ پر ہولیا۔ تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ ایک بزرگ شیر پر لکڑیاں لادے آرہے ہیں۔ اس نے سوچا یہی ابوالحسن خرقانی ہوں گے۔ اس نے قریب جا کر سلام کیا اور دست بوسی کے بعد عرض کیا کہ باہر آپ کا یہ مقام کہ جنگل کے چرندے، درندے آپ کے تابع ہیں اور گھر بیوی نے آپ کو ایسے ایسے کہا ہے۔ حضرت خرقانیؒ نے کہا کہ میاں اسی بیوی

کی وجہ سے مجھے یہ مقام حاصل ہوا ہے اور اس کی کرخت باتیں برداشت کر کے اس مقام پر پہنچ گیا ہوں۔

یہ فرما کر حضرت قبلہؒ نے کپڑا اپنے مُنہ پر لے لیا اور لیٹ گئے اور ہم دونوں پھر دبانا شروع ہو گئے چوہدری محمد یوسف نے دس منٹ بعد کہا کہ یار کجھ نہ بنیا (یعنی کچھ نہ بنا) حضرت قبلہ نے کپڑا مُنہ سے ہٹایا اور کہا کہ اس سے پوچھ میری طرف اشارہ فرما کر کہنے لگے اس کا بنایا نہیں۔ میں حضرت کے قدموں پہ گر گیا اور کہا کہ سرکار میرا سَر گیا (یعنی میرا کام ہو گیا) اسی طرح حضرت قبلہ نے تصرف فرما کر ایک گھرانے کو تباہ ہونے سے بچالیا۔ بعد میں نے یہ واقعہ چوہدری صاحب سے بیان کیا۔

## حضرت میاں میرؒ قادری لاہوری کا تحفہ:

حاجی محمد دین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور چوہدری محمد یوسف سہروردیؒ حضرت قبلہ کے ہاں آستانہ عالیہ پر موجود تھے رات کے بارہ بج چکے تھے حضرت قبلہ نے فرمایا اب تم دھرم پورہ چلے جاؤ اور دو بجے تانگہ لے کر آنا۔ میاں میرؒ کے مزار پر چلیں گے چنانچہ ہم دونوں بھائی دھرم پورہ چوہدری صاحب کے مکان پر چلے گئے۔ نیند تو کیا آنی تھی پڑوس میں ایک تانگے والے کو جگایا اور دو بجے ٹھیک تانگہ لے کر قلعہ گوجر سنگھ آستانہ عالیہ پر پہنچ گئے۔ ہماری آواز سنی تو حضرت قبلہ نے اوپر سے فرمایا کہ ٹھہرو میں آیا۔ حضرت قبلہ سفید کپڑے پہنے سر پر کلاہ رکھے سیاہ شیروانی پہنے ہوئے تشریف لائے ہم تانگہ پر سوار ہو کر میاں میر پہنچ گئے۔ یہاں ہم اور حضرت قبلہ مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ مجھ پر عجب کیفیت طاری ہوئی مجھے معلوم نہیں کہ حضرت صاحب کب اٹھ کر تشریف لے گئے اٹھ کر باہر آیا تو دیکھا کہ حضرت قبلہ اور چوہدری صاحب سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہیں چوہدری یوسف صاحب کہہ رہے تھے کہ حاجی صاحب

کو بلا لاؤں حضرت قبلہ فرمارہے تھے کہ رہنے دو وہ مزے لوٹ رہا ہے۔ جب میں قریب پہنچا تو حضرت قبلہ نے پوچھا کہ تمہیں کیا کیا اشغال بتائے گئے ہیں میں نے کہا رات کو درود شریف ہزارہ اور صبح کلمہ تمجید بتایا تھا۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس کتنا وقت ہے جو تم مزید وظائف کو دے سکتے ہو میں نے کہا کہ وقت ہی وقت ہے تو آپ نے فرمایا۔ تمہارے لئے حضرت میاں میرؒ نے یہ تحفہ دیا ہے۔ یا وَاحِدُ یا وَاجِدُ بعد نماز مغرب سو دفعہ پڑھ لیا کرو۔

## مقام قلندر:

حاجی محمد دین سہروردی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

میں حضرت قبلہ سید قلندر علی سہروردیؒ سے غالباً ۱۹۵۴، ۱۹۵۵ء میں بیعت ہوا۔ دو سال بعد میں نے عرض کی کہ سرکار میرا ارادہ ہے کہ حج پر جاؤں آپ نے فرمایا کہ بھائی جاؤ آپ نے کیا جانا ہے بلانے والا بلا رہا ہے۔ المختصر میں حج پر روانہ ہوا ایک دن خانہ کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور مجھ پر سخت انقباض کی کیفیت تھی اور پریشان بیٹھا تھا کہ میرے پیر بھائی سید ریاض الدین شاہ سہروردیؒ کراچی والے تشریف لے آئے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ مین نے مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک سلام تحریر کیا ہے۔ وہ سناتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے سلام پڑھا جب سلام پڑھ چکے تو میں نے کہا کہ شاہ جی یہ نعت سنائیں۔

تصور میں وہ سامنے آگئے ہیں
جبین عقیدت جھکی جارہی ہے
ادھر رخ سے پردہ وہ سرکا رہے ہیں
ادھر تیرگی دل مٹی جارہی ہے

چنانچہ شاہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں یہ نعت پڑھنا شروع کردی مجھ پر گریہ زاری طاری ہوگئی اور یہاں ایک کثیر مجمع لگ گیا۔ اچانک میری نظر حطیم کی طرف اٹھی میں نے دیکھا کہ حضرت قبلہ سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردیؒ حطیم سے رکن یمانی کی طرف آرہے ہیں۔ آپ نے سفید عمامہ اور سیاہ اچکن پہنی ہوئی ہے۔ اتنے میں حضور ﷺ بھی وہاں تشریف فرما ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا قلندر علی تو کدھر یعنی قلندر علی آپ کدھر تو حضرت قبلہ نے فرمایا سرکار آپ کے سلام کیلئے حاضر ہوا تھا اور یہاں میرا بچہ آیا ہوا ہے اسے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا وہ کہاں ہے تو حضرت قبلہ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا وہ بیٹھا ہے اور یہ کہکر خود گم ہو گئے۔

## بڑوں کے پاس شکایت:

حاجی صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ:

جن دنوں میں میر پور خاص میں مقیم تھا تو مجھے لاہور سے چوہدری محمد یوسف سہروردیؒ کا خط آیا کہ حضرت قبلہ فلاں ٹرین سے فلاں دن کراچی جارہے ہیں آپ اسٹیشن پر حضرت قبلہ سے ملاقات کریں چنانچہ میں اس رات حیدر آباد اسٹیشن پر دو گھنٹے قبل پہنچ گیا۔ کیونکہ ٹرین آنے کو دیر تھی۔ میں ایک ہوٹل پر چلا گیا وہاں گانا وغیرہ سننے لگ گیا جب ٹرین آئی تو میں نے انجن سے لے کر گارڈ کے ڈبے تک چار چکر لگائے لیکن حضرت قبلہ نظر نہ آئے۔ تو میں مایوس ہو کر واپس چلا گیا چند دنوں بعد چوہدری یوسف صاحب کا خط آیا کہ آپ عجیب آدمی ہیں کہ حضرت قبلہ کی زیارت نہیں کی حالانکہ آپ نے شیشہ سے باہر سر نکالا اور فضل الرحمٰن صاحب ڈبے سے اتر کر آپ کو تلاش کرتے رہے میں اس خط سے بہت دل برداشتہ ہوا کہ حضرت قبلہ تشریف بھی

لائے لیکن میں زیارت نہ کر سکا۔ اچانک مجھے ایک کام کیلئے فیصل آباد جانا پڑا واپسی پر میں ملتان شریف اتر گیا اور حضرت غوث العالم بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردیؒ کے مزار پر حاضر ہوا اور آپ کے سامنے اپنا سارا مسئلہ پیش کیا کہ آپ میرے پیر صاحب کو میری صفائی دیں کہ میں اسٹیشن پر حاضر ہوا تھا لیکن ملاقات نہ ہو سکی۔ یہاں سے میرا پروگرام کراچی کا بن گیا۔ میں کراچی پہنچا تو یہاں حضرت قبلہ کا قیام دین محمد پریس کے ساتھ ہوٹل میں تھا میں وہاں پہنچا جونہی کمرے میں داخل ہوا تو حاجی فضل الرحمٰن سہروردی مجھ پر برس پڑے کہ آپ اسٹیشن پر ملنے نہیں آئے میں آپ کو تلاش کرتا رہا۔ تو حضرت قبلہ نے پنجابی زبان میں فرمایا کہ:

فضل الرحمٰن اینوں کجھ نہ کہہ اے وڈیاں کول شکایت لا دیندا اے۔

یعنی فضل الرحمٰن اسے کچھ نہ کہو یہ بڑوں کے پاس شکایت لگا دیتا ہے۔

مجھے یہ بات کھٹکی کہ یہ تو ملتان شریف والی بات ہو رہی ہے۔ یہاں حضرت قبلہ کے کمرہ میں بہت رش تھا کثیر مخلوق جمع تھی دل میں خیال آیا کہ یہاں کھل کر ملاقات کیسے ہو گی۔ یہ خیال ابھی دل میں آیا ہی تھا کہ حضرت قبلہ نے میری طرف دیکھا اور تمام لوگ یکے بعد دیگرے اٹھ کر جانے شروع ہو گئے اور کمرہ خالی ہو گیا تو حضرت قبلہ نے میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا اب تو کھل کر ملاقات ہو گی اور ساتھ فرمایا بزرگوں سے ملاقات کرنی ہو تو گانا نہیں سنا کرتے۔

## محرم راز:

حاجی محمد دین صاحب سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ:

مئی ۵۸ء میں اپنے آبائی گاؤں شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ گیا ہوا تھا۔ یہاں مجھے تپ دق ہو گیا۔ ان دنوں میرا ایک عزیز حضرت قبلہ سے لاہور ملنے گیا۔ تو حضرت

قبلہ نے اس سے میرے بارے بھی پوچھا اس نے بتایا کہ اسے تپ دق ہو گیا ہے۔
حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اسے کہو کہ مجھے مل جائے۔ اس نے آ کر مجھے یہ پیغام دیا تو میں دوسرے روز تیار ہو گیا۔ گھر والوں نے کہا کہ اس بخار میں ڈاکٹر چارپائی سے نیچے نہیں اترنے دیتے دوسرا تم میں چلنے پھرنے کی بھی سکت نہیں ہے تم لاہور تک سفر کیسے کرو گے۔ میں نے کہا کہ کچھ ہو جائے ضرور جاؤں گا کیونکہ سرکار نے یاد فرمایا ہے۔
آپ مجھے صرف بس پر سوار کرا دیں۔ چنانچہ دو آدمی میرے ساتھ آئے اور مجھے اٹھا کر بس میں سوار کرا دیا جب بس لاہور راوی پل پر پہنچی تو مجھے سخت پسینہ آیا اور بخار اتر گیا۔
میں محلّہ گوجر سنگھ حضرت قبلہ کے آستانہ پر پہنچا تو حضرت قبلہ پنکھے کے نیچے ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور کوئی آدمی بھی نہیں تھا حالانکہ روزانہ ۲۰ سے ۳۰ آدمی ہر وقت موجود رہتے تھے گویا آج جلوت خلوت میں تبدیل تھی میں نے جا کر سلام کیا اور دست بوسی کے بعد قریب بیٹھ گیا اور حضرت قبلہ سے پوچھا کیا حال ہے۔ طبیعت کیسی ہے تو حضرت قبلہ نے فرمایا

جے سکھ دساں تاں اوپریت کہی
جے دکھ دساں تاں او گل نہ رہی

فرمایا لوگ میرے پاس آتے ہیں کوئی اولاد کیلئے کوئی ملازمت کیلئے کوئی ترقی کیلئے کوئی بیوی کی محبت کیلئے تمام دنیا کیلئے ہی آتے ہیں۔ میں نے سوچا کوئی محرم راز ہو جس سے دل کی باتیں کہی جائیں۔ اس لئے آپ کو بلایا ہے فرمایا ایک پھپھڑے نے کام چھوڑ دیا ہے۔ اب کہیں سفر پر نہیں جاتا بس یہیں رہتا ہوں چنانچہ کچھ دیر حضرت قبلہ کے پاس رہا پھر رات دھرم پورہ چوہدری محمد یوسف سہروردی کے ہاں گزاری صبح پھر حضرت قبلہ کے پاس پہنچ گیا غالباً سید ریاض الدین شاہ صاحب بیٹھے ہوئے تھے میرے آنے پر آپ نے انہیں بھی کسی کام کیلئے بھیج دیا۔ پھر میرے

ساتھ گفتگو فرماتے رہے پھر میں رخصت ہوا۔ جب دروازہ پر پہنچا تو محبت شیخ نے جوش مارا اور دل میں آیا کہ حضرت قبلہ کا ایک بار پھر چہرہ دیکھوں تو میں نے مڑ کر حضرت قبلہ کو دیکھا اور پھر بے ساختہ حضرت قبلہ کے قدموں سے لپٹ گیا۔ حضرت قبلہ نے میری پشت پر ہاتھ پھیرا فرمایا جاؤ بیٹے اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں خوش رکھے یہ میری آخری ملاقات تھی اس کے بعد ستمبر ۵۸ء میں حضرت قبلہ وصال فرما گئے۔

## حیات النبیؐ:

جناب صوفی محمد اسماعیل سہروردی صاحب (لاہور) بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ لاہور سے کراچی جا رہے تھے میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ راستہ میں ٹرین میں بیٹھے مسافروں نے آپس میں حیات النبی ﷺ کے مسئلہ پر بحث شروع کردی ان میں ایک نوجوان بہت تیز اور زبان دراز تھا وہ کہہ رہا تھا کہ غلط ہے سرکار زندہ نہیں ہیں۔ حضرت قبلہ خاموشی سے بیٹھے ان کی باتیں سنتے رہے جب میں نے طول کھینچا تو آپ نے اس نوجوان سے کہا کیا حضور ﷺ زندہ نہیں ہیں؟ وہ کہنے لگا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ زندہ ہیں وہ کہنے لگا کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگلا اسٹیشن نہیں آئے گا اس سے قبل یہیں حضور ﷺ کی زیارت کرادوں گا لیکن ایک شرط ہے وہ کہنے لگا کیا آپ نے فرمایا میرے ساتھ وعدہ کرو کہ آئندہ داڑھی منڈواؤں گا وہ سوچ میں پڑ گیا اور کہنے لگا کہ یہ شرط تو بڑی ہے مجھ سے مشکل پوری ہوگی۔ آپ نے فرمایا اگر تجھے یہ شرط منظور نہیں تو ہمیں بھی منظور نہیں۔ حضور ﷺ کی زیارت ہر کسی کا مقدر نہیں اس طرح یہ نوجوان بیچارہ ایسے ہی خاسر و نامراد رہا۔ اور سرور دو عالم ﷺ کی زیارت سے محروم رہا۔

## شان بے نیازی:

صوفی محمد اسماعیل سہروردی صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت قبلہ فیض احمد سہروردی سجادہ نشین اول نے فرمایا کہ ایک دفعہ تقریباً ۱۰ بجے رات ایک جج صاحب آستانہ عالیہ پر آئے ان کے ساتھ ایک اور آفیسر بھی تھا اس نے مجھے کہا کہ حضرت صاحب کو بتائیں کہ فلاں جج صاحب ملاقات کو آئے ہیں میں نے جا کر اوپر قبلہ والد صاحب کو بتایا اور نیچے آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے مجھے دوبارہ کہا کہ حضرت قبلہ کو دوبارہ عرض کریں۔ میں دوبارہ گیا تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جج صاحب کو کہیں کہ اب چلے جائیں پھر گھر سے ارادہ کر کے ہمارے ملنے کیلئے آئیں۔ اس وقت یہ سینما دیکھ کر آ رہے ہیں اور جاتے جاتے یہاں آ گئے ہیں کہ لگے ہاتھ حضرت کی زیارت بھی کرتے جائیں اور ساتھ جو آفیسر ہیں اسے دکھائیں کہ پیر خانہ میں میری کتنی عزت ہوتی ہے ساتھ ہی والد صاحب نے ڈانٹ کر فرمایا تم جا کر اپنا پڑھو۔ آئندہ کسی کا پیغام لیکر نہ آنا۔ میں نے آ کر جج صاحب کو بتا دیا کہ حضرت قبلہ اب نہیں ملیں گے چنانچہ میں اپنے مطالعہ میں مشغول ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک عورت اپنی بچی کو لے کر آئی کہ اسے ڈبل نمونیہ ہو گیا ہے سب ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے کہ بچے گی نہیں۔ آپ مہربانی کر کے حضرت قبلہ کو اوپر کہیں کہ اسے دم کریں۔ میں نے کہا کہ حضرت قبلہ اب نہیں ملیں گے چنانچہ وہ منت سماجت کرنے لگی۔ میں نے کہا کہ مجھے پہلے بھی ڈانٹ پڑی ہے اب کیا کروں جب میں اس سے یہ بات کر رہا تھا تو حضرت قبلہ نے سیڑھیوں میں آ کر آواز دی فیض! جو عورت بچی لے کر آئی ہے اسے میرے پاس بھیجو۔ چنانچہ میں نے عورت کو حضرت قبلہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت قبلہ نے بچی کو دم کر دیا اور وہ چلی گئی تو میں نے حضرت قبلہ سے پوچھا ابا جان! پہلے وہ جج صاحب

آئے تو آپ اسے نہیں ملے اور مجھے ساتھ ممانعت بھی کر دی تھی کہ اب کسی کا پیغام نہ لانا۔ لیکن یہ عورت آئی تو خود بخود آ کر آواز دی یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت قبلہ نے فرمایا بیٹے یہ بچی جو عورت لائی ہے اس کی پشت سے ایک ولی اللہ پیدا ہوگا اس لئے اس بچی کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے اور وہ جج صاحب اپنی شان وشوکت دکھانے یہاں آیا تھا۔ لیکن فقیر شان وشوکت کی بجائے عجز وانکساری کو پسند کرتا ہے۔

## علم سلب کرلیا:

حضرت قبلہ کے عزیز مفتی پاکستان حضرت علامہ سید حبیب اللہ شاہ گیلانی (خطیب جامع مسجد میاں میرؒ لاہور) بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابتدائی تعلیم دیوبندی مکتب فکر کے مدارس میں حاصلکی اور مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے مدرسہ دیوبند جانے کا پروگرام بنایا تو حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہوا اور اپنا مدعا بیان کیا تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ آپ کو کہیں نہیں جانا یہیں لاہور میں مزید تعلیم حاصل کرنی ہے۔ مجھے اپنے علم پر فخر تھا میں نے کہا کہ حضرت یہاں کوئی ایسا عالم نہیں جو مجھے پڑھا سکے۔ حضرت قبلہ نے یہ سنتے ہی مجھ پر ایک نگاہ ڈالی اور میرا سارا علم سلب کرلیا اور میں حضرت قبلہ کے سامنے ایسے تھا جیسے کوئی ابتدائی طالب علم ہو اور میرا سارا علمی گھمنڈ رفو ہوگیا۔ بعد ازاں حضرت قبلہ مجھے خود مدرسہ حزب الاحناف لے کر گئے اور حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب کے سپرد فرمایا اور میں نے حضرت علامہ ابوالبرکاتؒ کے سامنے زانوئے ادب طے کئے اور آپ سے جملہ علوم حدیث، تفسیر فقہ وغیرہ حاصل ئے اور پورے پاکستان میں میری علمی شہرت ہوگئی اور مفتی اعظم کے لقب سے مشہور ہوا۔ یہ سب حضرت قبلہ کی نگاہ فیض کا اثر ہے۔ میں حضرت قبلہ کے سالانہ جلسہ عید میلاد النبی ﷺ میں ہر سال تقریر کیا کرتا تھا۔ جس کی صدارت حضرت

قبلہ فرماتے تھے۔ حضرت قبلہ کی موجودگی میں بڑے بڑے علماء کرام بھی تقریر کرنے سے گھبراتے تھے۔

## مرید کی حفاظت:

حضرت قبلہ کے مرید خاص ونعت خوان جناب جان محمد صاحب سہروردی لاہور ۶۶ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میرا پیٹرول پمپ تھا اور مجھ سے ایک ڈیلر تیل لیتا تھا۔ اس کے پاس میری کافی رقم ہوگئی دو تین بار رقم لینے اس کے پاس گیا وہ وعدہ کرتا رہا۔ ایک دفعہ میں اس کے وعدہ پر رقم لینے گیا تو اس نے مجھے رات اپنے پاس ٹھہرالیا اور اپنے ایک عیسائی ملازم سے رات کو مجھے جان سے مارنے کا پروگرام بنایا۔ میں نے دیکھا کہ وہ عیسائی ملازم میرے سامنے اپنا برچھا تیز کررہا ہے۔ لیکن مجھے اس کا مطلق خیال نہ تھا۔ جب رات کو سویا تو میں نے خواب میں حضرت قبلہ کو دیکھا آپ فرمارہے ہیں کہ فوراً یہاں سے نکل کر چلا جاو ورنہ تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن میں نے خواب پر توجہ نہ دی اور سویا رہا دوسری بار حضرت قبلہ نے خواب میں یہی فرمایا میں نے پھر بھی کوئی توجہ نہ دی تیسری بار حضرت قبلہ نے سختی سے حکم دیا کہ میں تجھے بار بار کہہ رہا ہوں کہ جلدی اٹھ اور یہاں سے بھاگ جا۔ اس پر میں جلدی سے اٹھا اور دروازہ کھول کر بھاگ گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ عیسائی ملازم دروازے کے پاس چھپا کھڑا تھا۔ لیکن اسے مجھ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ صبح حضرت قبلہ کے آستانہ پر حاضر ہوا تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ جانی صاحب رات کو نہ خود آرام کرتے ہو اور نہ ہمیں آرام کرنے دیتے ہو۔ رات میں نے تجھے کتنی بار بیدار کیا ورنہ نتیجہ کیا ہوتا۔ یہ سنتے ہی میری دھاڑیں نکل گئیں اور میں حضرت قبلہ کے قدموں سے لپٹ گیا۔

## جنّات پر تصرف:

جناب محمد صوفی محمد ابراہیم صاحب سہروردی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور صوفی عبدالکریم سہروردی (برما والے پیر صاحب) حضرت قبلہ کے ساتھ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ کے چند پرانے مریدین اور معتقدین بھی جمع ہو گئے۔ حضرت قبلہ مزار داتا صاحب کے قریب ہی تشریف فرما تھے اور آنے والے لوگوں سے محو گفتگو تھے۔ میں بھی ان لوگوں کے پیچھے بیٹھا حضرت قبلہ کے ارشادات سن رہا تھا۔ ایک چوبیس پچیس سالہ نوجوان درمیانے قد کا سر پر سبز رنگ کی پگڑی اور گلے میں سبز پٹکا ڈالے۔ ڈھیلی ڈھالی قمیص شلوار پہنے میرے پاس آ کر بیٹھ گیا مجھ سے کہا میرے پاس اس چادر میں کافی نان ہیں۔ سالن میرے پاس نہیں ہے۔ مجھے ایک تھالی دیں میں لنگر سے کچھ حلیم لے آؤں۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے پاس کوئی تھالی نہیں ہے۔ حضرت قبلہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ میں نے ساری بات عرض کر دی۔ حضرت قبلہ نے اسے فرمایا تمہیں لنگر میں کسی نے داخل نہیں ہونے دینا۔ تم یہاں بیٹھ جاؤ ابھی میرے حصے کا تبرک نان اور حلیم آ جائے گا۔ تمہاری ضرورت کے مطابق تمہیں دے دوں گا۔ وہ شخص ہاتھ باندھ کر دوزانو بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص پیتل کے ڈول میں حلیم اور دسترخوان میں لپیٹے ہوئے نان دے گیا۔ حضرت قبلہ نے اس شخص کو ایک نان میں کافی حلیم ڈال کر دے دیا اور اس نے اپنے چادر میں بندھے ہوئے نانوں کے ساتھ رکھ لیا اور کھڑے ہو کر حضرت قبلہ کا شکریہ ادا کیا اور آپ کی درجات میں بلندی اور درازی عمر کیلئے دعا کی اور سرکار سے اجازت لے کر چلا گیا۔ دربار شریف سے واپسی پر صوفی عبدالکریم سہروردی نے عرض کی کہ سرکار نے اس شخص کو

صرف حلیم دیا تھا اور اس نے سرکار کیلئے دعا کی اور شکریہ ادا کیا حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اس شخص نے اپنا حق ادا کیا یہ شخص جن تھا۔ اس کے سر پر سبز پگڑی اور گلے میں سبز پٹکا اس کی راہداری تھا۔ کوئی شیطان جن دربار حضرت داتا صاحب کی حدود میں داخل نہیں ہوسکتا۔ صرف مسلمان اور شریف جن یہاں آسکتے ہیں۔ یہ جنات بھی میرے ماتحت ہیں۔ اور مجھے پہچانتے ہیں۔

## پیر کی شناخت:

صوفی محمد ابراہیم خان سہروردیؒ سے منقول ہے کہ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن میری اس سفید پگڑی کی لاج رکھ لی گئی تو میں اپنے سب مریدوں کو اپنے ساتھ جنت میں لے کر جاؤں گا ایک دن ایک سائل نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ پیر کی کیا شناخت ہے فرمایا۔ پیر باشرح ہو صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اوامر ونواہی پر عمل کرتا ہو۔ قرآن مجید اور احادیثِ نبوی ﷺ پر عبور حاصل ہو اور ان پر عمل کرتا ہو واللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہتا ہو۔ فوری پہچان یہ ہے کہ جس کا ہاتھ پکڑے اس کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کردے۔ جو یہ نہیں کرسکتا وہ پیر نہیں ہے۔

## سید کی پہچان:

صوفی ابراہیم خان سہروردیؒ کا بیان ہے کہ ایک دن صوفی فضل الرحمٰن خان سہروردی نے عرض کی کہ سرکار سید کی کیا پہچان ہے آپ نے فرمایا کہ یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور جلتے ہوئے تنور میں ڈال دو اگر یہ جل جائے تو میرے پاس نہ آنا اور اگر نہ جلے تو بڑے شوق سے آجانا۔

## وسعتِ نظر:

جناب محمد علی سہروردی (ٹوبہ ٹیک سنگھ) بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں

لاہور آستانہ عالیہ پر حاضر تھا۔ محفل خوب جمی ہوئی تھی تین شخص ساہیوال سے آئے اور عرض کرنے لگے حضور ہمارا لڑکا عرصہ سے لاپتہ ہے بہت تلاش کیا مگر پتہ نہیں چلا۔ مہربانی فرما کر اس کے بارے آگاہی فرمائیں کہ وہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا۔ آپ نے فرمایا وہ زندہ ہے۔ راولپنڈی میں ایک اچھے خاصے آدمی کے ہاں مقیم ہے۔ مرضی ہو تو جا کر لے آئیں ورنہ وہ چند دنوں تک خود تمہارے پاس آجائے گا۔ وہ یہ سن کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ حیرانگی کی کیا بات ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ علم ہے۔ وہ اٹھ کر چلے گئے۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا وہ لڑکا یتیم ہے اور صاحب جائیداد ہے ان لوگوں نے مار پیٹ کر اسے گھر سے نکال دیا ہے کہ یہ کہیں مر جائے اور ہم اس کی جائیداد پر قبضہ کرلیں۔ لیکن وہ راولپنڈی میں جن کے ہاں ٹھہرا ہوا ہے ان کی وساطت سے ان لوگوں کا ہی انتظام کر رہا ہے۔

## نظروں سے اوجھل:

چوہدری محمد یوسف سہروردیؒ اپنی تصنیف اجتماع زدین فی شان قلندر میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ زمرۂ لایحزنون کے سردار ہوتے ہوئے اور اختیارات کاملہ رکھتے ہوئے بھی وادی رضا کے شہسوار رہے۔ فرمایا کرتے فقیر کی زندگی کیا ہے کہ نہ بیٹھنا اپنا نہ اٹھنا اپنا نہ اسے ہونے کی خوشی نہ نا ہونے کا غم۔ دوپہر کا وقت تھا۔ محفل جمی ہوئی تھی بیٹھک میں ایک خوبصورت نوجوان عورت جوگیانہ لباس پہنے اور ہاتھ میں اوسط درجے کا عصا لئے نمودار ہوئی۔ آتے ہی پوچھا کہاں ہیں سرکار اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور انداز خطاب تحکمانہ۔ اس کے بے باکانہ طرز کلام سے ہم سب دوست کچھ مرعوب سے ہو گئے۔ آخر ایک نے جواب دیا کہ سرکار ابھی اوپر تشریف لے گئے ہیں۔ جلدی واپس آنے کو کہہ گئے ہیں اس عورت نے یہ سنتے ہیں اوپر سیڑھیوں کا رخ

کیا اور اوپر بالا خانہ میں چلی گئی۔ وہاں بھی حضرت قبلہ کا پوچھا جواب ملا کہ نیچے ہیں۔ اوپر نہیں آئے وہ عورت واپس جوش میں عصا کو سیڑھیوں سے ٹکراتی ہوئی بیٹھک میں داخل ہوئی اور کہنے لگی کہ میں اوپر دیکھ کر آئی ہوں وہاں کہیں نہیں ہیں یہ کہتے ہی باہر چلی گئی اور بازار کا رخ کیا جاتی دفعہ بولی کہ اچھا خیر پھر ملاقات ہو جائے گی۔ ابھی وہ بازار تک پہنچی ہو گی کہ حضرت قبلہ مسکراتے ہوئے سیڑھیوں سے واپس تشریف لے آئے۔ ہم سب حیران تھے یہ کیا ماجرا ہے ایک دوست نے عرض کی کہ سرکار ایسے ایسے ایک عورت آئی تھی۔ فرمانے لگے اس عورت کو ملنے کا حکم نہیں تھا اسی لئے اس کی نظروں سے اوجھل ہونا پڑا۔ ۶۷

## تصانیف:

آپ میدان طریقت کے ساتھ میدان تحریر کے بھی شہسوار تھے۔ آپ نے خلافت عظمیٰ کے حصول کے بعد سجادہ کے ساتھ ساتھ خامہ حقیقت بیان بھی سنبھالا اور سلوک و تصوف اور دیگر موضوعات پر متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ حضرت قبلہ خود بھی بڑا علمی ذوق رکھتے تھے آپ کے کتب خانہ میں بہت نایاب کتب موجود تھیں۔

چوہدری محمد یوسف سہروردی تحریر فرماتے ہیں کہ:

عمر شریف کے آخری حصہ میں آپ تقاریر کا سلسلہ قطع کر چکے تھے۔ اس کی بجائے آتش عشق کو روشنائی کا جامہ پہنا کر صفحۂ قرطاس پر نمودار کیا۔ دن میں آپ کیلئے کوئی ایسا وقت نہ تھا جس میں کچھ لکھا جا سکے۔ فرماتے تھے کہ نماز فجر سے پہلے ایک آدھ گھنٹہ لکھنے کو مل جاتا ہے۔ تین چار پنسلیں گھڑ کر سامنے رکھ لیتا ہوں اور ایک کیفیت کے ماتحت لکھتا جاتا ہوں ایک پنسل ختم ہوتی ہے تو دوسری اٹھا لیتا ہوں۔ تسلسل اپنے آپ قائم رہتا ہے۔

**(۱)۔ سیاح لامکان:**

اس کتاب میں مسئلہ معراج پر سیر حاصل بحث ہے۔ پہلی بار ۱۹۴۴ء میں منظر عام پر آئی۔ دوسری بار صاحبزادہ سید شاہد رسول شاہ صاحب سہروردی نے شائع کیا۔ اس کا ایک ایڈیشن ادارہ سہروردیہ فی مخزن علوم اسلامیہ نے بھی شائع کیا ہے۔

**(۲)۔ موعظۃ المتقین:**

یہ کتاب پہلی بار ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی۔ چند اختلافی مسائل کے جواب میں تحریر کی گئی ہے اس کتاب کے بارے جید علماء کی رائے ہے کہ یہ کتاب لکھ کر حضرت قبلہ نے علماء پر احسان کیا ہے۔ یہ کتاب نایاب ہو چکی تھی اس کا دوسرا ایڈیشن حضرت قبلہ سید شاہد رسول شاہ صاحب سہروردیؒ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سہروردیہ لاہور نے شائع کیا ہے۔

**(۳)۔ صحیفہ غوثیہ:**

یہ حضرت غوث الاعظمؒ کے قصیدہ غوثیہ کی شرح ہے۔ اس سے قبل قصیدہ غوثیہ کی ایک بے مثال عربی شرح حضرت قبلہ کے خاندان (حضرت سید بدیع الدین آغا شہیدؒ) میں سے حضرت ابوالفرح محمد فاضل الدین قادری بٹالویؒ (م ۱۱۵۱ھ) نے بیان الاسرار کے نام سے مرتب کی تھی۔ جس کا اردو ترجمہ سید بدر محی الدینؒ سجادہ نشین دربار فاضلیہ لاہور نے شائع کرایا تھا۔ قصیدہ غوثیہ کی دوسری بے مثال اردو شرح لکھنے کی سعادت پھر اسی خاندان غوثیہ میں حضرت ابوالفیض سید قلندر علی گیلانی سہروردیؒ کے حصہ میں آئی۔ آپ نے ہر عربی شعر کا اردو میں ترجمہ کر کے پھر اس ترجمہ کو شعر میں منظوم کیا ہے۔ ہر شعر کی تشریح عالمانہ اور ادیبانہ رنگ میں کی گئی ہے۔ سالکین طریقت کیلئے ایک انمول تحفہ ہے۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۹۴۵ء میں شائع ہوئی۔

اس کا دوسرا ایڈیشن حضرت قبلہ سید شاہد رسول شاہ صاحب سہروردی نے ۱۹۹۰ میں شائع کیا۔ اس شرح کی ایک امتیازی خوبی یہ ہے کہ یہ شرح حضرت غوث الاعظمؒ کی نگرانی میں لکھی گئی۔ چنانچہ جب حضرت قبلہ صحیفہ غوثیہ تحریر فرما رہے تھے۔ آپ کو کسی جگہ حضرت داتا گنج بخشؒ کے قول نقل کرنے کی ضرورت پڑی آپ نے جب ان کا قول نقل فرمایا حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؓ بہ نفس نفیس سامنے تشریف لائے فرمانے لگے کسی کا قول نقل کرتے وقت پورا حوالہ بھی ساتھ دیا کریں یعنی کس کا قول ہے کس کتاب میں اور کونسے صفحہ وغیرہ پر...... حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ آپ کی آمد پر اٹھ کر کھڑا ہوا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوا کہ میری یہ کتاب سیدی غوث الثقلین کی نگرانی میں لکھی جا رہی ہے۔

## (۴)۔ الفقر و فخری:

اس کتاب میں تصوف پر تفصیلی بحث کی گئی ہے اور تصوف پر اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے ہیں۔ یہ حضرت قبلہ کی شہرہ آفاق تصنیف اور تصوف کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اس کا مطالعہ معرفت الٰہی کے ہر متلاشی کے قلب و نظر میں نورانی اور روحانی انقلاب پیدا کرتا ہے۔ اس کتاب میں حضرت قبلہ نے اوراد اشغال اور تقرب الی اللہ کی تعلیمات بھی فرمائی ہیں۔ حقیقت میں یہ باخدا بنانے والی کتاب ہے۔ ۱۹۵۶ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ دوسری بار اسے حضرت قبلہ ابوالشاہد سید فیض احمد سہروردیؒ سجادہ نشین اول نے شائع کیا۔ اس کا تیسرا ایڈیشن حال ہی میں صاحبزادہ سید شاہد رسول شاہ صاحب سہروردی نے شائع کیا ہے۔

## (۵)۔ جمالِ رسول:

یہ سیرت النبی ﷺ پر بلند پایہ تصنیف ہے یہ کتاب عشق مصطفیٰ ﷺ کیلئے عظیم

تحفہ ہے۔ ۱۹۵۶ میں پہلی بار شائع ہوئی۔ دوسری بار صاحبزادہ سید شاہد رسول شاہ صاحب سہروردی نے طبع کرایا ہے۔

(۶)۔ جمالِ الٰہی:

یہ کتاب ذات وصفات باری تعالیٰ کی وضاحت اور عرفان کے ضمن میں ایک نادر تصنیف ہے اس نادر تصنیف میں مذہب اور روح کے ابتدائی تصورات، عبد و معبود کے تعلقات تصور الٰہی کا تدریجی ارتقاء، توحید، مسئلہ وحدت الوجود، وحدت الشہود، ہستی باری تعالیٰ پر استدلال، دیدار الٰہی اور دیگر موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ۱۹۵۸ء میں پہلی بار طبع ہوئی۔

(۷)۔ تعارف سہروردیہ:

اس کتابچہ میں حضرت میاں غلام محمد حیات گرؒن سہروردی کے حالات شجرہ شریف سلسلہ عالیہ سہروردیہ۔ دعا، مناجات اور دعائے مغنی شامل ہے۔ ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔ دوسری بار آستانہ عالیہ سہروردیہ سے شائع ہو چکا ہے۔

(۸)۔ انوار سہروردیہ:

اس رسالہ میں سلوک الی اللہ اور حصول اِلی اللہ کے طریق بیان کئے گئے ہیں ۱۹۵۷ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ بار دوم مجلس سہروردیہ لاہور نے شائع کیا ہے۔

(۹)۔ دختر ملت:

اسلام میں عورت کا صحیح مقام اور اس موضوع پر عالمانہ رنگ میں تحریر کیا گیا ہے۔ ۱۹۵۷ میں پہلی دفعہ شائع ہوئی۔

(۱۰)۔ رسالہ علم غیب:

حضور ﷺ کے علم غیب پر ایک فیصلہ کن تحریر ہے۔

(۱۱)۔پردۂ نسواں:

اس رسالہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں پردہ کا ثبوت دیا گیا ہے۔

(۱۲)۔زکوٰۃ کا اسلامی نظام:

اس رسالہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں زکوٰۃ کی اہمیت، نصاب زکوٰۃ اور مصارف زکوٰۃ پر وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۱۳)۔شعبان المعظم:

اس رسالہ میں ماہ شعبان المعظم کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(۱۴)رمضان المبارک:

روزے کی فضیلت، لیلۃ القدر، عیدالفطر اس کے موضع ہیں۔

(۱۵)اسلامی عورت:

اس رسالہ میں عورت کے حقوق اس کی عزت و مرتبت اور شادی، حق مہر نکاح پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۱۶)۔لباس التقویٰ:

داڑھی کی شرعی حیثیت پر مبنی نادر رسالہ ہے۔

(۱۷)۔میلادالرسول:

میلادالنبی ﷺ کے موضوع پر یہ جامع رسالہ ہے۔

(۱۸)۔گنج شہیداں:

واقعہ شہادت پر پنجابی زبان میں منظوم لکھی گئی ہے۔

**(۱۹)۔ صوت ہادی:**

اس میں دعوت الی الحق نہایت عالمانہ انداز میں دی گئی ہے۔

**(۲۰)۔ دعوت الحنفیہ:**

یہ رسالہ شیعہ عقائد کی اصلاح کیلئے تحریر کیا گیا ہے۔

**(۲۱)۔ حلیۃ النبی ﷺ:**

اس کتاب میں حضور ﷺ کے شمائل شریف پنجابی زبان میں منظوم کئے گئے ہیں۔

**(۲۲)۔ مسئلہ میراث:**

یہ کتاب میراث (وراثت) کے مسئلہ پر تحریر کی گئی ہے۔

**غیر مطبوعہ تصانیف:**

(۱) قیص یوسفی۔ (۲) نور مستور۔ (۳) کتاب الصلوٰۃ۔ (۴) صلوٰۃ الجمعہ۔

مزید برآں لاہور سے ایک رسالہ الفقیر بھی آپ کی زیر ادارت نکلتا رہا ہے۔

**شاعری:**

حضرت قبلہ اپنے استاد محترم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلویؒ کی طرح ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ فارسی، اردو اور پنجابی زبان میں آپ کا کلام موجود ہے۔ آپ قلندر تخلص فرماتے تھے۔ آپکی تصانیف میں حلیۃ النبی ﷺ، قمیص یوسفی اور گنج شہیداں منظوم صورت میں ہیں۔ آپ کا کلام نہایت ہی اثر آفرین ہے اور بیان فصیح و بلیغ ہے۔ ہم آپ کے کلام سے یہاں کچھ بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔

یارب نگاہ عقل کو ذوقِ جمال دے ۔۔۔ ایمان و آگہی کو محبت میں ڈھال دے
دل خوش ہے تجھ کو جان کر موجود ہر جگہ ۔۔۔ اس کو ذرا تمیز فراق و صال دے

روزِ ازل سے حسرت دیدار دل میں ہے
اے بادشاہ حُسن یہ حسرت نکال دے

تیرا نشان ملے نہ ملے یہ میرا نصیب
تو مجھ کو جستجو کے رستہ پر ڈال دے

مل جائے تو کہیں الٹ دوں تیری نقاب
یہ ہمت اور حوصلہ اور یہ مجال دے

دے وہ نظر جو حسن کو بے پردہ دیکھ لے
دے وہ زبان جو عشق کو لفظوں میں ڈھال دے

تیرے جہاں والوں کو عشق جہان رہے
اپنے گدا کو اپنا ہی ذوق جمال دے

ترک مجاز کرکے قلندر سے عشق پوچھ
شاید وہ مرد راہ حقیقت پہ ڈال دے

☆......☆......☆

سلام اے رحمت اللعالمین اے برزخ کبریٰ
سلام اے ذات والا شمع ظلمت خانہ دنیا

سلام اے حضرت جبرئیل کے مخدوم روحانی
سلام اے عتبۂ عالی پہ قدسی ناصیہ فرسا

سلام اے ساقی کوثر اے شافع محشر
سلام اے تیرے دم سے ضوفشاں خمخانہ بطحا

قلندر در پر حاضر ہے کرو سرشار رحمت سے
محاسن کا بنے گہوارہ اس کے عمل کی دنیا

☆......☆......☆

السّلام اے قطب عالم السّلام
السالم اے شیخ اعظم السّلام

السّلام اے زیب و فخرِ سہرورد
زینت و مخدوم عالم السّلام

السّلام اے مستِ عشقِ سرمدی
مرشد و مختار عالم السّلام

نام تو دارد قلندر حرز جاں
نظرِ الطافت بحالم السّلام

انا نوری من نور اللہ آن سناون والا — دنیا نوں بے مثل خدادا پتہ بتاون والا
بت خانے برباد کرا کے رب وساون والا — خلق خدادی نال خدا دے پکڑ ملاون والا
وچ آسمان زمیناں سب تے حکم چلاون والا — چن آسمانی دے دوٹکڑے کر دکھلاون والا
انگلیاں تھیں چشمے ٹھنڈے چا وگاون والا — راتوں راتیں عرش معلّٰی اتے جاون والا
لولاک لما دا تاج سر تے پا کے آون والا — نادراں نوں نال شہاندے آن بٹھاون والا
سب حسنیاں وچوں افضل شان وکھاون والا — سچ آکھاں اوہ نور الٰہی عبد کہاون والا
اوہ احمد سلطان جہاناں شافع آون والا — ایس قلندر عاصی تائیں دامن لاون والا ۶۹

## ملفوظات عالیہ:

آپ کے ملفوظات کو جناب خاور سہروردی صاحب نے تذکرہ و ملفوظات ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی کے نام سے مرتب کیا ہے۔ اور چوہدری محمد یوسف سہروردی صاحب نے بھی اپنی تصانیف اجتماع زدین فی شان قلندر میں آپ کے ملفوظات عالیہ درج کئے ہیں۔ ہر دو کتب سے ہم آپ کے ملفوظات کا خلاصہ یہاں درج کرتے ہیں تاکہ سالکین راہ حقیقت ان سے استفادہ کر سکیں۔

(۱)۔ فرمایا کسی اہل مزار کی حاضری سے پہلے ''موتوقبل انت موتو'' والی کیفیت وارد کریں جس کا مشاہدہ مطلوب ہو وہ مشہود کی صفات اپنے میں لائے کیا آپ لوگوں نے نہیں دیکھا کہ دنگل وغیرہ دیکھنے کیلئے دور دور سے نوجوان ٹولیاں بنا کر نکلتے ہیں اور سارا راستہ شانے ہلاتے اور چھلانگیں لگاتے اس دنگل تک پہنچتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کو دیکھا ہوگا کہ جب انہیں کسی مرگ پر افسوس کیلئے دوسرے گاؤں جانا ہوتا ہے تو گاؤں کی حد آنے پر بین شروع کر دیتی ہیں ان اہل اللہ نے بھی انقطاع اسباب کیا

ہوتا ہے ان کو ملنے کیلئے بھی تمام اسباب سے انقطاع لازم آتا ہے۔

(۲)۔ فقیر کسی کیلئے بد دعا نہیں کرتا اور ہر امر رضا کے حوالے کر دیتا ہے وادی رضا میں اختیارات سلب ہوتے ہیں۔

(۳)۔ انقطاع اسباب قرب معرفت کی دلیل ہے۔

(۴)۔ صورت امر ﷺ کو کسی نے محمد بن عبداللہ جانا، کسی نے عبدالمطلب کا پوتا کہا کسی نے نور چشم آمنہ کہا، کسی نے آپ کو امین وصادق کا خطاب دیا، کسی نے قریش مکہ کا جوان بتایا کسی نے نبی اللہ ورسول مانا اور اولی الامر حضرات کی افضل ترین جماعت کی طرف سے نور من نور اللہ کی صدا آئی حقیقت یہ ہے کہ نبوت کا اپنا کوئی مقام نہیں تھا بلکہ یہ مقام گرتھی، صدیق بناتی، فاروق پیدا کرتی، غنا بخشتی اور درجات ولایت عطا فرماتی۔

(۵)۔ کسی مزار پر حاضر کے وقت اگر رقت طاری ہو جائے تو یہ اہل مزار کی توجہ کی دلیل ہے۔

(۶)۔ رزق کی دعوت من جانب اللہ ہوتی ہے اسے رد نہیں کرنی چاہیئے۔

(۷)۔ فرمایا میرے پاس ایک شخص آیا جس کو دنیا کی کوئی غرض نہ تھی کہنے لگا مجھے جو ارشاد ہوگا چلہ، وظیفہ یا کوئی محنت شاقہ تو بھی اس پر عمل کروں گا۔ مگر میرا کام ہو جانا چاہیئے مجھے بزرگان دین سے بڑی محبت ہے اور فلاں بزرگوں کا ملنے والا ہوں آپ اس مسئلہ میں میری اللہ امداد فرمائیں میں نے کہا کہ کسی محنت شاقہ، کسی وظیفہ، کسی چلہ کی کشی کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک بات وہ بڑی مختصر اور سہل کہتا ہوں۔ اگر آپ سچے ایماندار ہیں تو اس پر عمل کرو۔ تمہارا کام اکیس روز مین ہو جائے گا اور اگر نہ ہو تو مجھے پکڑ لینا۔ پھر تو وہ خوش ہو کر کہنے لگا فرمایئے ضرور کروں گا فقیر نے اس سے تین بار عہد لے لیا کہ کرو گے کہنے لگا کروں گا فقیر نے کہا کہ حضور ﷺ کی سنت سمجھ کر داڑھی رکھ لو اور آئندہ کیلئے نہ ترشوانے کا عہد کرو۔ تمہارے کام کی ذمہ داری فقیر لیتا ہے۔ وہ شخص اس قدر سٹ پٹایا جس کی کوئی حد نہیں رہی۔ اور کہنے لگا کہ حضرت مجھے آپ اگر یہ فرمادیتے کہ

آدھا قرآن ہر روز پڑھا کرو تو میرے لئے سہل تھا مگر یہ داڑھی رکھنا بہت دشوار۔ فقیر نے کہا جس کا صدقہ کھاتے ہو۔ اس کی نافرمانی کر کے کامیاب بھی رہنا چاہتے ہو، نا ممکن ہے جاؤ بھٹکتے پھرو۔ کیا ایسے انسان اپنے دعویٰ غلامی میں حق پر ہو سکتے ہیں۔

(۸)۔ فرمایا ساری دنیا حضور ﷺ کا صدقہ کھا رہی ہے۔

(۹)۔ سیّد وہ ہے جو حسین و فیاض ہو اور اپنا سر قوم کیلئے پیش کرے۔

(۱۰)۔ فرمایا انوارِ الٰہی اگر ایک درخت پر آ سکتے ہیں تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کا زیادہ حق دار ہے۔

(۱۱)۔ فرمایا متلاشی کی خواہش کے رنگ میں جھلک مار کر مقام قرب سے نوازنا سنت اللہ ہے اور اکثر اولی الامر حضرات اہل سلوک کی منازل ایسے ہی طے کرتے ہیں۔

(۱۲)۔ مہمان کے آنے پر دل میں کسی قسم کی تنگی نہ ہو وہ آ کر تم پر احسان کرتا ہے اور تمہاری میل کچیل اتارتا ہے۔

(۱۳)۔ حق و ناحق دونوں سے ڈرو۔

(۱۴)۔ لباس شریعت قیامت تک کیلئے قابل اعتماد ٹھہرے گا۔

(۱۵)۔ سوائے ماں اور باپ کے یہ دو ایسے راستے ہیں کہ اگر منقطع ہو جائیں تو دوبارہ وابستہ نہیں ہو سکتے، برخلاف باقی تمام رشتوں کے ان کا ظہور ممکن ہے۔

(۱۶)۔ فرمایا دنیا کی کھیتی ناخصمی نہیں ہوتی ہر شے کی باگ دوڑ دست قدرت میں ہے جیسے چاہے چلائے۔

(۱۷)۔ حاجی دین محمد صاحب سہروردی نے ایک بار اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ تو آپ نے جواب میں فرمایا مجھے جب بھی کوئی پریشانی ہو تو علامہ اقبال کا یہ شعر سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پڑھتا ہوں۔

خواجہ من نگاہ دار آبروئے گدائے خویش
آنکہ زجوئے دیگراں پر نہ کُند پیالہ را

تو حضور ﷺ کی کرم نوازی سے پریشانی دور ہو جاتی ہے۔

(۱۸)۔ایک صاحب نے اپنی کم تری کا اظہار کرتے ہوئے دعا کیلئے عرض کی فرمایا! کمتری کا احساس کہ میں منزل سے دور ہوں درحقیقت منزل کی طرف تیز قدم اٹھواتا ہے کہ میں ٹھیک راستے پر جارہا ہوں۔

(۱۹)۔فرمایا مسلمانوں میں جتنے فرقے ہیں تم انہیں گنو اوران کا نام لو جن کے بزرگوں کا کوئی گنبد ہو جس کا مزار ہو اور جس پر دنیا پروانہ وار گرتی ہو سوائے ایک فرقہ کے جس میں اولیا اللہ پیدا ہوئے ہیں۔ جتنے لوگوں نے تبلیغ اسلام کی جہاں علماء کی زبانیں کٹ گئیں۔ جیلوں میں ٹھونس دیئے گئے۔ آگ میں دھکیل دیئے گئے زندہ جلا دیئے گئے۔ وہاں ایک نگاہ اور ضرب لا الہ نے اندر سے سب مغالطہ نکال کر رکھ دیا اور عرفان کی راہ سمجھا دی۔

(۲۰)۔میاں عبدالستار سول جج حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے جلدی سیشن جج کر دے۔ فرمایا قدرت کے آگے یہ کون سی بڑی چیز ہے۔ اس کی رحمت وسیع ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ جج صاحب نے کہا کہ میں سینئر ہوں اور میرا حق بھی ہے۔ فرمایا یہ ہم کسی وقت بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا استحقاق ہے یہ تو محض فضل ربی ہے اس کی رحمت ہے۔

(۲۱)۔ایک بی بی نے عرض کی کہ حضور میرا لڑکا فوت ہو گیا ہے۔ مجھے اس کو خواب میں دیکھنے کی بڑی تمنا ہے۔ فرمایا اس کا تمہیں کیا نفع پہنچے گا؟ تمنا یہ کرو کہ حضور علیہ السلام کا دیدار نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ کا نور سامنے آئے۔ دنیا فانی ہے۔ فانی نے فنا کی طرف ہی جانا ہے یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کا دیدار نصیب کرے اور اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائے۔

(۲۲)۔ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی قبلہ میں نے حضرت امام حسین پر مرثیہ لکھا ہے اُسے ملاحظہ فرمائیں۔مسکراتے ہوئے فرمایا! شیخ صاحب ہمارا حسین زندہ ہے، مرثیہ تو مردہ شخص پر لکھا جاتا ہے۔

(۲۳)۔ڈاکٹر عبدالحق سہروردی نے عرض کی حضور جب نماز قضا ہو جاتی ہے تو خوف طاری ہو جاتا ہے۔فرمایا خوف احساس کا نام ہے۔مثلاً آپ سوئے ہوئے ہیں آپ کے پاؤں پر سانپ چڑھ آتا ہے آپ کو اس وقت احساس نہیں ہوتا۔لہٰذا خوف نہ ہوگا اگر اسی وقت بیدار ہو جاتے ہیں اور اس کا احساس ہوتا ہے تو خوف پیدا ہو جائے گا۔ اگر نماز کے فوت ہونے پر خوف طاری ہوتا ہے تو یہ زندگی کی دلیل ہے جب تک یہ احساس قائم ہے اس وقت تک دل بیدار ہے اور زندہ ہے۔

(۲۴)۔ایک شخص کو فرمایا میرے نزدیک رب کو صرف رب کیلئے پکارا جاتا ہے، سکون کیلئے نماز پڑھو، قرآن میں آتا ہے واستعینو بالصبر والصلوٰۃ نماز اور صبر کے ساتھ استعانت پکڑو اس لئے نماز پڑھو اللہ کی رضا پر راضی رہو اور بس۔

(۲۵)۔چوہدری محمد یوسف سہروردی بیان کرتے ہیں کہ ہم اکثر دوست حضرت قبلہ کے ساتھ مزارات پر حاضری دیتے آپ جب ہمیں کسی بھی مزار پر مراقبانہ حالت میں بٹھاتے تو یہی فرماتے اگر کوئی کشف ہوا تو اللہ سے اللہ ہی کو مانگنا۔دنیا کی طرف نہ آنا۔دنیا سب کی سب جھونگے میں ہی آجاتی ہے۔

(۲۶)۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ افسوس ہے اس شخص کی دانش پر جو رقعہ کی تو تصدیق کرے اور رقعہ لانے والے پر شک رکھے۔اس کے ذکر کو مکروہ جانے۔اس کی فصل کاٹنے کے درپے رہے اور اسی رقعہ میں اس کے عیوب ڈھونڈنے میں لگا رہے یہ عجب نہیں تو اور کیا ہے ایک محبّ اپنے محبوب کو پیغام دے اور اس پیغام میں اپنے محبوب کی ہی تنقیص کرے عیاذاً باللہ یہ اپنی عقل کے گز سے نبوت کی پہنائیوں کو ناپنے والے

"فاوحی الیٰ عبدہٖ مااوحیٰ" کی شان رکھنے والے کو کیا سمجھیں۔

(۲۷)۔ چوہدری محمد یوسف سہروردیؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ کے ساتھ کسی کام کیلئے شاہدرہ جانا تھا۔ واپسی پر فرمانے لگے کہ جہانگیر کے مقبرہ سے ہوتے جائیں۔ چند منٹ جہانگیر کے مقبرہ پر مراقبہ کیا۔ فرمایا کہ میں نے جہانگیر کو دیکھا۔ ایک خوبصورت نوجوان مرد، موٹی موٹی سرمگیں آنکھیں جن میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ میں نے اس سے ایک سوال کیا کہ مرنے کے بعد کیسے پایا۔ ڈبڈباتی آنکھوں سے میری طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ واللّٰہُ غالب" علی اَمرِہٖ.

(۲۸)۔ آپ صورت امرﷺ کے علم غیب کی بیّن دلیل تھے اکثر فرمایا کرتے کہ اگر کوئی منکر حضور علیہ الصلوٰۃ وتسلیم کے علم غیب میں آپ سے مباحثہ کرے تو اسے قلعہ گوجر سنگھ کا راستہ دکھا دیا کریں۔

(۲۹)۔ حقیقت امر عزوجل نے آپ کو جملہ امراض کا شافع بنایا لا علاج مریض شفا پاتے۔ فرمایا کرتے دوا کا استعمال سنّت سمجھ کر کیا کرو شفا من جانب اللہ ہے۔ اگر کوئی مریض آپکی بتائی دوائی میں تھوڑا سا ردو بدل کر لیتا تو آپ سے ناراض ہوتے۔ فرماتے ایسا کیوں کیا کیا میں کوئی حکیم یا ڈاکٹر ہوں مجھے جس چیز کی آگاہی ہوتی ہے، وہی نسخہ تجویز کرتا ہوں۔ خواہ مخواہ ردو بدل کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۳۰)۔ فرمایا کرتے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا باپ نہیں اس لئے محبت نیچے کو آتی ہے اوپر نہیں جاتی۔

(۳۱)۔ فرمایا کرتے کہ ایک باپ دس بیٹوں کی کفالت کر سکتا ہے لیکن دس بیٹے ایک باپ کے کفیل نہیں بن سکتے۔

(۳۲)۔ فرمایا کرتے کہ جس کا انتظار کرنا پڑے اس کو بہتر ہے کہ ساتھ لے کر چلیں۔

(۳۳)۔ فرمایا کرتے کہ کروڑوں ٹن پانی آبشاروں سے اچھلتا اور دریاؤں سے بہتا

سمندر میں کچھ اس طرح جذب ہوتا ہے کہ قلت و کثرت کا اندازہ نہیں لگ سکتا۔ اسی طرح بحرِ توحید میں ساری کائنات جذب ہو رہی ہے۔

(۳۴)۔ فرمایا کہ ایک صاف ستھرا شیشے کا گلاس دودھ سے بھر کر میز پر رکھا جائے اور اس دودھ میں ایک پیشاب کا قطرہ ڈالا جائے۔ کوئی بھی اسے پینے کیلئے تیار نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر خالص دودھ بغیر کسی آمیزش کے اس گلاس میں ڈالا جائے جسکے ارد گرد غلاظت لگی ہو تو اسے بھی کوئی پینے کیلئے اٹھانے کو تیار نہیں۔ بعینہٖ دین کا ظاہر و باطن ہے اگر ظاہری شریعت کا طابع نہین چاہے وہ کتنا ہی عالم و فاضل اور خوش اخلاق و کردار ہو قابل قبول نہیں اور نہ وہ جو ظاہری طرح داری رکھتا ہے۔ لیکن عقائد کے لحاظ سے گندہ ہے۔ بطور سند پیش کیا جا سکتا ہے۔ دودھ بھی پاک ہو اور گلاس بھی صاف ہو۔ پھر حجت قائم ہوتی ہے۔

(۳۵)۔ ایک صاحب نے عرض کی کہ لوگ رمضان کا چاند شوق سے نہیں دیکھتے مگر عید کا چاند بڑی بے تابی سے دیکھتے ہیں فرمایا یہ ایمان کی کمزوری ہے۔ ورنہ عید کرنے میں اتنا نفع نہیں جتنا روزہ رکھنے میں ہے اگر یہ سوچا جائے تو رمضان کا مہینہ مکمل ہو جانا مسلمانوں کیلئے زیادہ باعث ثواب ہے۔ عید کی خوشی تو محض نفسانی ہے کہ دن کو کھانے پینے کی روک ٹوک نہیں رہتی۔

## وصال مبارک:

آپ نے ۲۷ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ بروز آخری چہار شنبہ بمطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۵۸ء وصال فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ آپ کی نماز جنازہ ابوالبرکات سید احمد قادریؒ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں بے پناہ خلقت نے شرکت کی ایسے معلوم ہوتا تھا کہ پورا شہر ہی اُمڈ آیا ہے۔ چونکہ فرداً فرداً جنازے کو کندھا دینا ناممکن تھا اس لئے چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ

کندھا دینے کی سعادت حاصل کر سکیں۔ بعد نماز جنازہ ہزاروں مشتاقان دید نے رخ انور کی زیارت کی۔ رخسار سرخ، چہرہ روشن اور لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

آپ کا مزار مبارک ہنجر وال شریف (ملتان روڈ) لاہور میں مرجع خلایق ہے۔

**اولاد:**

آپ کے پانچ صاحب زادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔

صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) صاحبزادہ ابوالشاہد سید فیض احمد سہروردی سجادہ نشین اول آستانہ عالیہ سہروردیہ لاہور۔

(۲)۔ صاحبزادہ سید فیاض احمد سہروردی۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۸ء کو وصال فرما گئے۔ مرقد انور ہنجر وال میں حضرت قبلہ کے مزار کے احاطہ میں ہے۔

(۳)۔ صاحبزادہ سید امتیاز احمد تاج سہروردی۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۸ء کو وصال فرما گئے۔ مرقد انور ہنجر وال میں حضرت قبلہ کے مزار کے احاطہ میں ہے۔

(۴)۔ صاحبزادہ سید اعجاز احمد المعروف سجاد گیلانی لاہور میں مقیم ہیں۔

(۵)۔ صاحبزادہ سید سجاد احمد المعروف سجاد گیلانی راولپنڈی میں مقیم ہیں۔

**خلفاء:**

آپ نے درج ذیل حضرات کو دستار خلافت سے نوازا۔

(۱) چوہدری محمد اقبال حمید سہروردی (کراچی)۔ (۲) مرزا غلام محی الدین سہروردی لاہور۔ (۳) صوفی فیروز الدین سہروردی لاہور۔ (۴) مولانا غلام نبی سہروردی گوجرہ منڈی۔ (۵) میاں معراج الدین سہروردی ہنجر وال لاہور۔ (۶) مولانا احمد سعید سہروردی پنڈی بھٹیاں گوجرانوالہ۔ (۷) چوہدری محمد شفیع صاحب سہروردی فیصل آباد۔ (۸) سید محمد عظیم برخیا المعروف قلندر بابا اولیا کراچی۔ (۹) صوفی عبدالقدیر سہروردی لودھراں۔

# الحاج چوہدری محمد اقبال حمید سہروردیؒ

آپ ۴ مئی ۱۹۰۱ء کو گورداسپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گورداسپور میں حاصل کی اور لاہور سے بی۔اے کیا۔ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ "حمید" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے ایک نہایت ہی عزیز دوست کا نام عبدالحمید تھا۔ انتہائی باہمی محبت کی بنا پر آپ نے اپنے نام کے ساتھ حمید کا لفظ شامل کر لیا جو مستقل طور پر آپ کے نام کا جزو بن گیا۔ آپ کے بڑے بھائی چوہدری محمد سردار سہروردی حضرت قبلہ سید قلندر علی سہروردیؒ کے مرید خاص تھے۔ ۱۹۳۳ کے لگ بھگ جنید ریلوے اسٹیشن پر سٹیشن ماسٹر تھے۔ حضرت قبلہ جب حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سالانہ عرس پر سرھند تشریف لے جاتے تو آپ کا قیام چوہدری محمد سردار کے ہاں ہوتا۔ یہاں چوہدری محمد اقبال حمید صاحب کو حضرت قبلہ کی صحبت نصیب ہوئی اور پھر حلقہ ارادت میں شامل ہو کر انہیں کے ہو کے رہ گئے۔ چوہدری صاحب نے بیعت کے بعد بڑے سخت مجاہدے کئے۔ آپ شب بیدار اور صوم و صلوٰۃ کے سخت پابند تھے۔ حضرت قبلہ کی معیت میں حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت غوث بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے مزارات پر حاضری کا شرف رہا۔ کچھ عرصہ لاہور میں بھی قیام پذیر رہے۔ حضرت میاں غلام محمد صاحب حیات گڑھی کی بھی آپ پر خصوصی توجہ تھی۔ خدمت شیخ کا یہ عالم تھا کہ جب حضرت قبلہ کے رہائشی مکان واقع قلعہ گوجر سنگھ کی تعمیر شروع ہوئی تو سر پر ٹوکری اٹھا کر تعمیر میں حصہ لیا۔ اور پیر خانہ کیلئے سودا سلف اور مہمانوں کی خبر گیری آپ نے سنبھال رکھی تھی۔ ابتدائے حال میں طبیعت پر جلال کا رنگ غالب تھا۔ حضرت قبلہ کے حکم پر آپ لاہور سے دہلی روانہ ہوئے اور وہاں مرکزی فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹریٹ میں ملازم ہو گئے۔ قیام پاکستان پر کراچی منتقل ہو آئے اور

بطور سیکشن آفیسر ریٹائرڈ ہوئے۔ جنوری ۱۹۵۰ء میں جن سات حضرات کو خرقہ خلافت عطا ہوا ان میں سے ایک آپ بھی تھے۔ خلافت کے بعد طبیعت میں خاصہ اعتدال آ گیا اور جمال کا ایسا رنگ نمایاں ہوا کہ ہر کوئی یہی سمجھتا کہ آپ کی شفقت و توجہ مجھ پر سب سے زیادہ ہے۔ آپ نے آستانہ عالیہ سہروردیہ آفیسرز کالونی کراچی میں ختم خواجگان شروع کرایا جس میں مخلوق خدا حاضر ہو کر فیض یاب ہوتی۔ آپ کو مریدوں کی تربیت میں ید طولی حاصل تھا۔ اپ خاموش طبع اور کم گو درویش تھے بس باطنی نگاہ سے ہی سالک کی دنیا بدل دیتے تھے۔ آپ کا شمار حضرت قبلہ کے خلفاء اعظم میں ہوتا ہے۔ حضرت قبلہ کے تمام خلفاء عظام میں سے سب سے زیادہ تبلیغ دین اور ترویج سلسلہ عالیہ سہروردیہ آپ کے ذریعہ ہوئی ہر طبقہ کے لوگ آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے جن میں علماء کرام، ملازمین، تاجر، زمیندار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ شامل ہیں، اور آپ کے فیوض باطنی سے مالا مال ہوئے۔ آپ جب بھی کراچی سے لاہور حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت قبلہ اپنی مسند سے اٹھ کر بغل گیر ہوتے اور انہیں اپنے ساتھ مسند پر بٹھا لیتے۔

## وصال مبارک:

آپ نے چوراسی سال کی عمر میں ۱۱۔۱۲ جولائی ۱۹۸۴ء بمطابق ۲۱۔۲۰ شوال ۱۴۰۵ھ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب بعد از نماز عشاء اپنی رہائش گاہ آفیسرز کالونی کراچی میں وصال فرمایا۔ نماز جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ آپ کا مزار پاکستان ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی میں مرجع خلایق ہے۔ آپ نے چھ اصحاب کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ (۱) چوہدری محمد منظور احمد سہروردیؒ جو آپ کے سجادہ نشین بھی ہیں۔ (۲) شیخ محمد یعقوب سہروردی کراچی۔ (۳) آغا عبدالسلام سہروردیؒ (پشاور) (۴) میاں محمود عالم سہروردی کراچی۔ (۵) خواجہ صغیر احمد کراچی۔ (۶) جاوید اقبال سہروردی کراچی۔ ۷۰



# الحاج صوفی فیروز الدین سہروردیؒ

آپ ۱۸۹۰ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ آپ کی مزنگ لاہور میں بیکری کی اعلیٰ پیمانے کی دوکان تھی اور اوائل عمر سے ہی دینی شغف تھا۔ علوم متداولہ کے بعد شیخ کامل کی تلاش تھی۔ اور دلی مراد پوری ہوئی حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ آپ مرزا غلام محی الدین سہروردیؒ کے ہم عصر تھے۔ نہایت خوش اخلاق، متحمل مزاج اور حلیم درویش تھے طبیعت میں انکسار از حد تھا۔ حضرت قبلہ کی حاضری کو معمول بنائے رکھا۔ کاروباری مصروفیات کے ساتھ ساتھ بھونڈ پورہ مزنگ کی مسجد کی امامت بھی کراتے تھے۔ نماز جمعہ حضرت قبلہ کی اقتداء میں جامع مسجد چوہدریاں قلعہ گوجر سنگھ میں ادا کرتے۔ ۱۹۵۰ء میں حضرت قبلہ نے دستار خلافت عطا فرمائی آپ بھی ان سات اصحاب میں سے تھے جنہیں سرکار دوعالم ﷺ کی اجازت سے دستار خلافت عطا ہوئی تھی۔ آپ بڑے متشرع بزرگ تھے۔ چہرہ بشریٰ سے بزرگی اور ولایت کے آثار ہویدا تھے۔ گفتگو نہایت دھیمے لہجے ور بڑی خوش اخلاقی سے فرماتے آپ نے بڑے سخت مجاہدے کئے دور ابتلاء آیا تو سارا کاروبار چوپٹ ہو کر رہ گیا مگر آپ کے پائے استقلال میں ذرا جنبش نہ آئی۔ حضرت قبلہ کی خدمت میں آکر خاموش سامع کی حیثیت سے باادب بیٹھے رہتے اور جب تک حضرت قبلہ خود اجازت ورخصت نہ فرماتے واپس نہ لوٹتے۔ آپ نے سلسلہ سہروردیہ کے فروغ کیلئے بہت کام کیا۔ لاہور میں آپ کا حلقہ مریدین کافی وسیع ہے۔ آپ نے ۹ اگست ۱۹۷۴ھ بمطابق ۱۰ رجب ۱۳۹۴ھ کو وصال فرمایا۔ حضرت قبلہ کے مزار مبارک کے احاطہ کے باہر مغربی جانب مدفن ہوئے جہاں آپ کا دیدہ زیب مزار مبارک تعمیر ہو چکا ہے۔ آپ کے خلیفہ میاں عبدالقیوم صاحب سہروردی آپ کے سجادہ نشین ہیں جو سلسلہ سہروردیہ کی ترویج کے ساتھ عوام الناس کو فیض یاب کررہے ہیں۔ اے

# الحاج مرزا غلام محی الدین سہروردیؒ

آپ حضرت قبلہ ابوالفیض سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردیؒ کے حاضر باش اصحاب میں سے تھے۔ لاہور کے متمول کاروباری حلقہ سے تعلق تھا۔ وسیع پیمانے پر سرکاری کھاتوں کی چھپائی اور جلد سازی کا کاروبار تھا۔ بڑے حلیم طبیعت، ہنس مکھ، مہمان نواز سخی اور مرنجاں مرنج درویش تھے سائل یا مبتدی یا پیر بھائی جو حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض معروض کرنے کی جرأت نہ کرتا آپ اس کا سوال یا عرض احسن طریقہ سے سرکار کی خدمت میں پیش کر کے جواب سے سائل کو اچھی طرح سمجھا کر مطمئن کر دیتے۔ حضرت قبلہ کے سامنے دست بستہ روبرو کھڑے رہتے اجازت ملنے پر بیٹھتے۔ حضرت قبلہ کے سفر و حضر کے ساتھ اور ہمہ وقت حاضر دربار رہتے۔ ۱۹۵۰ء میں دستار خلافت سے مشرف ہوئے۔

**بیعت کا واقعہ:**

آپ نے چوہدری محمد یوسف سہروردی صاحب کو اپنی بیعت کا واقعہ اس طرح سنایا کہ مجھے پیر کی تلاش تھی۔ چاہتا تھا کہ ایسا پیر ملے جس کی مسنون داڑھی کے ساتھ مونچھیں بھی نمایاں ہوں میرے ایک ملنے والے نے مجھے بتایا کہ جس قسم کے پیر کی تمہیں تلاش ہے اسی طرح کے ایک بزرگ قلعہ گوجر سنگھ کے قریب رہتے ہیں ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی نام ہے لاہور ہوٹل کے سامنے عبدالکریم روڈ میں داخل

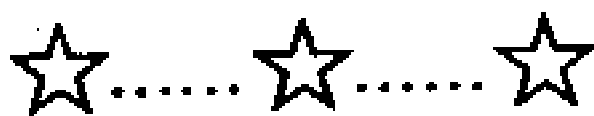
ہوں تو بائیں جانب ایک گلی کے کونے پر مکان ہے۔

چنانچہ میں وہاں پہنچ کر حاضر خدمت ہو گیا اور عرض کی کہ حضرت مدت سے بیعت کی تمنا لئے پھرتا ہوں لیکن کسی ایسے بزرگ بیعت کرنا چاہتا ہوں جو مجھے کھلی آنکھوں سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت کروا دے۔ آپ میری بات سن کر مسکرائے اور فرمایا جاؤ ایسا ہی ہو گا۔ میں کچھ دیر وہاں بیٹھا اور پھر اجازت لے کر واپس گھر لوٹ آیا رات اپنے گھر (سید مٹھا لاہور) کے صحن میں سویا ہوا تھا کہ آدھی رات کے وقت ایک نورانی چہرہ بزرگ نے مجھے جھنجھوڑ کر جگایا اور فرمایا تم عالم بیداری میں سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت کرنا چاہتے اور خود سو رہے ہو۔ اٹھو حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ میں فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی تخت بچھا جس پر سرکار دو عالم ﷺ تشریف فرما ہیں اور ساتھ صحابہ کرام بھی ہیں۔ جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہ' کو تو میں نے پہلے ہی تعارف کرانے کی وجہ سے پہچان لیا کیونکہ آپ نے مجھے جھنجھور کر جگایا تھا اور انہوں نے ہی فرمایا تھا کہ حضور ﷺ تخت پر تشریف فرما ہیں میں کھلی آنکھوں سے حضور ﷺ کی زیارت کرتا رہا اور ساتھ ہی صحابہ کرام کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا رہا۔ ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ میری پھوپھی ان دنوں میرے ہاں آئی ہوئی تھی اپنے کمرے میں اٹھ بیٹھی اور مجھے دلان میں بیٹھا ہوا دیکھ کر سیدھی میری طرف آئی اور میرے کندھے پکڑ کر جھنجھوڑا کہ تو ابھی تک سویا نہیں بس اسی دم سارا منظر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ صبح ہوئی تو میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کیوں مرزا صاحب کام ہو گیا ہے۔ میں نے جھک کر ادب سے آپ کے دونوں پاؤں چوم لئے اور عرض کیا سرکار مجھے بیعت فرمائیں اور اپنی غلامی میں لے لیں۔ آپ نے کرم نوازی فرمائی اور مجھے بیعت کر لیا۔

آپ حقیقی معنوں میں حضرت قبلہ کے خادم خاص اور حاضر باش مریدوں

میں سے تھے۔ حضرت قبلہ کو جب کسی امر کے تحت کہیں جانے کا اتفاق ہتا تو اپنے رئیسی تانگہ کے ساتھ ان کی خدمت میں ساتھ رہتے جن دنوں حضرت قبلہ کے ذاتی مکان کی تعمیر ۱۹۳۴ء میں شروع ہوئی تو مرزا صاحب نے بھی عام مزدوروں کی طرح اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔

آپ نے حضرت قبلہ کے ہمراہ دوران سفر وسیاحت بمقام وہاڑی ۲۰ مارچ ۱۹۵۲ء بروز بدھ وصال فرمایا جسدِ مبارک کو لاہور لایا گیا اور قبرستان میانی صاحب میں احاطہ دربار غوثیہ محمد لطیف شاہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی وساطت سے کثیر لوگ اور خویش واقارب حضرت قبلہ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔۲ے



# الحاج میاں معراج الدین سہروردیؒ

آپ ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد میاں میرداد خان قادری انتہائی دین دار، عبادت گزار اور متشرع بزرگ تھے اور ان کا شمار علاقہ کے معروف علماء میں ہوتا تھا۔ میاں معراج الدین صاحب میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور علوم دین گھر پر والد صاحب سے حاسل کیا۔ تحصیل علم کے بعد پنجاب کواپرٹیو یونین کے دفتر میں ملازم ہوگئے جہاں سے بحیثیت سپرٹینڈنٹ پچیس سال ملازمت کے بعد ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ اپنے علاقہ سمسائی کھوئی موضع ہنجر وال ملتان روڈ لاہور کے صاحب متمول زمیندار بھی تھے۔

**بیعت:**

آپ عرصہ سے تلاش شیخ میں سرگرداں تھے۔ کئی بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن مطمئن نہ ہوئے۔ آخر قسمت نے یاوری کی اور حضرت قبلہ ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ پہلی ہی ملاقات میں دل دے بیٹھے اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت قبلہ کی نظر باطن سے جلد ہی سلوک کی منازل طے کر کے ۱۹۵۰ میں دستار خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ ہر سال اپنے گاؤں میں عید میلادالنبی ﷺ کا جلسہ منعقد کرواتے۔ جس میں حضرت قبلہ جلسہ کی صدارت فرماتے۔ حاجی صاحب نہایت منسکر مزاج، حلیم الطبع اور شریعت مطہرہ کے سخت پابند تھے۔ انداز بیان نہایت مدلل، واضح اور عام فہم ہوتا۔

ایک دفعہ ایک نابینا اہل حدیث جید عالم حاضر خدمت ہوئے اور ایسے متاثر ہوئے کہ اپنے وہابیانہ عقائد چھوڑ کر آپ کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ آپ نے چار بار حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت قبلہ نے حاجی معراج الدین صاحب کی محبت وعشق کی وجہ سے ان کے قرب وجوار میں اپنی آخری آرام گاہ منتخب فرمائی۔ آپ کے وصال کے بعد حاجی صاحب نے ایک وسیع خطہ اراض کا انتظام کیا۔

## خلفاء:

حاجی صاحب کے حلقہ ارادت بہت وسیع ہے۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی ترویج میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا آپ نے درج ذیل حضرات کو خرقہ خلافت سے نوازا۔ (۱) صاحب زادہ سید امتیاز علی تاج سہرورد یؒ۔ (۲) صوفی عبدالکریم سہروردی المعروف برما والے پیر صاحب۔ (۳) صوفی نذیر احمد غوری سہروردی لاہور۔ (۴) صوفی فضل الرحمٰن خان سہروردی لاہور۔ (۵) مولانا محمد یوسف سہروردیؒ فیصل آباد۔ (۶) حاجی نظام الدین سہروردیؒ (بورے والا)۔ (۷) میاں منیر احمد سہروردی لاہور۔ (۸) صوفی محمد حسین سہروردی سانده کلاں لاہور۔

## وصال مبارک:

آپ نے ۳ فروری ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ بوقت صبح وصال فرمایا۔ حضرت قبلہ کے احاطہ مزار سے ملحقہ چار دیواری میں مدفن ہوئے جہاں ۱۹۹۳ء میں عظیم الشان مزار مبارک تعمیر ہو چکا ہے۔ ۳ے



# حضرت مولانا میاں سعید احمد قریشی سہروردیؒ

آپ کا تعلق قصبہ کوٹ محمد خان تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر (بھارت) سے تھا۔ آپ کا گھرانہ متشرع اور دین دار تھا۔ والد ماجد میاں نور احمد قریشی علاقہ کے زمیندار اور عالمِ دین تھے۔ چورہ شریف والوں سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ مرد درویش وخود آگاہ تھے گردونواح کے لوگ حاجت براری کیلئے حاضر ہوکر فیض یاب ہوتے اور حد درجہ فیاض تھے کہ کسی کا سوال رد نہ کرتے اگر سائل راستہ میں کپڑے کا سوال کر دیتا تو اپنی قمیص اتار کر دے دیتے اور خود اسی حالت میں گھر لوٹ آتے۔ میاں سعید احمد قریشی اپنے آبائی گاؤں میں ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی اور مروجہ تعلیم ترن تارن سے حاصل کر کے نائب تحصیلدار تعینات ہوکر فیض آباد چلے گئے۔ اس دوران ملازمت کے اوقات سے فارغ ہوکر دینی تعلیم حاصل کرتے رہے اور عالمِ دین بھی ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد والد صاحب بیمار ہوگئے جس سے گھر اور زمیندارہ نظام درہم برہم ہوگیا اس لئے ملازمت چھوڑ کر واپس اپنے گاؤں آگئے اور اپنا آبائی سلسلہ تدریس بھی شروع کر دیا۔ گردونواح کے بچوں کو دینی تعلیم دینا شروع کر دی اور ساتھ ہی گاؤں کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کی ذمہ داری بھی سنبھال لی اور حضرت غوث الاعظم کا ماہانہ ختم شریف بھی دلواتے۔ گاؤں کی اکثریت وہابی خیال تھی اس لئے اپنے مسلک کی تبلیغ وترویج میں خاصی تگ ودو کرنا

پڑی۔ آپ تہجد گزار اور متشرع عالم تھے۔ ۱۹۳۸ء میں ایک رات تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر نہ جانے کیا سوجھی کہ اپنی تسبیح توڑ ڈالی اور وہابی عقائد کے ہم نوا بن گئے یہ کیفیت دو تین ہفتہ رہی گھر والے سخت پریشان ہوئے لاہور آپ کے برادرِ نسبتی میاں عبدالغفور اختر قریشی سہروردی (مزید حضرت میاں غلام محمد حیات گڑھیؒ) کو اطلاع دی وہ پریشان ہو کر اپنے گاؤں پہنچے اور انہیں ساتھ لے کر لاہور حضرت قبلہ کے آستانہ پر پہنچے اور حضرت قبلہ کی خدمت میں آپ کو پیش کیا۔ پہلی ہی ملاقات میں میاں سعید صاحب کی کایا پلٹ گئی اور اسی ملاقات میں آپ نے حضرت قبلہ سے بیعت کی سعادت بھی حاصل کر لی اور گاؤں واپس آ گئے اور سلسلہ تبلیغ شروع کر دیا۔ حضرت قبلہ بھی پاکستان بننے سے قبل دو تین مرتبہ ان کے گاؤں تشریف لے گئے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر لاہور آ گئے اور حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضری کو معمول بنا لیا۔ عقیدت کا یہ عالم تھا کہ کرشن نگر سے پیدل چل کر قلعہ گوجر سنگھ آتے اور خدمت اقدس میں آ کر ایک کونے میں خاموش بیٹھے رہتے۔ آپ محبت شیخ میں فنا ہو کر رہ گئے تھے۔ ۱۹۵۰ء میں دستار خلافت سے سرفراز ہوئے موضع جلال پور نزد پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں اراضی الاٹ ہو گئی تھی اس لیے یہاں منتقل ہو گئے اور سلسلہ عالیہ کی ترویج و خدمت بھی کرتے رہے۔

ایک دن حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضری کیلئے آئے تو کسی خاص باطنی کیفیت کے تحت آستانہ بوس ہو گئے۔ چونکہ اس بے اختیار کیفیت میں بھی شرعی اعتراض وارد ہونے کا احتمال تھا۔ حضرت قبلہ نے فوراً فرمایا ''مولوی صاحب یہ شرک ہے''۔

حضرت قبلہ کے اس ارشاد پر آپ فوراً عالم سکر سے عالم صحو میں آ گئے اور عرض کی حضرت قبلہ یہ بے اختیاری فعل کسی اور کیفیت میں ہو گیا تھا اور اس حد تک زمین بوسی آپ کیلئے نہیں تھی۔ آپ کے فیوض باطنی کا چرچا گرد و نواح میں پھیل گیا

لوگ جوق در جوق حاضر ہونے لگے گم شدہ بچوں کی بازیابی، مایوس العلاج مریضوں کا علاج باطنی اشارے کے تحت فرماتے اور لوگ فیض یاب ہوتے۔

## وصال مبارک:

آپ نے باسٹھ سال کی عمر میں جون ۱۹۵۲ میں وصال فرمایا اپنے گاؤں میں مدفن ہوئے۔ آپ کے وصال کی اطلاع پہنچی تو حضرت قبلہ ایصال ثواب کیلئے ان کے گاؤں تشریف لے گئے۔۴۷ آپ کے صاحبزادے میاں غلام محمود صالح قریشی سہروردی صاحب آپ کے سلسلہ ارشاد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔



# الحاج چوہدری محمد شفیع سہروردیؒ

آپ ضلع امرتسر کے ایک گاؤں ویروال جو دریائے بیاس کے کنارے واقع ہے ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء کو پیدا ہوئے۔ والد ماجد چوہدری مہتاب الدین صاحب حیثیت زمیندار اور اہل علم شخصیت تھے۔ محکمہ مال میں صدر قانونگو فیصل آباد میں تعینات ہو کر وہیں مقیم ہو گئے۔ چوہدری صاحب کا سارا گھرانہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ چوہدری صاحب نے فیصل آباد سے میٹرک کیا۔ پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ ایس۔ سی (M.S.C) کیا۔ ۱۹۲۸ میں اپرنٹس محکمہ ریلوے میں بھرتی ہوئے اور کچھ عرصہ بعد پلیٹیر ہو گئے۔ ۱۹۶۸ میں ریٹائرڈ ہو کر بٹالہ کالونی فیصل آباد میں مقیم ہو گئے۔ چوہدری صاحب کا قد لمبا، وجیہ چہرہ انداز بیان سلجھا ہوا زوردار آواز کھڑک دار تھی تیز تیز گفتگو فرماتے جملہ علوم متداولہ کے گویا رواں دواں انسائیکلو پیڈیا تھا۔ سائنسی علوم کے علاوہ ادب، سیاست اور فلسفہ میں بھی خاصا درک تھا۔ اردو، فارسی اور انگریزی زبان پر پورا پورا عبور تھا۔ مولانا روم، حافظ شیرازی اور علامہ اقبال کے سینکڑوں اشعار ازبر تھے خط و کتابت زیادہ تر انگریزی میں کرتے تھے۔ جس مجلس میں بیٹھتے اپنا رنگ جما لیتے ہر موضوع پر عالمانہ اور فاضلانہ گفتگو کا پورا ملکہ حاصل تھا۔

**بیعت:**

شروع میں چوہدری صاحب پر مغربی تہذیب کا گہرا اثر تھا انگریزی لباس پہنتے اور کلین شیوڈ رہتے۔ چوہدری صاحب کے حضرت قبلہ کے ایک مرید خاص چوہدری محمد سردار سہروردی سٹیشن ماسٹر جنید ریلوے سٹیشن کے ساتھ محکمانہ تعلقات کے علاوہ دوستانہ تعلقات بھی تھے۔ حضرت قبلہ جب حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سالانہ

عرس پر سرھند شریف تشریف لے جاتے تو قیام چوہدری محمد سردار صاحب کے ہاں فرماتے۔ چوہدری محمد سردار سہروردی صاحب نے ایک آدھ مرتبہ چوہدری صاحب کو بیعت کی اہمیت سے آگاہ کیا لیکن آپ پر اثر نہ ہوا۔ اور اپنی روش پر قائم رہے۔ جنوری ۱۹۳۸ء میں حضرت قبلہ جنید تشریف لائے تو چوہدری صاحب کے دل میں نہ جانے کیا خیال آیا کہ چوہدری محمد سردار صاحب سے کہنے لگے کہ چلو یار آج آپ کے پیر کو بھی مل لیتے ہیں۔ کمرے میں داخل ہوئے اور حضرت قبلہ کے نورانی چہرہ پر نظر پڑی تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ نہایت ادب سے ملاقاتی ہو کر بیٹھ گئے گفتار کی بجائے حضرت قبلہ کے ارشادات ہی سنتے رہے۔ مجلس برخاست ہوئی تو واپس اپنے بنگلے پر لوٹ آئے اور شام تک کا وقت ایک کیفیت اور کشمکش میں گزرا شام کو پھر مجلس میں حاضر ہو گئے ایک اضطراب دل میں کروٹیں لے رہا تھا۔ یہاں بہت سے لوگ یکے بعد دیگرے بیعت سے مشرف ہوتے رہے۔ آپ نے بھی مؤدبانہ عرض کی کہ قبلہ مجھے بیعت ہونے میں تو مضائقہ نہیں بشرطیکہ نماز وغیرہ کی پابندی نہ لگے۔ حضرت قبلہ مسکرائے اور فرمایا کہ ایک چھوٹا سا کام کرنا آپ کو بتائے دیتا ہوں اگر کر سکیں تو کر لیں وہ یہ ہے کہ عشاء کے وقت ایک چوکی پر قبلہ رخ ہو کر وضو کریں اور وضو کے بعد اسی چوکی پر ہی قبلہ رو کھڑے ہو جائیں منہ آسمان کی طرف کر کے میرا تصور کئے ہوئے چھ مرتبہ یا ودود پڑھیں اور پھر چوکی سے نیچے اتر آئیں۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ یہ کون سا مشکل کام ہے چند منٹوں کا عمل ہے چنانچہ جب مجلس ختم ہوئی تو بنگلہ پر آیا اور عمل شروع کر دیا تیسرے دن خیال آیا وضو تو ہے چلو عشاء کی نماز بھی پڑھ لیتے ہیں اب تو سونا ہی ہے اگر پندرہ بیس منٹ اور لگ گئے تو کیا فرق پڑے گا لہٰذا عشاء کی نماز ادا کی اور جا کر سو گیا۔ حضرت قبلہ کا قیام تا حال جنید میں تھا اور میں باقاعدہ حاضر خدمت ہوتا رہا۔ اب عشاء کی نماز ادا کرتے ہوئے تیسرا دن تھا کہ رات

کوخواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوگئی ایسی فرحت اور دل کوسکون حاصل ہوا کہ بیان میں نہیں آتا۔ اگلے دن صبح حاضر خدمت ہوا تو حضرت قبلہ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور مسکراتے ہی چلے گئے۔ میں نے بیعت کیلئے عرض کی تو فرمایا کہ جس دن آپ کو وہ عمل بتایا تھا وہی آپ کی بیعت تھی اور وہی آپ کا سبق تھا۔

چوہدری صاحب کی طبیعت میں حد درجہ استغنا تھا بڑے بڑے واقعہ یا حادثہ کا مطلقاً دل پر اثر نہ لیتے اور ہر امر کو رضائے الٰہی ورواللہُ غالبُ علی امرہ کی شان امتیازی ہی سمجھتے اپنے افسران بالا کو بھی جائز حد تک اہمیت دیتے۔ انتہائی مہمان نواز، بلند طبع اور حاضر جواب ہونے کے ساتھ بڑے منسکر مزاج تھے۔ اپنی باطنی واردات کا اظہار ماسوائے اپنے خاص برادران طریقت کے موقع کی مناسب سے بغرض اصلاح اور راہ سلوک کی اہمیت کے ضمن میں کبھی کبھی فرمادیتے تا کہ سالک میں مزید ذوق وشوق پیدا ہو۔

۱۹۵۰ میں آپ کو دستارِ خلافت عطا ہوئی۔ آپ کا شمار ان سات خلفاء میں ہوتا ہے جنہیں حضور ﷺ کی اجازت سے دستار خلافت عطا ہوئی۔ آپ نمود ونمائش سے ہمیشہ گریزاں رہے۔ حتیٰ کہ اپنے ارادتمندوں کی تعداد بھی محدود رکھی عام بیعت فرمانے سے تہی فرماتے تھے اگر کوئی بیعت کیلئے عرض کرتا تو حضرت قبلہ کی خدمت میں بھیج دیتے۔ البتہ حضرت قبلہ کے وصال کے بعد معدود اشخاص کو بیعت فرمایا۔ آپ کے دو بھائی چوہدری نذیر احمد سہروردی اور چوہدری محمد بشیر سہروردی بھی حضرت قبلہ سے بیعت تھے۔ ۵۷

راقم الحروف (محمد نعیم طاہر سہروردی) پر قبلہ چوہدری صاحب بڑے مہربان تھے۔ راقم جب حضرت مولانا محمد یوسف سہروردیؒ (فیصل آباد) کی معیت میں حاضر خدمت ہوا تو خصوصی توجہ فرمائی۔ اور سلسلہ سہروردیہ کے چند خاص اسباق واوراد بھی عطا فرمائے۔ اور اس سلسلہ میں گاہے بگاہے خط وکتابت بھی فرماتے رہے اور اس فقیر

کی باطنی امداد فرماتے تھے۔ آپ کے خطوط کا مجموعہ راقم کے پاس محفوظ ہے۔ جن میں سے چند خطوط یہاں نقل کرتا ہوں۔ آپ کا خط مختصر مگر جامع تحریر فرماتے تھے۔

۲۷۸۔ بی۔ بٹالہ کالونی
فیصل آباد
۱۹/۹/۹۱

عزیزم نعیم طاہر صاحب!

السلام علیکم۔

آپ کا خط ۱۲/۹ کو مل گیا تھا۔ خطوط کا نہ ملنا اب محکمہ ڈاک کا اصول بنتا جا رہا ہے۔ میرے ایک کرایہ دار نے زرعی یونیورسٹی کے علاقے سے میرے نام ایک منی آرڈر بھیجا۔ جو ۴ کلومیٹر کا فاصلہ کر کے دس دن بعد بٹالہ کالونی میں پہنچا۔

(۲) الفقر وفخری کے آخیر میں رب العزت کے اسماء الحسنٰی کے ذکر کے باب میں ''یا لطیف'' کے ایک ورد کا ذکر ہے جو کہ دینی ودنیاوی الجھنوں کے علاج کیلئے اکسیر ہے۔ حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ زمانے کی روش کے ساتھ لوگوں کی طبائع سہل پسند اور زود پسند ہو گئی ہیں۔

(۳) فجر کی نماز کے بعد یا مومن یا رحیم ایک تسبیح پڑھا کریں۔ باقی اسباق بدستور جاری رکھیں۔

والسلام
شفیع

**نوٹ:** خط کا کچھ حصہ انگلش میں جو یہاں نقل نہیں کیا گیا۔

B-278 بٹالہ کالونی
فیصل آباد
23/3/92

عزیز طاہر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آج مجھے یونہی خیال آیا کہ اس بات کا بہت کم امکان ہے کہ آپ کے پاس حضرت صاحب کا رسالہ "رمضان المبارک" ہو اس لئے اس میں سے لیلۃ القدر کے متعلق اقتباس نقل کر کے بھیج رہا ہوں تا کہ آپ رمضان شریف کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرتے ہوئے اس میں متعین کردہ رات میں خصوصی توجہ سے کوشش کریں۔

والسلام
شفیع

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ اپنا تجربہ بیان فرماتے ہیں کہ میں جب سے بالغ ہوا ہوں میں نے ہمیشہ رمضان شریف کے آخری عشرے میں پایا اور اس کا ظہور ان تاریخوں کے تعین کے ساتھ ہوا ہے کہ:

| | |
|---|---|
| اگر پہلا روزہ اتوار یا بدھ کو ہو تو لیلۃ القدر | ۲۹ ویں رات ہوگی |
| اگر پہلا روزہ جمعہ یا سوموار کو ہو تو لیلۃ القدر | ۲۷ ویں رات ہوگی |
| اگر پہلا روزہ جمعرات کو ہو تو لیلۃ القدر | ۲۵ ویں رات ہوگی |
| اگر پہلا روزہ ہفتہ کو ہو تو لیلۃ القدر | ۲۳ ویں رات ہوگی |
| اگر پہلا روزہ منگل کو ہو تو لیلۃ القدر | ۲۱ ویں رات ہوگی |

پھر فرمایا کہ لیلۃ القدر کے نشانات یہ ہیں کہ وہ رات نہ گرم ہوتی ہے نہ سرد

یعنی کوشگوار موسم ہوتا ہے۔اس رات میں نہ کتے بھونکتے ہیں نہ روتے ہیں اس رات میں تارہ نہیں ٹوٹتا اوراس کی صبح سورج کی شعاؤں اور کرنوں میں تمازت نہیں ہوتی۔

278-B بٹالہ کالونی

فیصل آباد

25/1/92

عزیز طاہر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا خط مل گیا تھا۔

(۱)۔فجر کی نماز کے بعد یامومن یا رحیمُ کے بعد

(۲)۔سورۃ اخلاص ایک بار اللّٰہ الصمد، گیارہ تسبیح اول آخر درود شریف۔

(۳)۔درود شریف دن میں کسی وقت بھی پڑھ سکتے ہیں مگر چلتے پھرتے نہیں۔

(۴)۔کُھلا سبق یاوُدود کی بجائے کُونی حبیبی مُحمّدِ.

طبیعت کی گھٹن اور بے چینی کے بارے میں حضرت صاحب نے ایک ارادت مند کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔

عرفان کی راہ میں ابتداء ہمیشہ تشویش، پراگندہ قلبی یا وحشت سے ہوتی ہے۔جب تک قلب پر اس کی مرض کے خلاف کسی کی محبت اثر انداز نہ ہو۔تب تک اس میں محبوب کا جلوہ پانے کیلئے جلاء پیدا نہیں ہوتی۔اس کا علاج ذکرِ الٰہی ہے جس سے قلوب اطمینان پکڑتے ہیں۔

باقی اسباق بدستور......رب العزت مہربانی فرمائے۔

والسلام
شفیع

278-B بٹالہ کالونی

فیصل آباد

عزیزم نعیم طاہر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

کسی مزار پر حاضری دیں تو صاحب مزار کی توجہ حاصل کرنے کیلئے سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص تین بار اول آخر درود شریف پڑھ کر ان کا ثواب صاحب مزار کی خدمت میں پیش کریں۔ اور پھر انتظار کریں۔

کوئی سعی اور کوشش رائیگاں نہیں جاتی البتہ اس کے اثر کا ظہور رب العزت کی مرضی پر منحصر ہے۔

والسلام

شفیع

## وصال مبارک:

آپ نے ۲۷ اگست ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۷ صفر ۱۴۱۳ھ بہ عمر چوراسی سال بوقت سہ پہر وصال فرمایا۔ اگلی صبح بروز جمعۃ المبارک آپ کے برادرِ طریقت خطیب اعظم فیصل آباد حضرت مولانا محمد یوسف سہروردی صاحبؒ نے پڑھائی۔ اہلیان کالونی نے جامع مسجد کے ساتھ ایک کھلی جگہ تدفین کی پیش کی مگر اہل خانہ عام قبرستان میں ہی دفن کرنے پر مصر رہے۔ اور بٹالہ کالونی سے کچھ فاصلے پر قبرستان میں احاطہ خواجہ محمد چشتی کے سامنے آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

☆......☆......☆

# جناب صوفی عبدالقدیر خان سہروردیؒ

آپ موضع کھوکھر دہ ضلع رہتک (بھارت) کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد خان عبدالمجید خان محکمہ جنگلات میں انسپکٹر تھے۔ عبدالقدیر خان صاحب ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی اور پھر بقیہ تعلیم رہتک سے حاصل کی ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان میں وہاڑی آگئے اور R.C.A فیکٹری میں جولائی ۱۹۴۸ میں خزانچی کی ملازمت اختیار کر لی اور پھر مختلف مقامات ظاہر، پیر، اکرام آباد، صادق آباد وغیرہ فیکٹریوں پر تعینات رہے جہاں سے اکتوبر ۱۹۷۳ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔

**بیعت:**

۱۹۵۲ء میں حضرت قبلہ تبلیغی دورے پر وہاڑی تشریف لائے اور چوہدری محمد دین سہروردی منیجر R.C.A فیکٹری کے ہاں مقیم ہوئے۔ آپ بھی یہاں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس سے قبل آپ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ سلسلہ سہروردیہ میں بیعت ہونے کے بعد اپنے اوراد و وظائف میں حد درجہ منہمک ہوگئے۔ اور چند سالوں میں منازل سلوک طے کر لیں۔ بقول جناب صوفی فضل الرحمن صاحب سہروردی جن دنوں صوفی عبدالقدیر سہروردی خزانچی R.C.A ڈگری سندھ میں مقیم تھے حضرت قبلہ سندھ کے دورے پر تشریف لے گئے تو آپ نے صوفی عبدالقدیر صاحب کو دستار خلافت عطا فرمائی۔

۱۹۵۸ کے لگ بھگ حضرت قبلہ ملتان تشریف لے گئے۔ آپ صوفی فضل الرحمٰن صاحب اور صوفی عبدالقدیر جب مراقبہ سے فارغ ہوئے تو عبدالقدیر خان خزانچی سہروردی کو فرمایا کہ تم نے دیکھا ہے اور سنا ہے اور جو کچھ حضرت غوث العالمین نے فرمایا ہے اس پر عمل کرو۔ خزانچی صاحب نے عرض کی کہ قبلہ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا ملتان شہر میں میاں شفیع نقشبندی صاحب اجازت بزرگ ہیں۔ جن کی کاروں کی ورکشاپ ہے۔ انہوں نے بھی بعد از اجازت وخلافت اپنے سلسلہ کا کام نہ کیا جس کی وجہ سے ان کا برا حال ہوا یہاں تک کہ کوڑی کوڑی کے محتاج ہو گئے آخر مجبور ہو کر انہوں نے سلسلہ کی خدمت شروع کی تو مالی حالت پھر بحال ہوگئی اور آج کل وہ کاروں کی ورکشاپ کے مالک ہیں۔ عبدالقدیر سہروردی صاحب یہ واقعہ سن کر خاموش رہے۔ اس کے باوجود سلسلہ سہروردیہ کی تبلیغ وترویج کی طرف توجہ نہ کی جس کی وجہ سے کچھ مدت بعد آپ پر سخت دور ابتلاء آیا۔ فالج ہو گیا۔ چلنا پھرنا تو در کنار اٹھنے بیٹھنے سے بھی معذور ہو گئے۔ فیکٹری سے رخصت لے کر خانیوال آ گئے اور سلسلہ کے کام کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ یہ دور ابتلاء بھی ختم ہوا۔ آپ آخری دم تک سلسلہ کی خدمت کیلئے کوشاں رہے ان کا وسیع حلقہ ارادت قائم ہو گیا۔ غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی چشتی قادری نے بھی آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ آپ کو کشف القبور پر خاصہ ملکہ حاصل تھا۔ اکثر سائل آپ کو مزارات پر لے جاتے آپ ان کے مسائل صاحب مزار کی خدمت میں پیش کرتے اور پھر سائلوں کو جوابات سے مطلع فرماتے۔

ایک دفعہ حضرت قبلہ نے آپ کو فرمایا کہ آپ سچ مچ کے خزانچی ہیں یعنی دنیا میں بھی خزانچی اور تصوف کے بھی خزانچی۔

## اہل تکوین کی نشان دہی:

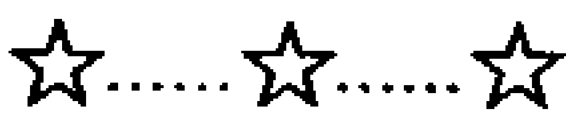
جناب صوفی محمد رمضان سہروردی آف خانیوال کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں اور خزانچی صاحب ملتان شریف قلعہ کے پاس سے گزر رہے تھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آج کل ملتان شریف کا روحانی طور پر کون حاکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ بزرگ ہستی بالعموم ادھر ہی چلتی پھرتی ہے۔ پھر اچانک اشارہ کر کے فرمایا وہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ ہم جلدی جلدی ان کی جانب چلے تو وہ بزرگ ٹھہر گئے۔ جب ہم قریب پہنچ گئے تو خزانچی صاحب کو فرمانے لگے کہ اپنے کام سے کام رکھو۔ یہ فرما کر چلے گئے۔

## دل سے اسم ذات کی آواز:

ایک دفعہ خزانچی صاحب نے سید ممتاز حسین شاہ سہروردی آف خانیوال کو بتایا کہ میری بیماری کے دوران ڈاکٹر اسٹیتھوسکوپ لگا کر معائنہ کر رہا تھا جب اس نے اسے میرے دل پر رکھا تو غور سے میری طرف دیکھنے لگا اور کہنے لگا آپ کا دل اللہ، اللہ پڑھ رہا ہے جو مجھے صاف سنائی دے رہا ہے۔

## وصال مبارک:

آپ نے ۷ دسمبر ۱۹۷۳ء بمطابق ۱۱ ذی قعد ۱۳۹۳ھ بمقام لودھراں وصال فرمایا۔ آپ آخری ایام میں لودھراں میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپ کا مزار مبارک لودھراں کے پرانے قبرستان میں مرجع خلائق ہے۔ اور ہر سال آپ کا عرس مبارک منعقد ہوتا ہے۔ ۶۷ے



# حضرت مولانا غلام نبی سہروردیؒ

آپ موضع بہادر جوعہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد ماجد کا نام حاجی عمر دین تھا۔ارائیں برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی اور مزید تعلیم کیلئے امرتسر آئے اور مناظر اسلام حضرت علامہ عنایت صاحب (سانگہ ہل والے) سے کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی بعد ازاں لاہور آگئے اور حضرت علامہ حافظ مہر محمد صاحب (اچھرہ) سے علم حاصل کیا۔پھر دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا اور مفتی اعظم ابوالبرکات سید محمد احمد شاہ صاحب قادریؒ کے سامنے زانوئے ادب طے کئے اور جملہ علوم کی تکمیل کی آپ بہت بلند پایہ کے عالم اور مناظر تھے۔حافظہ بہت اچھا تھا۔اہل حدیث حضرات سے کئی مناظرے ہوئے اور ہر بار مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کی حقانیت منواتے رہے۔دقیق مسائل کو چند لمحوں میں حل فرمادیتے۔صرف ونحو میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

تلاش شیخ میں آستانہ عالیہ حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ پر حاضر ہوئے اور حضرت قبلہ سے بیعت ہو کر منازل سلوک طے کر کے ۱۹۵۰ء میں دستار خلافت سے سرفراز ہوئے۔

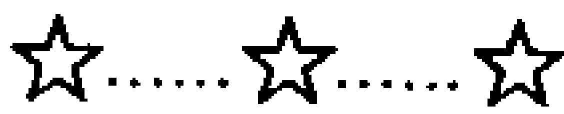
صوفی محمد علی سہروردی (ساکن نئی بستی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ) جو کہ مولانا صاحب کے قریبی دوست تھے کا بیان ہے کہ جب حضرت قبلہ اپنی مجلس میں تصوف کے نکات بیان کرتے تو مولانا وجد میں آ کر زمین پر لوٹنے لگتے۔

سلسلہ نقشبندیہ میں سید محمد چراغ علی شاہ صاحب المعروف شاہ نقشبند ثانیؒ مراڑہ شریف والوں سے بھی آپ کو سلسلہ نقشبندیہ میں دستارِ خلافت عطا ہوئی۔ ان کے قائم کردہ دارالعلوم جامعہ چراغیہ گوجرہ منڈی میں کئی سال تک پڑھاتے رہے اور مدرسہ کے صدر مدرس بھی رہے۔ اپنے آخری ایام میں دارالعلوم جامع چراغیہ اڈا پنواں ضلع شیخوپورہ میں بھی درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ کی طبیعت میں ٹھہراؤ نہ ہونے کی وجہ سے ایک جگہ زیادہ دیر نہ بیٹھتے، درس وتدریس کے زمانہ میں بھی سبق پڑھاتے ہوئے اچانک اٹھ کر چلنا شروع کردیتے آپ منکسر المزاج، کم گو اور خلوت پسند تھے لباس بالکل سادہ پہنتے تھے کہ عام آدمی آپ کو ان پڑھ سمجھتا۔ اپنے علم وفضل کو ہمیشہ چھپائے رکھتے۔

مگر جب علمی بحث ہوتی تو بڑے بڑے عالم دم بخود رہ جاتے۔ آپ انتہائی صابر و شاکر طبیعت کے مالک تھے۔ ہر وقت ذکر وفکر میں مشغول رہتے آپ بہت ہی ہمدرد اور ہنس مکھ درویش تھے۔

آپ نے جنوری ۱۹۸۱ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک چک نمبر ۲۹۸ (ج۔ب) تحصیل گوجرہ میں واقع ہے۔



# سید محمد عظیم برخیا سہروردیؒ المعروف قلندر بابا اولیاؒ

آپ کا اسم گرامی سید محمد عظیم ہے اور تخلص برخیا ہے لیکن قلندر بابا اولیاء کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ نجیب الطرفین سادات ہیں والد ماجد کا نام سید حسین مہدی بدیع الدین شیر دل ہے۔ سلسلہ نسب حضرت امام حسن عسکریؒ سے ملتا ہے۔ حضرت بابا تاج الدین ناگپوریؒ نے آپ کی والدہ کی پرورش بیٹی بنا کر کی تھی اس لئے آپ انہیں نانا جی کہا کرتے تھے۔ آپ ۱۸۹۸ میں خورجہ ضلع بلند شہر سے کیا پھر علی گڑھ یونیورسٹی میں انٹرمیڈیٹ میں داخلہ لیا۔ علی گڑھ کے قیام کے دوران طبیعت درویشی کی طرف مائل ہوگئی اور آپ مولانا کابلی کے پاس قبرستان کی مسجد کے حجرے میں زیادہ وقت گزارنے لگے۔ ۱۹۱۴ء میں اپنے نانا حضرت بابا تاج الدین ناگپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جنہوں نے آپ کو اپنی تربیت میں لے لیا۔ نو سال تک آپ ان سے فیضان حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ دہلی چلے گئے یہاں بابا تاج الدین ناگپوری کے ایک عقیدت مند کی صاحبزادی سے ۱۹۲۴ء میں نکاح ہوا۔ تقسیم ہند کے بعد کراچی تشریف لے آئے اور محلہ عثمان آباد میں رہائش کر لی ۱۹۴۸ میں روزنامہ ڈان (اردو) میں ملازمت کر لی پھر ۱۹۵۴ میں رسالہ نقاد سے وابستہ ہوگئے۔ ۱۹۵۴ میں ناظم آباد میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔

## حلیہ مبارک:

آپ کا قد نہایت مناسب، چہرہ پُر وقار، ماتھا کشادہ آنکھیں نہ زیادہ بڑی نہ چھوٹی گال بھرے ہوئے، مضبوط کندھے، بازہ، ہاتھ ور انگلیوں پر بہت ہی مناسب گوشت کا ابھار، جسمانی وضع مناسب اور خوبصورت تھی۔

طبیعت میں متانت اور سنجیدگی چہرے پر ایک خاص وقار سے نمایاں تھی۔

**بیعت وخلافت:**

حضرت قبلہ ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ اکثر کراچی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ گرینڈ ہوٹل میکلوڈ روڈ میں آپ کا قیام ہوتا۔ جس کا انتظام دین محمد پریس (لاہور وکراچی) کے مالک کرتے۔ ہوٹل کے مینجر خواجہ غلام حسین سہروردی بھی حضرت قبلہ کے مخلص مرید تھے۔ ۱۹۵۶ء میں حضرت قبلہ کراچی تشریف لائے تو قلندر بابا اولیاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ رات تین بجے آؤ۔ سخت سردی کا عالم تھا۔ قلندر بابا اولیاء رات دو بجے گرینڈ ہوٹل کی سیڑھیوں پر جا کر بیٹھ گئے۔ ٹھیک تین بجے حضرت قبلہ نے دروازہ کھولا اور آپ کو اندر بلا لیا۔ اور بیعت سے مشرف فرما کر اپنے سامنے بٹھا کر آپ کی پیشانی پر تین پھونکیں ماریں۔ پہلی پھونک میں عالم ارواح منکشف ہوگیا۔ دوسری پھونک میں عالم ملکوت و جبروت سامنے آگیا اور تیسری پھونک میں آپ نے عرش معلیٰ کا مشاہدہ کیا۔

حضرت قبلہ نے تین ہفتہ کی قلیل مدت میں آپ کی باطنی تعلیم مکمل فرما کر خرقہ خلافت عنایت فرمایا۔ دربار رسالت مآب ﷺ سے آپ کو حسن اُخریٰ کا لقب عطا ہوا۔ آپ کو تقریباً گیارہ روحانی خانوادوں سے بطریق اویسیہ فیضان حاصل ہوا۔ بے شمار مخلوق خدا کی آپ نے رہبری فرمائی اور صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔

**محاسن:**

آپ نہایت خوش طبع نفاست پسند کم گو درویش تھے۔ جب گفتگو فرماتے تو سائل کو تشفی بخش جواب عنایت فرماتے۔ بچوں سے خاص شفقت فرماتے ان کی ہر بات سنتے۔ بچوں کی خوشی کو مقدم رکھتے آپ کی تمام باتوں میں محبت کا پہلو نمایاں تھا۔ فضول خرچی اور نمود ونمائش کے قائل نہ تھے۔ چیخ کر بولنے کو ناپسند کرتے۔ وقت کی

پابندی بہت کرتے اگر کہیں جانا ہوتا تو پورے وقت پر پہنچ جاتے۔ فضول گفتگو سے پرہیز کرتے اور مقابل کی ذہنی سطح کے مطابق گفتگو فرماتے۔ عید کے موقع پر تمام مہمانوں کو ایک روپیہ کا نیا نوٹ عیدی دیا کرتے تھے اور بہت مہمان نواز تھے۔

## تصانیف:

آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

(۱) لوح وقلم۔ (۲) تذکرہ تاج الدین بابا۔ (۳) رباعیات۔

## شاعری:

حضرت قلندر بابا اولیاء اردو شاعری کی تاریخ میں اہم ترین شخصیت ہیں جنہوں نے روحانیت کے رموز کو بیان کرنے کیلئے رباعی کا استعمال کیا آپ کی رباعیات عرفان کا ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ بطور نمونہ ہم یہاں آپ کی چند رباعیات درج کرتے ہیں۔

چہرہ جسے دیکھیں تو کہیں ماہ تمام
چلنا جسے دیکھیں تو کہیں حشرِ خرام
ساقی میں بتاؤں کیا جو ان پر گزری
سو بار ہی خم بنے ہیں سو بار ہی جام

☆......☆......☆

اک دم جو ہے موجود غنیمت ہے عظیم
شاید یہی زندگی کی فرصت ہے عظیم
دو چار قدم کا راستہ باقی ہے
آئندہ جو ہے عدم کی رخصت ہے عظیم

معلوم ہے تجھ کو زندگانی کا راز
مٹی سے یہاں بن کے اڑا ہے شہباز
اس کے پر و پرزے تو یہی ذرے ہیں
البتہ کہ صناع ہے اس کا دم ساز

☆......☆......☆

مٹی کے لباس میں چھپایا ہے مجھے
مٹی کی کشش سے آزمایا ہے مجھے
معلوم نہیں غبار سے مٹی کے
نقاش ازل نے کیوں بنایا ہے مجھے

☆......☆......☆

**ملفوظات:**

☆ فرمایا اصل رشتہ روحانی رشتہ ہے۔

☆ کسی کو اپنا بنانے کیلئے اپنا بہت کچھ کھونا پڑتا ہے۔ سکون ایک کیفیت کا نام ہے جو یقینی ہے اور جس کے اوپر کبھی موت وارد نہیں ہوتی۔

☆ آیات الٰہی سے مراد ایسی نشانیاں ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن مجید میں توجہ دلائی ہے۔

☆ فرمایا اپنے نفس کا عرفان انسان پر معرفت الٰہیہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

☆ فرمایا ایمان سے مراد ذوق ہے ذوق وہ عادت ہے جو تلاش میں سرگرداں رہتی ہے۔

☆ فرمایا قرآنی پروگرام کے دونوں اجزاء نماز اور زکوٰۃ روح اور جسم کا وظیفہ ہیں

وظیفہ سے مراد حرکت ہے جو زندگی کو قائم رکھنے کیلئے انسان پر لازم ہے۔

☆ فرمایا استغناء بغیر یقین کے پیدا نہیں ہو سکتا اور یقین کی تکمیل بغیر مشاہدے کے نہیں ہوتی۔

☆ فرمایا دوستوں اور رشتہ داروں کے دکھ درد میں شیک ہو کران کے غم کو اپنا غم سجھ کران کے غم غلط کرنے کی کوشش کریں اس لئے آدمی آدمی کی دوا ہے۔

☆ فرمایا میری روحانی اولاد مجھے خوش دیکھنا چاہتی ہے تو اس کے اوپر فرض ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرے۔

☆ فرمایا شک شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ بندوں کو اللہ سے دور کر دیتا ہے۔

☆ فرمایا متقی انسان وہ ہے جو سمجھنے میں بڑی احتیاط سے کام لیتا ہے۔ ساتھ ہی بدگمانی کو راہ نہیں دیتا وہ اللہ کے معاملے میں اتنا محتاط ہوتا ہے کہ کائنات کا کوئی روپ اسے دھوکہ نہیں دے سکتا۔

☆ فرمایا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا قریب ترین راستہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا ہے۔

## وصال مبارک:

آپ نے ۲۷ جنوری ۱۹۷۹ رات ایک بجے وصال فرمایا۔ مزار مبارک کراچی میں شادمان ٹاؤن میں مرجع خلایق ہے۔ آپ کے محبوب خلیفہ خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب آپ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور آپ کی سرپرستی مین جاری ہونے والے ماہنامہ روحانی ڈائجسٹ کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور بہت سی کتب تصوف کے مصنف بھی ہیں۔ ۷۸

☆......☆......☆

# شیخ المشائخ ماہتاب سہروردیہ ابوالشاہد سید محمد فیض احمد سہروردیؒ

## ولادت باسعادت:

آپ ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ ۱۴/اپریل ۱۹۲۹ء کو کوٹلی لوہاراں شرقی ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔

## تعلیم وتربیت:

آپ بچپن میں ہی اپنے والد گرامی کے ہمراہ ترک سکونت کر کے لاہور میں رہائش پذیر ہو گئے اور والد گرامی کی زیر نگرانی تعلیم حاصل کرنے لگے آپ نے وطن اسلامیہ ہائی سکول سے میٹرک کیا پھر اسلامی کالج ریلوے روڈ لاہور میں داخلہ لیا یہاں سے آپ نے ایف۔اے کا امتحان پاس کیا۔ پھر واپڈا ہاؤس لاہور کے چیف اکاؤنٹس آفس میں ملازم ہو گئے جہاں تاحیات یہ فرائض سرانجام دیتے رہے۔ باطنی علوم آپ نے اپنے والد ماجد سے حاصل کیے۔ حضرت قبلہ امام السالکین ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ کی نگاہ ولایت روحانی توجہ اور پاکیزہ صحبت سے ظاہری و باطنی دولت سے مالا مال ہوتے چلے گئے بمصداق۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

## تحریک پاکستان میں حصہ:

جن دنوں آپ اسلامیہ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کررہے تھے اس وقت تحریک پاکستان زوروں پر تھی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم طلباء سے اپیل کی کہ وہ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے باہر نکل کر قریہ قریہ پھیل جائیں اور مسلمانوں کو تحریک پاکستان کے مقاصد سے آگاہ کر کے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کریں۔ چنانچہ آپ نے بھی کالج کے طالب علمی دور میں اس مقدس مشن کیلئے حتیٰ المقدور کام کیا۔ جس میں اس وقت کے مشائخ عظام نے بھی بھرپور حصہ لیا اور آپ کے والد گرامی حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مسلم لیگ کے بڑے بڑے جلسوں میں حضرت قبلہؒ کا خصوصی خطاب ہوتا تھا۔

## بیعت:

آپ نے اپنے والد گرامی حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی تھی۔ حضرت قبلہ سید قلندر علی سہروردیؒ نے اپنے خلیفہ مجاز چوہدری محمد اقبال خمید سہروردیؒ (کراچی) کی موجودگی میں آپ کو بیعت فرمایا اور اسباق تلقین فرمائے۔ نیز آپ نے اپنے چھوٹے صاحبزادے سید فیاض احمد سہروردیؒ کو بھی اس مجلس میں بیعت فرمایا تھا۔ حضرت قبلہ فیض احمد سہروردیؒ نے سلوک کے جملہ مراحل اپنے والد گرامی کی صحبت کیمیاء اثر میں طے کئے اور درجہ تکمیل تک پہنچے۔ حضرت قبلہؒ نے نعمتِ باطنی سے آپ کو خوب نوازا تھا۔ نگاہ قلندر نے آپ کو ظاہری و باطنی کمالات کے جامع بنا دیا تھا۔ نیز آپ نے اپنے دادا مرشد خضر صحرائے طریقت حضرت میاں غلام محمد حیات گڑھی سہروردی سے بھی باطنی فیضان حاصل کیا۔ جب بھی حضرت میاں صاحب حیات گڑھ سے لاہور تشریف لاتے آپ ان کی خدمت میں

حاضر رہتے۔ اسی طرح حضرت قبلہ میاں صاحب نے بھی آپ کو فیضان سے بہرہ ور فرمایا اور ولایت وعرفان کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا۔

## فیض میرا یوسف ہے:

جناب حکیم محمد مودود سہروردیؒ جو غوث زماں حضرت سید قلندر علیؒ کے مرید خاص اور معالج بھی تھے۔ ایک دفعہ حضرت قبلہ کی طبیعت ناساز ہوگئی حکیم مودود صاحب علاج کیلئے تشریف لائے۔ حضرت قبلہ نے گفتگو کے دوران بتایا کہ صاحبزادہ فیض میاں صاحب سیالکوٹ گئے ہوئے ہیں ابھی تک واپس نہیں آئے۔ ان کی عدم موجودگی کے باعث میری طبیعت بہت اداس ہے۔

حکیم مودود صاحب نے عرض کی کہ سرکار! آپ کے اور چار صاحبزادے آپ کے پاس موجود ہیں۔ صاحبزادہ فیض میاں کو اطلاع دے دی گئی ہے وہ بھی آجائیں گے تو حضرت قبلہ نے فرمایا۔ مودود صاحب! حضرت یعقوب علیہ السلام کے حضرت یوسف علیہ السلام کے علاوہ اور بھی گیارہ صاحبزادے تھے لیکن جو لگاؤ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام سے تھا کسی اور سے نہ تھا اسی طرح مودود صاحب! ''فیض میرا یوسف ہے''۔

## مسندِ قلندر پر:

غوث زماں حضرت ابو الفیض کا وصال مبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ بروز بدھ بمطابق ۲۴ صفر ۱۴۷۸ھ ہوا۔ اگلے روز آپ کے دوسرے ملکیتی مکان میں خلیفہ مجاز حضرت قبلہ چوہدری محمد اقبال حمید سہروردیؒ (کراچی) کی زیر صدارت ختم قرآن مجید اور ختم خواجگان سہروردیہ ہوا۔

بقول خاور سہروردی صاحب:

اس مجلس میں خلیفہ مجاز حضرت قبلہ چوہدری محمد اقبال حمید سہروردیؒ نے اپنا ایک خواب بیان فرماتے ہوئے اسے اشارتاً اور کنایۃً سجادہ نشینی کی دستار مبارک سب سے بڑے صاحبزادے سید فیض احمد صاحب سہروردی کو عطا ہونے کی آگاہی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے اپنے ہاتھوں سے صاحبزادہ عالی مقام کے سر پر دستارِ مبارک باندھی۔ ۹ ے

آپ تقریباً ۲۸ سال کی عمر میں مسندِ قلندر پر متمکن ہوئے اور سلسلہ رشد و ہدایت جاری کیا۔ چنانچہ سینکڑوں طالبان دور دراز سے حضرت کے آستانہ عالیہ واقع ضلع گوجرنگھ لاہور حاضر ہو کر اپنی مراد کو پہنچے۔ آپ مریدوں کو ہمیشہ درستی اخلاق اور اتباع شریعت کا درس دیتے تھے۔ آپ کی صحبت اور تعلیم میں اس قدر کشش و تاثیر تھی کہ جو بھی دیدار سے مشرف ہو جاتا وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی ترقی و ترویج میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ ہزاروں لوگ آپ کی وساطت سے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی ذات ایک چشمۂ فیض تھی۔ جس سے ایک عالم فیض یاب ہوا۔ آپ کا دروازہ فیض ہر کسی کیلئے کشادہ تھا۔ علم و معرفت کے اس خورشید عالم نے ہزاروں قلوب و اذہان کو منور کیا۔

## رُخِ تاباں:

خوبیٔ جلوۂ دیدار تو سُبحان اللہ     لمعۂ مطلع انوار تو سُبحان اللہ
جان بکف خیل خریدار بہر سو جمع اند     یوسفا رونق بازار تو سبحان اللہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی نورانی شکل عطا فرمائی تھی۔ جو بھی آپ کو دیکھتا گرویدہ ہو جاتا اور اسے ایک کیف و سرور حاصل ہوتا تھا۔

جناب حکیم محمد بشیر احمد سہروردی رقمطراز ہیں کہ:

آپ کے رخ انور پر انوار و تجلیات کا ہمیشہ ظہور رہتا تھا۔ بمصداق۔

ان کی صورت دیکھ کر آنے لگی یادِ خدا

نورِ رخ ان کا چراغ راہِ عرفاں ہو گیا

آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا۔ مسکراہٹ خود فرماتے خوشیاں دوسروں کی جھولی میں ڈال دیتے۔ آپ اپنی گفتگو میں ایسا انداز اختیار کرتے کہ دوسروں کی رضا اس میں شامل کر لیتے۔ ہمارے ایک پیر بھائی صوفی محمد اسماعیل سہروردی نے اپنے مکان واقع دھرم پورہ میں محفل ذکر کا اہتمام کیا کرتے تھے اس محفل میں حضرت قبلہ فیض احمد سہروردیؒ کو بطور صدر محفل شرکت کی دعوت دی جاتی۔ راقم کو بھی شرکت کیلئے کہا گیا۔ چنانچہ ایک جمعرات کو حاضری ہوئی۔ نماز عصر کے بعد ذکر شروع ہوتا اور نماز مغرب تک جاری رہتا۔ چنانچہ جب میں محفل میں پہنچا تو حضرت قبلہ بھی تھوڑی دیر بعد تشریف لے آئے۔ ذکر و نعت خوانی ہوتی رہی۔ اختتام پر آپ نے فرمایا کہ میں نماز مغرب کی امامت کراؤں۔ میں نے معذرت کی جو قبول ہوئی۔ آپ خود مصلّٰی پر رونق افروز ہوئے اور سر مبارک پر سرخ رنگ کا رومال لپیٹ لیا جو عمامہ کے قائم مقام تھا۔ نماز ادا کر چکنے کے بعد جب آپ نے اپنا دست مبارک اپنے سر کی طرف بڑھایا کہ رومال کو اتار کر ٹوپی پہن لی جائے تو عجلت کے ساتھ محفل میں ایک بزرگ کھڑے ہوئے۔ عرض کرنے لگے یا حضرت!

یہ حسن و جمال اس وقت میری نظروں کے سامنے تسکین قلب کا سامان پیدا کر رہا ہے۔ خدا کیلئے رومال سر پر رہنے دیں۔ عجب انداز سے آپ کا حسن بہار پر تھا۔ یقین جانیے راقم نے بھی چہرے کی طرف دیکھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ:

رخ تاباں پر انوار و تجلیات الٰہی بکھرے پڑے ہیں۔

## اخلاق ومحاسن:

؎ درگاہ ہے فیض کی ساقی کی بارگاہ
جو آئے جھک کے جائے کسی سے نہیں نہیں

آپ اخلاق نبوی ﷺ کا مجسمہ تھے۔ حسن صورت، حسن سیرت، حسن خلق، حسن معاملہ، خدمت خلق، صبر وشکر، تسلیم ورضا، عفو ودرگزر، تحمل وتواضع، عجز وانکسار، جود وعطا، مہمان نوازی، استغنا، فصاحت، زہد وریاضت، تقویٰ، فیض رساں، فیض بخش، اتباع سنت، عیب پوشی، جذب وشوق یہ تمام خوبیاں آپ میں پائی جاتی تھیں۔

گویا آپ ان خصائل کا حسین پیکر تھے۔ ہر ایک کے ساتھ یکساں طور پر سلوک ومحبت سے پیش آتے تھے۔ جب بھی مریدین ومعتقدین کسی دکھ اور پریشانی میں آپ کی خدمت میں دعا کیلئے حاضر ہوتے تو آپ کی مشفقانہ گفتگو خلوص ومحبت اور صورت دلربا دیکھ کر ان کے سب غم دور ہو جاتے اور یہ لوگ فیض ومرام واپس لوٹتے۔

؎ صدوے مُردہ شود زندہ بہ لطفِ سخن
معجز لعل شکر بار تو سبحان اللہ

جناب حکیم محمد بشیر سہروردی اپنے ایک خط میں راقم الحروف کو تحریر فرماتے ہیں کہ:

اخلاق حسنہ کے آئینہ میں آپ کے کردار میں حضور ﷺ کے خلق عظیم کا پرتو نظر آتا تھا۔ اگر کسی عقیدت مند نے کوئی غلط بات کہہ دی تو نہایت اچھوتے انداز میں اس کی اصلاح فرمادیتے کہ سننے والے عش عش کر اٹھتے۔ کھانے کا وقت ہوتا تو بغیر کھلائے پلائے کسی کو نہ جانے دیتے۔ اگر کوئی آدمی محفل میں آپ کو مٹھائی وغیرہ پیش کرتا تو نہایت کریمانہ انداز میں اسے محفل میں تقسیم فرمادیتے۔

اگر کوئی شخص آپ کو ایذا پہنچاتا تو آپ بالکل بدلہ نہیں لیتے تھے۔ آپ کے دورِ سجادگی میں سلسلہ کے بعض لوگوں نے آپ کو بہت پریشان کیا لیکن آپ نے صبر و شکر کے ساتھ تمام پریشانیاں برداشت کیں اور مسند قلندر کی عزت پر آنچ نہ آنے دی۔ اور بدستور سلسلہ کی خدمت کرتے رہے۔ آپؒ کی عاجزی و انکساری کا یہ عالم تھا کہ باوجودیکہ آپ عرفان وولایت کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے لیکن فرمایا کرتے تھے کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں جو کچھ بھی مجھے ملا ہے سرکار قلندر کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ ہمیشہ عاجزی وانکساری فرماتے۔

آپ ادباً حضرت غوث زماں سید قلندر علی سہروردیؒ کی مسند مبارک پر نہیں بیٹھتے تھے لیکن بعد میں سرکار قبلہ کے حکم سے اس مسند پر جلوہ افروز ہوئے تھے۔

## پیکر شرم وحیا:

آپ شرم وحیا کا پیکر تھے۔ ہمیشہ اپنی نظریں نیچی رکھتے تھے۔ کثیر عورتیں بھی آپ کی وساطت سے سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں داخل ہو کر عابدہ، زاہدہ بن گئیں تھیں اور صلوٰۃ پنجگانہ اور تہجد گزار ہو گئیں تھیں۔ خلیفہ مجاز صوفی محمد ابراہیم خان سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ:

ہمارے عزیزوں میں سے ایک عورت میرے ہمراہ آستانہ عالیہ پر حضرت قبلہ سید فیض احمد سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ یہ بی بی کسی اور جگہ بیعت تھیں اور ان کے شیخ کا وصال ہو گیا تھا اور یہ بی بی سلوک کی مسافرہ تھیں۔ میرے ساتھ حضرت قبلہ کی خدمت میں بیعت کیلئے حاضر ہوئیں۔ حضرت قبلہ سے بیعت ہونے کے بعد اس بی بی نے مجھے کہا کہ جب میں اپنے پہلے پیر صاحب کے سجادہ نشین کے پاس گئی میں اور میرا خاوند دو گھنٹے ان کی خدمت میں بیٹھے اس سجادہ نشین نے ایک لمحہ

کیلئے بھی نظر میرے چہرے سے ادھر ادھر نہیں کی۔ میرے دل میں اس کے خلاف سخت نفرت پیدا ہوگئی۔ الحمدللہ آج اس مرد کامل کی خدمت میں حاضر ہوئی جتنی دیر بھی آپ کی خدمت میں اپنی عرض و معروض بیان کرتی رہی ایک سیکنڈ ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آیا کہ اس فرشتہ سیرت انسان نے آنکھ اٹھا کر بھی میری طرف دیکھا ہو۔

## جود و سخا:

آپ بہت سخی اور فیاض طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کے فیاضی کے بے شمار واقعات ہیں۔ ایک جہان آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوا۔ آپ سراپا فیض اور اسم بامسمّٰی تھے جو بھی آپ کی خدمت میں جو مقصد بھی لے کر حاضر ہوا اس قلزم فیض سے بہرہ ور ہوا آپ کا شہرہ سخاوعطا ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ حکیم محمد بشیر سہروردی صاحب کا بیان ہے کہ:

ایک دفعہ ہنجر وال شریف میں حضرت غوث زماں سید قلندر علی سہروردیؒ کا سالانہ عرس مبارک تھا تقاریر جاری تھیں اور نعت خوان بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نذرانہ عقیدت پیش کر رہے تھے، مریدین اور عقیدت منداحباب نقدی کی صورت میں نذرانہ پیش کر رہے تھے جلسہ کے اختتام پر کافی رقم جمع ہوگئی۔ آپ نے ساری رومال میں اکٹھی کر لی اور حاضرین سے مصافحہ کرنے کے بعد صحن سے باہر تشریف لائے۔ دربار قلندر کے مجاور سائیں رحیم بخش سہروردیؒ راہ میں کھڑے تھے۔ سائیں صاحب باادب ہو کر مصافحہ کے لئے آگے بڑے آپ نے فرمایا" سائیں رحیم بخش کیسے ہو" جھولی پھیلاؤ۔ سائیں صاحب نے جھولی پھیلا دی آپ نے رومال کی ساری رقم اس کی جھولی میں ڈال دی اور خود مسکرانے لگے۔ اس لیے کہ دنیا کے مال و زر سے آپ کو کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ آپ نے اپنی ذات کیلئے کبھی بھی کچھ جمع نہ کیا بلکہ جو

بھی فتوح آتی تھی اسے مریدین پر ہی خرچ کردیتے تھے۔ اپنی بود و باش کیلئے اپنے وسائل خود پیدا کئے ہوئے تھے۔ اور یہ اخراجات اپنی ملازمت کے ذریعے پورے کرتے تھے۔ کبھی بھی اپنا بوجھ دوسروں پر نہیں ڈالتے تھے بلکہ دوران سفر اپنے ہم رکاب ساتھیوں کا خرچ بھی اپنی گرہ سے ادا کرتے اور ان کی ہر طرح آسائش کا خیال رکھتے۔ محمد اقبال رحمت سہروردی کا بیان ہے کہ:

حضرت قبلہ سید فیض احمد سہروردی صاحبؒ جب داتا صاحبؒ حاضری کیلئے جاتے تو مجھے بھی ساتھ لے جاتے لیکن ہمیشہ رکشہ کا کرایہ اپنی جیب سے ادا کرتے واپسی پر آپ اچار خریدتے اور میرے ہزار ہا ... کے باوجود معاوضہ آپ خود ادا فرماتے ایک دفعہ بہت اصرار کرکے میں نے معاوضہ دیا مگر واپس سرکار نے آکر یہ کہہ کر مجھے پیسے دے دیئے کہ تبرک کے طور پر رکھ لو۔ اللہ تعالیٰ رزق میں برکت ڈالے گا۔

## وظیفہ برائے کشایش ظاہری و باطنی:

اگر کسی شخص کو ظاہری یا باطنی پریشانی کا سامنہ ہو تو درج ذیل شعر کو کثرت سے ورد میں رکھے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی جملہ ظاہری و باطنی پریشانیاں دور ہوں گی اور اس کا مقصد دل حاصل ہوگا۔

الٰہی بہ طفیل فیض احمد گیلانی
بنام آں سخی کن مہربانی

## ایک مسلوب درویش کی راہبری:

جناب صوفی محمد ابراہیم خان سہروردیؒ بیان فرماتے ہیں کہ:

ایک دفعہ ایک معمر درویش سندھ سے حضرت قبلہ سید فیض احمد سہروردیؒ کی

خدمت اقدس میں آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ میں ایک مرد کامل کا مرید ہوں جو وصال فرما چکے ہیں۔ مجھ سے کچھ کوتاہی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ میں اپنی کوتاہی کی معافی مانگتا ہوں مگر وہ مجھے معاف نہیں کرتے۔ میری ساری منزل درہم برہم ہو گئی ہے اور میری ساری کیفیت سلب ہو چکی ہے۔ میں نے کراچی میں ایک بزرگ کے مزار پر حاضر ہو کر اپنی روداد عرض کی تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ابوالشاہد محمد فیض احمد سہروردی جو کہ ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی کے صاحبزادے اور سجادہ نشین ہیں کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں انہوں نے ہی مجھے آپ کا ایڈریس بتایا ہے۔ ان بزرگوں کے حسب الحکم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے اس درویش کو بہت تسلی دی ور فرمایا کہ میرے شیخ کی نظر کرم سے آپ کا معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ نے اس درویش کو کچھ اذکار و وظائف بتائے۔ جو وہ کرتے رہے۔ وہ درویش تقریباً دو ماہ تک بطور مہمان آپ کے آستانہ عالیہ پر ٹھہرے رہے۔ ایک دن آپ نے اس درویش سے کہا کہ ہم نے آپ کے پیر صاحب سے رابطہ قائم کر کے آپ کے متعلق بات چیت کی ہے۔ وہ آپ کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں اور آپ کو معاف کر دیا ہے۔ اب آپ کا سارا معاملہ ٹھیک ہو گیا ہے۔

آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں اور اپنی منزل کی طرف گامزن ہو جائیں۔ اور وہ درویش خوش و خرم اپنے شیخ کے آستانہ پر حاضر ہو گئے۔

## وسعتِ نظر:

۱۹۷۹ء میں آپ حج کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ آپ لاہور سے کراچی بذریعہ ٹرین روانہ ہوئے۔ کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز آپ نے روانہ ہونا

تھا روانگی سے قبل آپ نے بابا جیون محمد سہروردی ساکن کوٹ سبزل تحصیل صادق آباد کو خط تحریر فرمایا کہ میں فلاں ٹرین سے فلاں تاریخ کو صادق آباد سے گزروں گا۔ آپ ریلوے اسٹیشن پر آکر مجھ سے مل لیں۔ بابا جیون محمد سہروردی بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے سوچا کہ صادق آباد تو ٹرین صرف ایک منٹ ٹھہرتی ہے۔ یہاں اچھی طرح ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ کیوں نہ میں خانپور جنکشن چلا جاؤں وہاں سے آپ کے ساتھ سوار ہو جاؤں گا اور صادق آباد آکر اتر جاؤں گا۔ چنانچہ میں خانپور اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ جب وہاں حضرت صاحب کی ٹرین آکر رکی تو وہاں حیران کھڑا تھا کہ اب حضرت کو کیسے تلاش کروں کیونکہ حضرت صاحب نے تو مجھے صادق آباد اسٹیشن پر ملنے کیلئے کہا ہے چنانچہ اسی سوچ بچار میں کھڑا تھا کہ میں نے اپنے نام کی آواز سنی جب میں نے آواز کی طرف دھیان کیا تو دیکھا کہ حضرت صاحب اپنے ڈبے سے باہر نکل کر مجھے آوازیں دے رہے ہیں چنانچہ میں بھاگ کر حضرت صاحب کے پاس گیا اور دست بوسی کی۔ حضرت صاحب نے مجھے اپنے ساتھ ہی سیٹ پر بٹھالیا اور صادق آباد اسٹیشن پر مجھے ڈھیر دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

## آسیب جاتا رہا:

جناب حاجی محمد شجاع سہروردی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

ہمارے پڑوس میں ایک ہمسایہ کی لڑکی کو آسیب (جن) کی شکایت ہوگئی وہ اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتی۔ جن اسے بہت تکلیف پہنچاتا۔ انہوں نے کئی عاملوں سے رجوع کیا لیکن آرام نہ آیا اور تکلیف بڑھتی گئی اور بچی چیختی چلاتی تھی۔ کسی نے انہیں حضرت قبلہ سید فیض احمد سہروردیؒ کے آستانہ عالیہ کا پتہ بتایا کہ بچی کو وہاں لے جائیں چنانچہ وہ مجھے ساتھ لے کر بچی کے ہمراہ آستانہ عالیہ پر پہنچے۔ بچی کو اس وقت سخت

تکلیف تھی۔ اسکے سر پر کوئی کپڑا وغیرہ نہیں تھا۔ جونہی ہم آستانہ عالیہ پر پہنچے۔ حضرت قبلہ کی نظر اس بچہ پر پڑی تو اس نے فوراً کپڑا مانگا اور اپنا سر ڈھانپ لیا اور ساتھ ہی اس کا دورہ بھی ختم ہو گیا۔ حضرت قبلہ نے بچی کو دم کیا اور تعویذ وغیرہ دیئے اور تسلی دی۔ اس دن کے بعد بچی کو دوبارہ جن کی شکایت نہ ہوئی اور آسیب بچی کو چھوڑ گیا۔ اور وہ بالکل تندرست ہو گئی۔

## نگاہ لطف:

جناب خلیفہ مجاز صوفی ڈاکٹر امانت علی سہروردی صاحب (گوجرانوالہ) بیان کرتے ہیں کہ:

میں ۱۹۶۱ء میں حضرت قبلہ مولانا عبدالغفور مدنیؒ (نقشبندی) کا ارادتمند تھا اور حضرت قبلہ مدنی صاحب کا نقشبندی سلسلہ کے جلیل القدر مشائخ میں شمار ہوتا تھا ان کا حلقہ ارادت پاکستان، ہندوستان، افغانستان، عرب ممالک جاوا سماٹرا، انڈونیشیا تک وسیع تھا۔ مجھے ان کے سایۂ ہدایت میں ایک خاص قسم کا روحانی اطمینان نصیب ہوا۔ جو کہ ان کی وفات یعنی ظاہری پردہ پوشی کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ ان کے خلفاء پاکستان میں بھی موجود تھے جن کے پاس حاضری دینے کے باوجود مجھے خوشگوار روحانی کیفیت حاصل نہ ہو سکی۔ ایک دن حکیم مقبول احمد سہروردی جو کہ ہمارے ہمسائے تھے اور حضرت قبلہ سید فیض احمد سہروردیؒ کے مرید تھے مجھے بتایا کہ ان کے حضرت صاحب ان کے ہاں تشریف لائے میں ان کے ہاں بغرض زیارت حاضر ہوا تو وہی گم گشتہ کیفیت جو کبھی میسر تھی وہ وہاں پہلی ہی بیٹھک میں حاصل ہو گئی۔ سرکار قبلہ فیض احمد سہروردی بڑی پُر کشش، پروقار اور پیاری شخصیت کے حامل تھے میں ان کی طرف کھنچتا ہی گیا اور ان کی اجازت سے قلعہ گوجر سنگھ آستانہ عالیہ پر حاضری دینے لگا اور ہر بار

عجب بات یہ کہ میرے دل میں جو ہوتا تھا سرکار خود ہی اشارہ کنایہ میں عام گفتگو کے دوران بیان فرما دیا کرتے۔

میں پہلے گورنمنٹ ملازمت میں تھا۔ مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے نوکری سے استعفیٰ دے دیا تھا لیکن خدا کی قدرت کہ میں اپنی آئندہ تعلیم بھی مکمل نہ کر سکا۔ شادی شدہ عیال دار تھا۔ فکر معاش ہوئی کوئی ذریعہ آمدنی نہ تھا۔ پریشانی کے عالم میں سرکار فیض احمد سہروردیؒ کے پاس دفتر حاضر خدمت ہوا۔ سرکار نے شفقت فرماتے ہوئے اپنے سامنے میز کے پار کرسی پر بٹھا لیا۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ عرض کرتا از خود ہی فرمانے لگے۔

''اساں کوئی گل سنی ہوئی اے'' یعنی ہم نے کوئی بات سنی ہوئی ہے میں نے عرض کیا حضور ارشاد! فرمایا سُنیاں اے ہویا کہ جیہڑا سویرے سویرے اٹھ بہوے انہوں رزق دے زیادہ چانس ہوندے نیں۔

یعنی ہم نے یہ سنا ہے کہ جو آدمی صبح صبح اٹھ بیٹھے اسے زیادہ رزق ملتا ہے۔ میں نے جواباً عرض کیا بہتر حضور اب ہم جلدی اٹھ جایا کریں گے۔ یہ سن کر فرمانے لگے۔ ''جدوں یار سویرے سویرے اٹھ ہی بیٹھے تے فیر'' یعنی اے دوست! جب صبح اٹھ کر ہی بیٹھ گئے تو پھر۔ یہ فرماتے ہوئے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا تے فیر (یعنی پھر) کئی برسوں سے میرا سرکار کی خدمت میں آنا جانا تھا۔ میں نے سرکار کو آنکھیں ڈال کر بات کرتے نہ دیکھا تھا یعنی یوں نظر سے نظر نہ ملی تھی۔ یہ پہلی نظر تھی جو کام کر گئی اور ہم باقاعدہ نماز پڑھنے لگے۔ سرکار کے ہاتھ کا اشارہ درحقیقت نماز پڑھنے ہی کیلئے تھا۔ بمشکل دو ہفتے گزرے ہوں گے کہ مجھے بیرون ملک ملازمت مل گئی اور لطف یہ کہ جہاز کا ٹکٹ پاسپورٹ، ویزہ سب مفت مل گیا میں باہر چلا گیا اور نماز جاری رہی لیکن جب کبھی ایک نماز بھی چھوٹ جاتی تو فوراً کسی طور پر تنبیہ

ہو جاتی اور میں چھوٹی ہوئی نماز قضا کر کے پڑھ لیتا۔ مگر ایک دن چوتھی مرتبہ میں نے مغرب اور عشاء نہ پڑھیں دوسرے دن مغرب سے پہلے میں ہسپتال کے جس کمرے میں بیٹھا تھا اچانک دھماکہ ہوا اور مجھے ہر طرف سے آگ نے گھیر لیا اور میں بری طرح جھلس گیا۔ اکیس روز صاحب فراش رہا اور سخت اذیت اٹھائی اسی حالت میں توبہ کی اور آج تک نماز چھوڑنے کی جرأت نہ ہو سکی اور سرکار کی غلامی کے صدقے نماز عجب لطف اندوز ہوگئی ہے۔ اسی طرح سرکار کی نظر لطف سے نماز کی پابندی بھی ہوگئی اور رزق کا دروازہ بھی کھل گیا۔

## علم لدنی سے سینہ منور کر دیا:

جناب ڈاکٹر امانت علی سہروردی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں بیرون ملک مسقط سلطنت آف عمان میں ایک بڑی جرمنی کمپنی کے ہسپتال کا انچارج تھا۔ یہاں ایک مسجد میں ہم سب نماز ادا کرتے تھے مسجد کے امام حاجی شاد محمد صاحب سالانہ چھٹی پر پاکستان چلے آئے تو لوگوں کو امام مسجد کی تلاش ہوئی میں چونکہ باریش تھا اور ڈاکٹر بھی تو لوگوں نے مجھے کہا کہ کل جمعہ ہے آپ کے سوا امامت کیلئے کوئی آدمی میسر نہیں لہٰذا آپ کل جمعہ پڑھائیں گے۔ لیکن میری حقیقت تو یہ تھی کہ مجھے سورۃ فیل اور سورۃ اخلاص کے علاوہ اور کوئی سورۃ یاد نہ تھی اور قرآن مجید بھی سرے سے پڑھا ہوا نہ تھا۔ دوسرے دن میں نے ہمت کر کے ایک کتاب دیکھ کر خطبہ پڑھا لیکن میری ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ خطبہ کے بعد میں نے ایک باعلم پٹھان تاج محمد کو کھینچ کر مصلے پر کھڑا کر دیا اور خود تکبیر کہی اس طرح نماز جمعہ مکمل ہوئی۔ اس طرح امام صاحب کے واپس آنے تک اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔ امام صاحب حاجی شاد صاحب واپس آئے تو میرا سالانہ چھٹی کا وقت آ گیا اور میں چھٹی گزارنے پاکستان آ گیا۔ میں پہلے ہی دن

واپڈا ہاؤس لاہور سرکار کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور سرکار کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا آپ نے حسبِ معمول بہت شفقت فرمائی اور پہلے کی طرح اپنے سامنے کرسی پر بٹھالیا۔ رسمی گفتگو کے بعد اچانک فرمانے لگے کہ نماز کی امامت بڑی سعادت ہے لیکن ایک گراں ذمہ داری بھی ہوتی ہے کہ تمام مقتدیوں کی نماز کا بوجھ امام کے کندھوں پر ہوتا ہے۔ لہٰذا فقیر کو ایسا بوجھ اٹھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہاں اگر چند دوست اکٹھے ہوں اور نماز کا وقت ہو جائے اور کوئی دوسرا امامت نہ کروائے تو پھر دوستوں کو باجماعت نماز کا ثواب پہنچانے کی نیت سے اگر امامت کا فریضہ ذمہ لے لے تو کوئی بات نہیں اور پھر مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایسے حالات ہوں تو ''تُسی نماز پڑھا ای دیا کرو'' اور ساتھ ہی میری نظروں کے ساتھ نظر ملائی۔ یہ سرکار کی دوسری نظر عنایت تھی جو میری آنکھوں نے وصول کی۔ معاملہ یہاں ختم نہیں ہوتا بلکہ لطف کی یہ بات کہ جب میں چھٹی گزار کر واپس اپنی ڈیوٹی پر سلطنت آف عمان گیا۔ جرمن کمپنی میں جہاں میری تعیناتی تھی وہاں کوئی مسجد نہ تھی۔ میں نے جرمن مینیجر سے بات کی اس نے مسجد بنوادی لیکن عجب بات یہ کہ یہاں کوئی امامت کروانے کیلئے تیار نہ ہو رہا تھا۔ میں نے یہاں بہت کوشش کی لیکن معاملہ وہی لہٰذا یہاں بھی امامت مجھے ہی کروانا پڑی۔ ہاں یہاں یہ بات عرض کرتا چلوں کہ سرکار کی دوسری نظر عنایت کی برکت سے مجھے تقریر کرنے میں جو ہچکچاہٹ ہوتی تھی فوراً جاتی رہی اور مجھے بہت جلد چند دنوں میں ہی کئی سورتیں اور قرآنی آیات زبانی یاد ہو گئیں۔ فقہ اور حدیث کا علم بھی بہت جلد حاصل ہو گیا بغیر کسی استاد کے میں قرآن مجید روانی سے پڑھنے لگا اور اس کے بعد کئی سال تک نہ صرف جمعۃ المبارک اور عیدین کی نمازیں پڑھتا رہا بلکہ وہاں ہر سال نماز تراویح بھی لوگ میری اقتداء میں پڑھتے رہے۔ سرکار کی نظر کرم کا نتیجہ تھا کہ لوگ دور دور سے میری تقریر سننے کو آتے اور ایسے ایسے علمی نقاط جو عام علماء کی سمجھ سے ہی بالاتر

ہوتے میں ان کی تشریح فی البدیہہ کرنے لگا۔

المختصر حضرت قبلہ سیدی مرشدی سید محمد فیض احمد سہروردی کے دامن ارشاد اور نظر کرم میں وہ رحمتیں اور نعمتیں تھیں جن کا احاطہ الفاظ میں نہیں ہو سکتا بس وہی محسوس کر سکتا ہے جو ان سے فیض یاب ہوا۔

آپ علامہ اقبال کے شعر

؎ نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کی عملی تفسیر تھے۔ ان کی نگاہ نہ صرف دنیوی تقدیر بدلتی تھی بلکہ ان کی نگاہ سے علوم خاص جو الفاظ کی زد میں نہیں آتے وہ حقائق الٰہی اور کائنات کی حقیقتیں ایک نگاہ سے دفتروں کے حساب سے دل و دماغ میں انڈیلی جاتی تھی ن کہ جن کو زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔

## تلاش شیخ میں حضرت موج دریا بخاریؒ کی راہبری:

جناب مختار احمد سہروردی صاحب (لاہور) کافی عرصہ سے تلاش شیخ میں تھے اور اس سلسلہ میں راہبری کیلئے روزانہ حضرت موج دریا بخاری سہروردیؒ (لاہور) کے مزار پر حاضری دیتے تھے اور صاحب مزار سے عرض کرتے کہ راہبر کامل عطا فرمائیں۔ ایک دن ان کی قسمت جاگ اٹھی۔ مختار صاحب جب مزار مبارک پر حاضری کیلئے آئے۔ دعا کرنے کے بعد مزار شریف میں بیٹھے بیٹھے اونگھ آ گئی۔ تو صاحب مزار حضرت موج دریا بخاری نے انہیں اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اور کہا کہ تمہارا حصہ حضرت سید فیض احمد سہروردی کے پاس ہے۔ اور آپ کا پورا پتہ بھی بتایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے حضرت فیض میاں سے تیری سفارش کر دی ہے۔ جاؤ ان کے آستانہ پر حاضر ہو جاؤ۔ مختار ساحب وہاں سے سیدھے آستانہ عالیہ قلعہ گوجر سنگھ

حاضر ہوئے۔ تو حضرت قبلہ بھی ان کا انتظار فرما رہے تھے۔ آپ نے مختار صاحب کو بیعت فرما کر سبق تلقین فرمایا۔ یوں ان کی دلی مراد پوری ہوئی اور راہبر کامل کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔

## اجابت از در حق بہر استقبال می آید:

حضرت قبلہ متجاب الدعوات بزرگ تھے۔ بارگاہ الٰہیہ میں جب ان کے ہاتھ اٹھتے تو خالی نہیں لوٹتے تھے اور ساتھ ہی سائل کو حصول مقصد کی خوشخبری بھی سناتے تھے۔ جناب حکیم مقبول احمد سہروردی (گوجرانوالہ) بیان کرتے ہیں ایک دفعہ ہماری بہن کا گھر میں تنازعہ ہو گیا۔ اور معاملہ بگڑتا گیا حتیٰ کہ علیحدگی تک بات پہنچ گئی۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا معاملہ آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے سن کر فرمایا یہ نہیں ہو سکتا ہے جس دربار میں ہم نے جھولی کر کے دعا کرنی ہے انشاء اللہ خالی نہ آئے گی۔ اور آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا جو کہ پہلے میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ پھر وہی لوگ خود ہمارے پاس آئے اور ہم سے معافی مانگی کہ غلطی ہو گئی ہے۔

جناب صوفی امانت علی صاحب سہروردی (گوجرانوالہ) بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے بھائی نے مجھے بذریعہ ڈاک اطلاع دی کہ انہیں شہر کے دو غنڈے بڑا تنگ کرتے ہیں۔ میں نے جواباً انہیں سرکار کے پاس آستانہ عالیہ حاضر ہونے کو کہا۔ وہ جمعۃ المبارک کے روز سرکار کے پاس آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور اپنی صورت حال بیان کی جسے سن کر سرکار نے فرمایا'' جاؤ اللہ خیر کرے گا'' اور حضرت قبلہ کے ماتھے پر چند شکنیں نمودار ہوئیں۔ بھائی صاحب جب واپس گوجرانوالہ پہنچے تو راستہ میں ہی پتہ چل گیا کہ ان بدمعاشوں میں سے ایک راستہ میں قتل ہو گیا ہے دوسرے روز اس کا ساتھی بھائی صاحب سے آ کر معافی مانگ گیا۔

جناب سید دلاور شاہ صاحب سہروردی (سکھر) بیان کرتے ہیں کہ سکھر میں مجھے چند بدمعاشوں نے بہت تنگ کیا۔ میں بہت تنگ ہو کر حضرت قبلہ کے پاس لاہور آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اور رو کر حضرت کی خدمت میں ساری روداد پیش۔ حضرت قبلہ نے سن کر فرمایا جاؤ خیر ہی جائے گی۔ جب میں واپس سکھر پہنچا تو دوسرے دن معلوم ہوا کہ ان بدمعاشوں میں سے دو قتل ہو گئے ہیں اور دو کراچی بھاگ گئے ہیں جو آج تک واپس نہیں ہو سکے۔ حضرت قبلہ نہایت سیف زبان تھے۔ اور آپ کے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ خیر ہی جائے گی خصوصاً اعداد پر برق بن کر گرتے تھے۔

## کشف قلوب:

جب کوئی سائل آپ کے پاس اپنے کسی مسئلہ کے حل کیلئے آتا تو آپ بعض اوقات اس کا بیان سننے سے قبل ہی اس کا مسئلہ از خود بیان کر کے اس کا حل بتا دیتے اور سائل حیران رہ جاتا۔ جناب سید دلاور شاہ سہروردی سکھر والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سکھر سے حاضر خدمت ہوا اور نیچے کمرہ میں بیٹھا تھا میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید آپ کو تخت پر بیٹھنے کی ابھی اجازت نہیں ملی حضرت قبلہ اس وقت اوپر بالا خانہ میں تھے۔ آپ فوراً نیچے تشریف لے آئے اور آتے ہی میری طرف دیکھا اور سیدھے تخت پر جا کر جلوہ افروز ہو گئے۔ اس طرح آپ نے میری تشفی فرما دی کہ آپ مسندِ قلندر کے مالک ہیں لیکن ادباً آپ اس پر نہیں بیٹھتے تھے ورنہ آپ کو اس پر نشست فرمانے کی اجازت ہے جناب شہباز خان صاحب سہروردی (بھکر) بیان کرتے ہیں کہ:

میرے ایک دوست کا کامونکی منڈی میں کیس چل رہا تھا۔ لیکن یہ مسلکاً اہل حدیث تھا۔ مجھے کہنے لگا اپنے حضرت قبلہ سے دعا کرا دو میں اسے لے کر آپ کی

خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے ایک تعویذ دیا۔ کیونکہ یہ لوگ تعویذ کے قائل نہیں ہیں اس کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا حضرت قبلہ نے اسے توجہ دے کر فرمایا کہ اس میں دیکھو اللہ کا ہی نام ہے اس نے حضرت قبلہ کو نذرانہ پیش کیا لیکن آپ نے قبول نہ کیا۔

عبدالمجید خان سہروردی (مغلپورہ لاہور) بیان کرتے ہیں کہ:

ایک دفعہ آستانہ عالیہ پر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ ٹیپ ریکارڈ چلنے کی آواز آئی میں نے دل میں کہا کہ کوئی صاحبزادہ اوپر چلا رہا ہوگا اور ٹیپ آستانہ پر نہیں چلنی چاہئے۔ حضرت قبلہ اس وقت تعویذ لکھ رہے تھے۔ تعویذ لکھتے ہوئے اسی لمحہ مجھے فرمایا خان صاحب یہ ٹیپ ہماری نہیں ہے۔ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب نے اپنے گھر دبئی سے بھیجی ہے۔ اور یہ ان کے گھر ہی چل رہی ہے وہاں سے اس کی آواز آرہی ہے۔

جناب ڈاکٹر امانت علی سہروردی صاحب (گوجرانوالہ) بیان کرتے ہیں کہ:

میرے ایک عزیز کی عدالت میں کیس چل رہا تھا۔ انہیں کسی جرم کی بنا پر بدنامی کے ساتھ ساتھ قید ہو جانے کا خطرہ ہوا تو وہ میرے پاس برائے مدد آئے اور اپنے حالات وواقعات سے مجھے آگاہ کیا۔ میں ان کو ساتھ لے کر آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ اور سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے جونہی ہم بیٹھے سرکار نے میرے عزیز کی طرف متوجہ ہو کر بغیر بیان سنے مخاطب ہو کر تنبیہ فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا جاؤ اللہ خیر کرے گا۔ حیران کن بات یہ کہ اگلے روز مدعی فوت ہو گیا اور کیس ختم ہو گیا۔

## یہ فیض ہے ابوالفیض کا فیض کے سینے میں:

جناب محمد ابراہیم خان سہروردی سکھر والے بیان کرتے ہیں کہ:

مرزا امتیاز بیگ سہروردی کے گھر سکھر میں محفل تھی جس میں حضرت قبلہ سید

فیض احمد سہروردی لاہور سے تشریف لائے تھے۔ محفل کے بعد سرکار تانگہ میں بیٹھ گئے باقی لوگ باہر کھڑے تھے حضرت قبلہ نے فرمایا کہ آپ لوگ دھوپ میں کھڑے ہیں سائے میں ہو جاؤ۔ تو تانگے والے (کوچوان) نے کہا کہ سرکار یہ تو آپ کے سایہ میں کھڑے ہیں۔ اس کے اس جملہ پر سرکار پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور اس حالت میں اس کوچوان پر ایک نظر عنایت ڈالی تو اس کی دنیا ہی بدل گئی۔ وہ یہ تانگے والا واصلین میں سے ہوگیا۔ اور یہ پھر کبھی سکھر میں تانگہ چلاتا نظر نہ آیا۔ اور گوشہ نشین ہوکر ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوگیا۔

## روحانی ٹیلیفون:

حاجی نظام الدین سہروردیؒ کے صاحبزادے محمد شریف سہروردیؒ (بورہ منڈی) حضرت قبلہ سے بیعت ہوئے۔ بیعت ہونے کے بعد محمد شریف صاحب نے حضرت قبلہ کو کہا کہ سرکار میں زمیندار آدمی ہوں۔ زمیندارہ سے فرصت نہیں ملتی میں آپ کے پاس لاہور کس طرح آؤں گا۔ میرے یہاں روحانی ٹیلیفون لگا دیں کہ آپ سے رابطہ رہے۔ حضرت قبلہ مسکرائے فرمایا ٹھیک ہے۔ روحانی ٹیلیفون لگا دیتے ہیں۔ محمد شریف صاحب اپنے کام وکاج سے فارغ ہوکر عشاء کی نماز کے بعد بستر پر لیٹے تو کلمہ شریف کا قلبی ذکر شروع ہو جاتا اور صبح کی نماز تک جاری رہتا اور تاہنوز ان کی یہی کیفیت ہے۔

## عکس جمال قلندر:

جناب خاور سہروردی صاحب اپنی کتاب یادگارِ سہروردیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
آپ نہایت حسین وجمیل اور خوش پوشاک تھے۔ ظاہری شکل وصورت اور رفتار وگفتار کا انداز بالکل حضرت قبلہ سید قلندر علی سہروردیؒ کے مشابہ تھا، انتہائی خوش

خلق فیاض اور متحمل مزاج تھے حضرت قبلہ کی طرح لبوں پر مسکراہٹ ہمہ وقت کھلتی رہتی۔ جن اصحاب کو حضرت قبلہ کے عالم شباب میں دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی وہ برملا اس حقیقت کا اظہار فرماتے کہ صاحبزادہ عالی مقام شکل وصورت، لباس، رفتار، گفتار میں بالکل حضرت قبلہ کے مشابہ ہیں۔

حاجت مندوں کے سوال بڑے اطمینان اور تحمل سے سنتے اور انتہائی دھیمے لہجے میں اسے مطمئن فرماتے۔ مسندِ سجادگی پر رونق افروز ہونے کے بعد تادمِ زیست آپ نے بطریق احسن اس ذمہ داری کو نبھایا۔ مسندِ ارشاد کی حرمت کی پوری پاسداری کی اور طالبان حق اور دیگر حاجت مندوں کی حاجت روائی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ متعدد حضرات نے آپ کی تربیت باطنی سے منازل سلوک طے کیں۔

**شفقت:**

حاجی محمد اشرف سہروردی صاحب (بورے والا ضلع وہاڑی) بیان کرتے ہیں کہ:

خاجی غلام رسول سہروردی بورے والا میں ہر سال حضرت سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردی کا عرس مبارک مناتے ہیں۔ حضرت قبلہ فیض میاں صاحب عرس مبارک پر لاہور سے تشریف لائے تھے۔ میں نے عرس کے موقع پر حاجی صاحب سے کہا کہ میں نے حضرت قبلہ کا بیعت ہونا ہے حاجی صاحب نے شام کے وقت حضرت قبلہ سے عرض کی کہ اشرف آپ سے بیعت ہونا چاہتا ہے تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اشرف ہمارا ہی بیٹا ہے اس نے کہاں جانا ہے۔ مگر رات بزرگوں سے اجازت لے کر صبح بیعت کریں گے چنانچہ آپ نے صبح کی نماز کے بعد بلا کر بیعت فرمایا اور سبق تلقین فرمایا۔ بیعت ہونے کے بعد جب میں باہر آیا تو نصیر احمد سہروردی اور متین احمد مجھے

کہنے لگے کہ بیعت ہوئے ہیں لہٰذا ہمیں مٹھائی کھلاؤ اور مجھ سے شغل کرنے لگے۔ میں نے کہا کہ بازار کھل جائے تو مٹھائی لا کر کھلائیں گے۔ ابھی ہم باتیں کر رہے تھے کہ حضرت قبلہ اندر سے باہر تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے ور فرمانے لگے کہ کیا شغل ہو رہا ہے۔ متین احمد نے کہا کہ اشرف سے مٹھائی مانگ رہے ہیں تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اشرف کی مٹھائی میں خود کھلاؤں گا کیونکہ یہ ہمارا بیٹا ہے چنانچہ حضرت قبلہ نے اپنی جیب سے رقم نکال کر دی اور مٹھائی منگوا کر سب کو کھلائی۔ حضرت قبلہ مجسمہ شفقت تھے۔ ہر سائل کو اپنے دامن شفقت میں لے کر اس کی دلجوئی فرماتے تھے اور ہر طالب یہی سمجھتا کہ حضرت قبلہ کی جو شفقت مجھ پر ہے کسی دوسرے پر نہیں۔

سید دلاور شاہ صاحب سکھر والے بیان کرتے ہیں کہ:

ایک دفعہ میں سکھر سے حضرت قبلہ کے ہمراہ لاہور سفر کر رہا تھا۔ ایک اسٹیشن پر گاڑی رکی تو میں اٹھا اور باہر ریلوے سٹال سے ایک سوڈا کی بوتل حضرت قبلہ کیلئے لے آؤں۔ ہمارے ساتھ سیٹ پر ایک اور آدمی بھی سفر کر رہا تھا وہ باہر میرے پاس آیا مجھے کہنے لگا کہ حضرت قبلہ کیلئے میں بوتل خریدنا چاہتا ہوں میں نے اسے کہا کہ آپ خواہ مخواہ پیر و مرید کے معاملہ میں نہ آئیں اور میں بوتل لے آیا اور حضرت قبلہ کو پیش وہ آدمی واپس مغموم سا ہو کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ حضرت قبلہ نے بوتل پی کر اس آدمی کو فرمایا کہ بھائی آپ بھی ہمیں بوتل پلائیں اور مجھے فرمایا کہ آپ اس کا ثواب کیوں ضائع کر رہے ہو وہ آدمی خوشی سے اٹھا اور بھاگ کر بوتل لے آیا اور حضرت قبلہ کو پیش کی۔ آپ نے پی کر اسے دعا دی۔ اسی طرح اس کی مغمومی خوشی میں بدل گئی۔ اور وہ آدمی حضرت قبلہ کی محبت و شفقت سے بہت متاثر ہوا۔

## نام کی لاج:

محمد اقبال رحمت سہروردی بیان کرتے ہیں کہ:

آستانہ عالیہ پر ایک شخص تاج خان رہتا تھا یہ بہت چالاک اور ہوشیار انسان تھا پہلی دفعہ جب یہ آستانہ عالیہ پر آیا تو اس نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ میں حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر تلاوت قرآن مجید کر رہا ہوں کہ میری آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ سرکار داتا گنج بخش نے مجھے نقشہ سمجھا کر فرمایا کہ قلعہ گوجر سنگھ چلے جاؤ اور وہاں مین بازار سے گزر کر بڑی بڑی سیڑھیاں ہیں ان کے ساتھ والے مکان میں پیر خانہ ہے وہاں چلے جاؤ اور صاحب سجادہ کو میرا اسلام کہو اور وہاں رہو۔ حضرت قبلہ فیض میاں صاحب نے مجھے بتایا کہ اقبال صاحب! یہ آدمی انتہائی جھوٹا ہے مگر ہم نے اسے یہاں اس لئے رکھ لیا ہے کہ جن کا نام لے کر یہ بہانہ بنا رہا ہے ہمیں ان کے نام کا بہت پاس ہے۔

## جنت کے سامنے دوزخ کا فرشتہ:

محرم علی سہروردی (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ:

ایک آدمی بڑی دور سے حضرت قبلہ فیض احمد سہروردیؒ کا شہرہ سن کر ملنے کیلئے آیا۔ بابا تاج خان اس وقت یہاں دربان تھا۔ اس نے اسے اندر آنے سے منع کیا لیکن وہ شخص زبردستی سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ حضرت قبلہ نے اس کی بات سنی اور اس کی حاجت روائی فرمائی اور جب وہ رخصت ہونے لگا تو کہنے لگا سرکار! آپ نے جنت کے سامنے دوزخ کا فرشتہ بٹھا رکھا ہے۔ حضرت قبلہ یہ سن کر مسکرائے۔ اور کچھ دن بعد بابا تاج خان کو چھٹی کرا دی۔ کیونکہ لوگوں کے ساتھ اس کا اخلاق اچھا نہیں تھا۔ اس کی جگہ اور آدمی آستانہ پر رکھا۔

## ملفوظات:

حضرت مخدومی و مرشدی سید محمد شاہد رسول شاہ صاحب گیلانی سہروردی بیان فرماتے ہیں کہ:

(۱)۔ حضرت قبلہ والدی و مرشدی قبض و بسط کی مثال اسی طرح بیان فرماتے تھے کہ ایک شخص کمرہ میں بیٹھا بجلی کی روشنی میں لکھ رہا ہے اور وہ اپنے کام میں مگن ہے۔ لیکن اچانک بجلی چلی جاتی ہے اور اندھیرا ہو جاتا ہے اور اس کا کام بند ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس کے پاس باقی لوازمات، قلم، کاغذ تو موجود ہے لیکن یہ شخص روشنی کے بغیر کچھ نہیں لکھ سکتا۔ اسی طرح ایک سالک جب اپنے اوراد و وظائف میں مشغول ہوتا ہے۔ اس پر مختلف انوار و برکات اور تجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔ جس سے اس کے قلب میں ذوق شوق اور سوز و گداز کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اچانک یہ انوار و برکات بند ہو جاتے ہیں۔ جس سے اسے شدید گھٹن اور بے چینی ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ ورد و وظائف میں بھی مشغول ہے اس کی اس حالت کو ہم قبض کہتے ہیں پھر اچانک اس پر انوار و تجلیات کی بارش شروع ہو جاتی ہے اور اس پر پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اسے ہم بسط کہتے ہیں۔

دونوں کیفیتیں سالک کیلئے لازم و ملزوم ہیں جس سے اس کی اصلاح اور ترقی ہوتی ہے اسے ہر حال میں صابر و شاکر ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ کیونکہ فقط وہی ذات ہی ہماری مقصود و مطلوب ہے تا کہ انوار و تجلیات۔ یہ کیفیات سالک کی دلجمعی کیلئے ہوتی ہیں۔ محض انہیں میں کھو کر رہ جانا منزل مقصود سے دور کرتا ہے۔ اسی لئے اس پر حالت قبض طاری کی جاتی ہے۔ تا کہ یہ ایک ہی منزل پر رک کر نہ بیٹھ جائے اور اپنے روحانی سفر کی طرف رواں دواں رہے۔

(۲)۔ فرمایا بیعت کی حقیقت یہ ہے کہ مرید شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنے مولا سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ نفس اور شیطان کا بندہ ہرگز نہ بنے گا بلکہ اپنے مولا کی خوشنودی کیلئے جہاد اکبر میں اپنے شیخ کی زیر کمان پوری جانفشانی اور ایمانداری سے شریک ہوگا نفس کو نیست و نابود کرے گا، اپنی حرص و ہوا کو دفن کر دے گا ور قدرت کاملہ کے ساتھ من و تو کا جھگڑا مٹا کر اسی کی رضا کیلئے وقف ہو جائے گا۔

(۳)۔ فرمایا۔ کیا ہمارے قلب میں تسلیم و رضا، انکساری، محبت، اخلاص، پرہیزگاری اور عجز و حلم نے گھر کیا ہے یا ہم نفس اور شیطان کے پھندے میں پھنس کر کبر و نخوت، رعونت و چالاکی، سیاست و بے حیائی، مال و زر کی ہوس اور جاہ و جلال کی خواہش وغیرہ کے شکار ہو چکے ہیں۔ یہ حساب اپنے دل سے کیجئے۔ کسی کو کہنے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ یہ حساب لگانے میں کامیاب ہو گئے تو انشاء اللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ اس کا ثبوت وہ مشہور حدیث پاک ہے جو کہ معرفت کی جان ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ.

(۴)۔ یہ سوال سامنے آتا ہے کہ بندہ انتہائی کوشش کے باوجود اس سرکش اندرونی دشمن کو کچلنے میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اس کے ہزاروں حیلے اور مکر نت نئے روپ دھار لیتے ہیں۔ یہ دشمن انسان کے علم، زہد اور تقویٰ جیسی خوبیوں کو کبر و نخوت کے جال میں کیسے شکار کر لیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک کمزور ناتواں بندہ محض اپنی کوشش سے یہ سعادت کیسے حاصل کر سکتا ہے کہ وہ موذی نفس کے پھندہ سے بچ جائے۔ جب تک اس کی رہنمائی ایسی شخصیت نہ کر رہی ہو جو عبودیت میں کامل ہو اور جس کی ایک نگاہ نفس و شیطان کے پردوں کو چاک کر دے۔ جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

اول و آخر فنا باطن و ظاہر فنا
نقش کہن ہو، کہ نو، منزل آخر فنا

پس ثابت ہوا کہ ایسے مرد خدا کی اعانت لازمی ابدی امر ہے جو اس نقشِ آدم میں رنگ ثبات بھر سکے اور جب ایسا مرد کامل مل جائے تو اس کی غلامی کے بغیر چارہ نہیں۔

ہاں مگر اس نقش میں ہے رنگ ثبات دوام
جس کو کیا ہو کسی مرد خدا نے تمام

(۵)۔اے طالبانِ عشقِ الٰہی! آپ نے خود کو ایک ایسے مرد خدا کے دامن سے وابستہ کیا ہے کہ جس کی تعلیمات ہدایت کی درخشاں شمع ہے کہ اس کے نور میں عرفان نفس کے راستے روشن ہو چکے ہیں اسی روشنی کو سامنے رکھ کر اپنے نفس کو پہچاننے کی کوشش کرو۔

(۶)۔ رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین محمد مصطفیٰ ﷺ کے ماننے والوں کے نزدیک نا امیدی کیسے آسکتی ہے۔ بے راہ روی کیسے مستقل ہو سکتی ہے؟ سرکار دو عالم ﷺ کی محبت سینوں میں لے کر آگے بڑھیے۔ اخلاص کو پلے باندھ کر یقین کا طرہ سر پر رکھ کر حلم کی قبا پہن کر تسلیم و رضا کی چادر اوڑھ کر اور فرمانبرداری کا عصا ہاتھ میں لے کر اپنے شیخ کی اتباع میں روانہ ہو جایئے اور اصل مقصد کو اپنا مقصد حیات سمجھ کر کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو جایئے۔

(۷)۔فقیر کو کوئی عالم ہونے کا دعویٰ نہیں۔ فقیر کا کام تو خیر کی طرف دعوت عام دینا ہے اپنے دوستوں تک بھی یہ باتیں پہنچایئے۔ میرا کام آپ کی خدمت کرنا ہے آپ کو منزل کی طرف پکارنا ہے۔ فقیر میر کارواں نہیں جرسِ کارواں ہے اور یہ سب کیوں صرف اس لئے کہ کوئی بچھڑا تو کیوں بچھڑا۔ کیا بچھڑنے والے تک حق کی آواز نہیں پہنچائی گئی کیا اس کو یاد دہانی نہیں کرائی گئی، فقیر کا کام اذان بلالی دینا ہے اور صفین

سیدھی رکھنا آپ کا فرض ہے اگر صفیں ٹیڑھی رہیں یا کچھ لوگ صفوں سے آگے بڑھ گئے اور کچھ پیچھے تو کیا جماعت قائم ہوگی اور کیا امیر جماعت اس فعل سے خوش ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ للہ اپنی صفوں کو سیدھا رکھئے اور آپس میں اتحاد و محبت پیدا کیجئے۔ ۹ ے

## وصال مبارک:

آپ نے ۶/ اگست ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۶ شوال ۱۴۰۲ھ بروز جمعۃ المبارک صبح ۸ بجے وصال فرمایا بوقت وصال زبان مبارک پر کلمہ شریف جاری تھا۔ چہرہ انور پر تبسم تھا۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم برلب اُوست

آپ کا آخری دیدار کرنے کیلئے ایک جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ اس لئے دو مرتبہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے مزار مبارک پر پڑھائی گئی اور اسی روز شام کے وقت آپ کو اپنے والد بزرگوار حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ کے مزار مبارک کے احاطہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرقد انور پر دیدہ زیب مزار تعمیر ہو چکا ہے۔

جناب حکیم محمد بشیر سہروردی صاحب نے قطعہ تاریخ وصال یوں تحریر کیا ہے۔

نور نظر غوث زماں شاہ قلندر
کار بند ہمہ عمر بر طریق محمد
فیض احمد خلق راشد فیض بخش
جست تاریخ وصالش غریق محمد
۱۴۰۲

اولاد:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو فرزند عطا فرمائے ہیں۔

(۱) صاحبزادہ سید محمد شاہد رسول سہروردی۔

(۲) صاحبزدہ سید محمد بلال سہروردی۔

خلفاء:

(۱)۔ صاحبزادہ سید محمد شاہد رسول شاہ صاحب سہروردی۔

(۲)۔ صوفی محمد رمضان سہروردی خانیوال۔

(۳)۔ سید ممتاز حسین شاہ سہروردی (خانیوال)۔

(۴)۔ سید محمد ریاض الدین شاہ صاحب سہروردی (کراچی)۔

(۵)۔ محمد یونس سہروردی لاہور۔

(۶)۔ میاں محمد نواز سہروردی لاہور۔

(۷)۔ چوہدری عین الدین سہروردی لاہور۔

(۸)۔ ملک محمد انور سہروردی لاہور۔

(۹)۔ ڈاکٹر یعقوب علی خان سہروردی سکھر۔

(۱۰)۔ چوہدری غلام رسول سہروردی (بورے والا)۔



# سراج السالکین سفیر عشق رسول حضرت سید محمد شاہد رسول شاہ صاحب سہروردی سجادہ نشین دوم

آپ حضرت قبلہ سید محمد فیض احمد سہروردیؒ کے فرزند اکبر اور انہیں کے مرید خلیفہ ہیں۔آپ ۱۷ دسمبر ۱۹۵۵ کو لاہور میں پیدا ہوئے۔جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ نہایت ہی نحیف وکمزور تھے والد ماجد حضرت سید فیض احمد سہروردیؒ نے آپ کو اٹھایا اور اپنے والد ماجد حضرت ابوالفیض سید قلندر علیؒ سہروردی کی گود میں جا کر لٹا دیا اور عرض کی کہ ابا جان اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے لیکن یہ تو بہت ہی کمزور ہے۔اس پر حضرت قبلہ نے فرمایا فیض میاں ہمارا خاندانی شجرہ شریف لاؤ۔چنانچہ شجرہ شریف لاکر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضرت قبلہ نے اپنے دست مبارک سے آپ کا نام مبارک سید شاہد رسول شجرہ شریف میں درج فرمایا۔اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی سنائی کہ فیض میاں فکر نہ کرو ہم نے اس بچے سے بڑے کام لینے ہیں۔اسی طرح آپ ولادت کے پہلے روز ہی فیضان قلندر سے مستفیض ہوئے۔نگاہ قلندر نے یہ چیز مشاہدہ کر لی تھی کہ ایک روز یہ بچہ اس خانقاہ کا سجادہ نشین بنے گا اور ہماری مسند کو رونق بخشے گا۔چنانچہ اس وقت متعدد احباب حضرت غوث زماں سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردیؒ کے باطنی حکم سے آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو کر سلسلہ سہروردیہ سے وابستہ ہوئے۔کئی احباب ایسے تھے جنہوں نے حضرت غوث زماںؒ کی زیارت کی تھی لیکن

بیعت نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے بیعت کیلئے آپ سے روحانی استعداد طلب کی تو خواب میں حضرت غوث زمانؒ نے فرمایا کہ صاحبزادہ سید محمد شاہد رسول شاہ سہروردی کا ہاتھ میرا ہی ہاتھ ہے جس نے ان سے بیعت کی گویا اس نے مجھ سے ہی بیعت کی۔ حضرت غوث زماں کے بعض مریدین اپنی اولاد کو بیعت کرانے کیلئے پریشان تھے کہ انہیں کہاں مرید کرائیں تو حضرت غوث زمانؒ نے انہیں عالم رویاً میں حضرت صاحبزادہ صاحب سے بیعت کرانے کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت سید محمد فیض احمد سہروردیؒ نے آپ کی خصوصی تربیت فرمائی اور ہمہ وقت آپ پر توجہ باطنی فرماتے تھے۔ جب آپ ۱۹۷۹ میں حج کیلئے حرمین شریفین تشریف لے جانے لگے تو آپ نے صاحبزادہ صاحب کو بیعت فرما کر اپنے فیضان سے نوازا اور خلافت عطا فرما کر آستانہ عالیہ کے جملہ امور آپ کے سپرد فرمائے۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے بی۔اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد محکمہ واپڈا میں ملازمت اختیار کر لی۔ والد محترم حضرت قبلہ سید محمد فیض احمد سہروردیؒ کے وصال کے بعد مسندِ سجادگی پر متمکن ہوئے۔ آپ نے آستانہ عالیہ کا در ہر خاص و عام کیلئے وا رکھا ہوا ہے۔ جہاں کثیر مخلوق خدا حاضر ہو کر آپ سے فیضان حاصل کر رہی ہے۔ آپ بڑے خوش خلق، فیاض، مہمان نواز اور کریم النفس ہیں۔ ہر آدمی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔ اور سائل کی بات پوری توجہ سے سن کر اس کی حاجت برآری فرماتے ہیں۔ آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقریر و تحریر کا ملکہ عطا فرمایا ہے۔ آپ نے اپنے جد امجد حضرت سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردی کی تصانیف جو اب نایاب ہو چکی تھی۔ الفقر و فخری، جمال رسول، صحیفہ غوثیہ، تعارف سہروردیہ، انوارِ سہروردیہ، سیاح لامکان اور موعظۃ المتقین کو دوبارہ طبع فرما کر سالکین تک پہنچانے کا انتظام فرمایا ہے۔ نیز فیصل آباد سے آپ کی سرپرستی میں ایک رسالہ وسیلۂ رحمت ہر ماہ باقاعدگی سے نکل رہا ہے۔

آپ بڑے اعلیٰ علمی وادبی ذوق رکھتے ہیں۔ اپنے دادا جان کے کتب خانہ کی حفاظت فرماتے ہوئے اس میں مزید دینی کتب کا اضافہ فرمایا ہے۔ آپ اپنے دادا جان کا سالانہ عرس مبارک یوم وصال آخری چہار شنبہ بڑے تزک و احتشام کیساتھ مناتے ہیں۔ جس میں جید علماء کرام اور ملک بھر سے نعت کوان حضرات تشریف لاکر نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ عرس مبارک پر نہایت نظم وضبط ہوتا ہے اور کسی قسم کی بے ضبطگی دیکھنے میں نہیں آتی۔ اور جملہ امور کی آپ خود نگرانی فرماتے ہیں۔ سالانہ عرس مبارک کے علاوہ ماہانہ ختم شریف کی محافل کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔ آپ مریدین کی خوشی اور غمی میں برابر کے شریک رہتے ہیں۔ کبھی کبھی مختلف شہروں میں دوستوں کی دعوت پر تبلیغی دورہ پر تشریف لے جاتے ہیں اور محبین کو اپنے درس تصوف سے نوازتے ہیں۔ آپ اپنے والد ماجد حضرت سید محمد فیض احمد سہروردیؒ کے فیض کا مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا فیضان تاابد جاری وساری رکھے۔

بادِ صبا مدام ایں در عرفان کشاد صباد

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے اور آپ کے ظل کرم ہم پر ہمیشہ رہے۔ (آمین)

این دعا از من و جملہ امین باد

**خلفائے عظام:**

آپ نے مندرجہ ذیل اصحاب کو دستار خلافت عطا فرمائی ہے۔ جو اپنے اپنے علاقہ میں سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی ترویج و رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

(۱)۔ صوفی محمد صادق سہروردی (مرید حضرت سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردیؒ) داؤ دسندھ۔

(۲)۔چوہدری شہباز خان سہروردی بھکر۔

(۳)میاں غلام محمود صالح قریشی سہروردی لاہور۔

(۴)صاحبزادہ میاں عبدالرشید سہروردی (بنیرہ حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھی) جلال پور جٹاں ضلع گجرات۔

(۵)۔سید ضیاء الحق سہروردی لاہور۔

(۶)۔سید محمد انور شاہ سہروردی سکھر۔

(۷)۔ملک محمد نواز سہروردی گڑھی شاہ لاہور۔

(۸)۔عبدالستار خان سہروردی فیصل آباد۔

(۹)۔سید دلاور شاہ سہروردی سکھر۔

(۱۰)۔محمد نعیم طاہر سہروردی سنجر پور ضلع رحیم یار خان۔

(۱۱)چوہدری نائب حسین سہروردی لاہور۔

(۱۲)۔چوہدری محمد سعید سہروردی لاہور۔



# حواشی

۱۔ یادگار سہروردیہ صفحہ ۲۵۵۔ ۲۔ اولیائے سیالکوٹ صفحہ ۵۲۔

۳۔ تذکرہ مشائخ ارائیاں صفحہ ۱۱۔ ۴۔ ایضاً صفحہ ۱۱۔

۵۔ یادگار سہروردیہ صفحہ ۲۵۶۔

۶۔ ایضاً صفحہ ۲۵۶، تذکرہ مشائخ ارائیاں صفحہ ۱۱۔

۷۔ تاریخ سیالکوٹ صفحہ ۱۲۸۔

۸۔ سلیم التواریخ صفحہ ۳۹۷ تا ۳۹۹۔ تاریخ ارائیاں صفحہ ۴۴۴۔

۹۔ خطہ پاک اُوچ صفحہ ۳۴۴۔

۱۰۔ حضرت شاہ دولہ گجراتی حیات وتعلیمات صفحہ ۱۰۷ تا ۱۲۷۔

۱۱۔ ایضاً صفحہ ۱۲۸، خزینۃ الاصفیاء، مقابیس المجالس صفحہ ۴۴۸۔

۱۲۔ خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۱۰۳ جلد ۲، خطہ پاک اوچ صفحہ ۳۲۳۔

۱۳۔ مقابیس المجالس صفحہ ۴۴۸، خزینۃ الاصفیا صفحہ ۱۰۲، لاہور کے اولیائے سہرورد صفحہ ۱۵۵۔

۱۴۔ تذکرہ اولیائے ہند صفحہ ۵۰۱، مقابیس المجالس صفحہ ۴۴۸۔

۱۵۔ سلیم التواریخ صفحہ ۴۰۰۔

۱۶۔ شاہد حال حضرت شاہ دولہ مشمولہ رسالہ صوفی جنوری ۱۹۱۱ء۔

۱۷۔ فرحت الناظرین صفحہ ۸۷، مقابیس المجالس صفحہ ۴۴۸۔

۱۸، ۱۹۔ سلیم التواریخ صفحہ ۴۰۱، تذکرہ شاہ رکن عالم صفحہ ۴۱۹، تذکرہ اولیائے پاک و ہند

۵۰۸،احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری صفحہ ۵۳۔

۲۰۔لاہور کے اولیائے سہروردصفحہ ۱۵۵،حضرت شاہ دولہ گجراتی صفحہ ۱۱۴تا ۱۱۶۔

۲۱۔ایضاً صفحہ ۱۴۱۔

۲۲۔چشمہ نور صفحہ ۴۷ تا ۵۷۔ ۲۳۔حضرت شاہ دولہ گجراتی صفحہ ۱۴۳تا ۱۵۲۔

۲۴۔تذکرہ سہروردیہ صفحہ ۳۲۔ ۲۵۔گجرات تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۲۷۵۔

۲۶۔تاریخ ضلع گجرات صفحہ ۱۱۷ پروفیسر سید حامد حسن صاحب کا بیان ہے کہ آپ شادی وال ضلع گجرات میں پیدا ہوئے بعد میں ملہو کھوکھر منتقل ہوئے۔آپ قوم کے سیّد ہیں شاہ کا لفظ لوگوں نے لگایا ہے۔آپ کے بزرگ پیشے کے اعتبار سے کنجد گر تھے۔آپ کے اسلاف یا احظاف میں سے کسی نے فقیری روش اختیار نہیں کی صرف جنگو شاہ صاحب پر یہ دروازہ کھلا اور بند ہوگیا تاریخ ضلع گجرات صفحہ ۵۴۹تا ۵۵۲۔

۲۷۔تذکرہ سہروردیہ صفحہ ۲۳۔ ۲۸۔ایضاً صفحہ ۳۳۔

۲۹۔مکتوب محمد انور نقشبندی بنام راقم الحروف محررہ ۱۹۹۰ از ملہو کھوکھر ضلع گجرات۔ ویرووال کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہ قصبہ کسی دن چھوٹا لاہور بن جائے گا چنانچہ آج لالہ موسیٰ واقعی چھوٹا لاہور بن پڑا ہے گجرات کی تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۲۷۶۔

۳۰۔بعض روایات میں ہے کہ آپ بغداد شریف اور حرمین شریفین بھی تشریف لے گئے تھے اور چار سال حرمین شریفین میں رہے۔

۳۱۔تاریخ ضلع گجرات صفحہ ۵۴۹تا ۵۴۹۔ ۳۲۔لاہور کے اولیائے سہرورد صفحہ ۱۸۸۔

۳۳۔تذکرہ غوثیہ صفحہ ۱۶۷۔

۳۴۔سوانح عمری میاں محمد بخش صاحب" ضمیمہ سیف الملوک صفحہ ۴۷۰تا ۴۷۱ نو ملک محمد قادری مطبوعہ جہلم ۱۹۴۱۔

۳۵۔فیضان سہروردیہ صفحہ ۲۷۔

۳۶؎ گجرات تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۲۷۵، مکتوب محمد انور نقشبندی بنام راقم الحروف۔

۳۷؎، ۳۸؎، ۳۹؎ مکتوب محمد انور نقشبندی بنام راقم الحروف۔

۴۰؎ مکتوب سید نور محمد قادری بنام راقم الحروف بابت ۱۴ اگست ۱۹۸۲ء۔

۴۱؎ تاریخ ضلع گجرات صفحہ ۵۵۲۔

۴۲؎ حضرت میاں حافظ محمد علی صاحب جید عالم دین اور مفتی وقت تھے دور دراز سے لوگ فتویٰ حاصل کرنے کیلئے آپکی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ قرآن مجید کی کتابت کا شرف بھی رکھتے تھے اور آپ کی کتابت شہرہ آفاق تھی۔ سیالکوٹی کاغذ بھی خود تیار کرتے جس پر قرآن مجید کی کتابت کرتے۔

۴۳؎ تعارف سہروردیہ صفحہ ۹۔

۴۴؎ ایضاً صفحہ ۱۷۔ ۴۵؎ تذکرہ سہروردیہ صفحہ ۳۴۔

۴۵؎ ایضاً صفحہ ۱۱، تذکرہ حضرت سید قلندر علی سہروردی صحہ ۸۳۔

۴۶؎ تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۳۔ نور السادات صحہ ۷۹، ۸۵، مکاشفات کشفی صفحہ ۷۳، حیات کشفی صفحہ ۳۹، ۴۰۔

۴۷؎ تذکرہ حضرت سید قلندر علی سہروردی صفحہ ۳۶۔

۴۸؎ ایضاً صفحہ ۴۸۔

۴۹؎ حضرت قبلہ باباجی میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھی پیار سے آپ کو مولوی صاحب کہا کرتے تھے۔

۵۰؎ آپ کے بعد یہ مسند حضرت مولانا عبدالغنی صاحب چشتی صابریؒ نے سنبھالی۔ آپ ایک جید عالم دین اور صاحب دل اور صاحب نظر بزرگ تھے۔ لاہور اور دیگر علاقوں میں آپ کا سلسلہ مریدین پھیلا ہوا ہے۔ آپ اکثر حضرت قبلہ سید قلندر علی سہروردیؒ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ نے ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۱

اکتوبر ۱۹۵۹ کو وصال فرمایا مزار مبارک بادامی باغ، صدیق پورہ لاہور میں مرجع خلایق ہے۔

۵۱۔ جن دنوں حضرت مولانا نور احمد خان فریدی سلسلہ سہروردیہ کے مشائخ حضرت غوث العالمین بہاؤ الدین ذکریا ملتانی سہروردی کے تذکرے مرتب کر رہے تھے تو فریدی صاحب نے حکیم محمد موسیٰ امرتسری ۵۵ ریلوے روڈ لاہور کے خط تحریر کیا کہ:

''لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ سلسلہ سہروردیہ کا کوئی شیخ موجود ہو تو اس کا پتہ بتائیں چونکہ میرے علم میں کوئی ایسا شیخ نہیں ہے۔ لہٰذا میں کسی کی رہنمائی نہیں کر سکتا اگر آپ کے علم میں ہو تو مجھے بتائیں تاکہ میں پوچھنے والوں کی صحیح رہنمائی کر سکوں''۔

خط کے جواب میں حکیم صاحب نے تحریر فرمایا کہ:

''لاہور میں سہروردی سلسلے کے ایک عظیم شیخ ہیں جن سے سلسلے کا فیض جاری وساری ہے اور ان کا نام نامی واسم گرامی حضرت مولانا صوفی پیر قلندر علی شاہ سہروردی مدظلہ ہے''۔

۵۲۔ اجتماع ضدین فی شان قلندر صفحہ ۱۷۲۔ ۵۳۔ ایضاً صفحہ ۱۷۷۔

۵۴۔ حضرت پیر سید امانت علی شاہ چشتی نظامیؒ۔ ۱۹۰۱ء میں موضع گھلوٹی ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام سید برکت علی تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پندرہ سال کی عمر میں حضرت پیر سید نادر علی شاہ چشتی نظامی سے بیعت ہوئے شجرہ بیعت اس طرح ہے حضرت پیر امانت علی شاہ مرید سید نادر علی شاہ کے وہ مرید حضرت خواجہ معظم دین مرولوی کے وہ مرید حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ وہ مرید خواجہ شاہ سلیمان تونسوی وہ مرید حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ وہ مرید خواجہ فخر الدین دہلویؒ کے۔

آپ نے اپنے پیر و مرشد کی نگرانی میں علوم باطنی حاصل کئے اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ قیام پاکستان سے قبل لاہور تشریف لے آئے اور گڑھی شاہو میں

قیام پذیر ہوئے۔ تین سال تک جامع مسجد عیدگاہ میں دینی خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد جامع مسجد شاہ کمال گنج مغلپورہ لاہور میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا وعظ بڑا دلنشیں ہوتا تھا آپ کی آواز میں ایسا سوز وگداز تھا کہ جب مثنوی شریف کے اشعار پڑھتے تو سامعین پر کیف و مستی کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ آپ نے متعدد حج کیے اور ہر جمعرات کو داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضری دیتے۔

آپ نے ۷ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ بمطابق ۵ مارچ ۱۹۷۱ بروز جمعہ وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک حضرت شاہ کمالؒ کے مشرقی جانب بنا جس کو آستانہ بیت الامان کہا جاتا ہے۔

حضرت سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردیؒ کے ساتھ آپ کے گہرے تعلقات تھے آپ اکثر حضرت قبلہ کی مجالس میں حاضری دیتے اور حضرت قبلہ کے ارشادات سے مستفید ہوتے۔ متعدد مرتبہ آپ نے حضرت قبلہ کو جامع مسجد شاہ کمال میں خطاب کیلئے بھی مدعو فرمایا۔ آپ نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف فرمائی۔ (۱) ذکر و فکر۔ (۲) تصور شیخ۔ (۳) آئینہ معرفت۔ (۴) شب معراج۔ (۵) شب قدر۔ (۶) مقام ولایت۔ (۷) رویت ہلال۔ (۸) کلمۂ طیبہ۔ (۹) سائنس اور مذہب۔ (۱۰) اسرار معرفت۔

آپ شاعری کا ذوق بھی رکھتے اور نظامی تخلص فرماتے۔

آپ ایک قادر الکلام شاعر تھے آپ کے کلام میں سوز و گداز، درد و محبت اور عشق الٰہی کا عنصر موجود ہے ایک دفعہ آپ برادرِ طریقت لاہور کے مشہور نعت خواں میاں جان محمد سہروردیؒ کے ساتھ تانگہ میں سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے میاں جان محمد صاحب نے کہا کہ شاہ صاحب اپنا کوئی تازہ کلام عنایت فرمائیں تو پیر صاحب نے تانگہ میں بیٹھے ہوئے ہی اپنا تازہ کلام لکھ کر جان محمد سہروردی صاحب کو دے دیا جو کہ

قارئین کے ذوق وشوق کیلئے ہدیہ خدمت ہے۔

جہاں کا تاج ملے فقر کی کلاہ ملے
سرِ نیاز کو گر تیری گرد راہ ملے

تلاش کرتے تھے سدرہ پر روح الامین
کہیں وہ در، دردِ محبت کی درسگاہ ملے

تڑپ ہو سجدے میں اتنی کہ سر جھکاتے ہی
جبین شوق سے اٹھ اٹھ کے سجدہ گاہ ملے

پرانی ہوچکی اب داستان جلوہ طور
نگاہ شوق سے اک بار پھر نگاہ ملے

تیرے فقیروں کے آستانوں پر
کھڑے گداؤں میں آپ شہنشاہ ملے

ڈھانپ لیا جب نظامؔی کو رحمت نے
چھپ چھپ کے گنہگاروں میں آکے بے گناہ ملے

۵۵ اجتماع زدین فی شان قلندر صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۶۔

۵۶ غزالی زماں، رازی دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی امروہوی چشتی صابریؒ (ملتان شریف) کے ساتھ حضرت قبلہ سید ابوالفیض قلندر علی سہروردیؒ کے خصوصی تعلقات تھے ۱۹۳۶ء میں جب حضرت علامہ کاظمی صاحبؒ پر قاتلانہ حاملہ ہوا تو حضرت قبلہ فوراً ان کی عیادت کیلئے ملتان پہنچے تھے۔ حضرت علامہ کاظمیؒ فرماتے تھے کہ مشائخ پنجاب میں سے سب سے پہلے حضرت علامہ سید قلندر علی شاہ سہروردیؒ میری عیادت کئے آئے تھے۔

۵۷ ماہنامہ السعید جنوری ۲۰۰۱ صفحہ ۶۴۔

۵۸۔۵۹۔اجتماع زدین فی شان قلندر صفحہ ۲۸۱ تا ۱۹۲۔

۶۰۔تذکرہ ملفوظات صفحہ ۵۸۴۔

۶۱۔یادگار سہروردیہ صفحہ ۲۸۵، اجتماع زدیں صفحہ ۱۹۳۔

۶۲۔تذکرہ ملفوظات صفحہ ۵۸ تا ۵۹۔

۶۳۔اجتماع زدیں صفحہ ۲۷۳۔ ۶۴۔مشائخین سہروردیہ صفحہ ۶۴۔

۶۵۔لاہور کے مشہور نعت خوان تھے حضرت قبلہ کے مرید خاص اور حاضر باش مرید تھے۔ حضرت خواجہ محمد یار فریدی گڑھی اختیار خان والے آپ کی نعت ذوق سے سنتے تھے اور وجد میں جھومتے تھے۔

۶۶۔اجتماع زدین صفحہ ۲۱۷۔

۶۷۔مشائخین سہروردیہ صفحہ ۵۔ ۶۸۔معران سہروردیہ صفحہ ۳۷۔

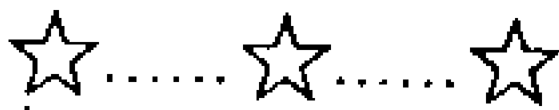
۶۹۔یادگار سہروردیہ صفحہ ۳۴۵۔ ۷۰۔ایضاً صفحہ ۳۴۸۔ ۷۱۔ایضاً صفحہ ۳۴۹۔

۷۲۔۷۳۔۷۴۔۷۵۔ایضاً صفحہ ۲۰۰، صفحہ ۳۵۸، صفحہ ۳۵۱، صفحہ ۳۶۱۔

۷۶۔نجم الہدیٰ صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴۔ ۷۷۔یادگار سہروردیہ صفحہ ۳۶۰۔

روحانی ڈائجسٹ جنوری ۱۹۹۴ قلندر بابا اولیاً وغیرہ۔ روحانی ڈائجسٹ کراچی فروری ۲۰۰۱ء قلندر بابا اولیاء نمبر۔ روحانی ڈائجسٹ کراچی ۲۰۰۰ء قلندر بابا اولیاء نمبر۔

۷۸۔لمحۂ ہدایت صفحہ ۳ تا ۸۔



ضمیمہ ا:

# حضرت مخدوم سیّد ناصر الدین محمود بخاری سہروردیؒ

آپ حضرت مخدوم جہاں سید جلال الدین بخاری سہروردیؒ کے فرزند ارجمند اور خلیفہ مجاز تھے آپ کی ولادت باسعادت ۲ ذی قعدہ ۷۴۰ میں ہوئی حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے وصال کے بعد ان کی مسندِ سجادگی پر اگرچہ ان کے چچا حضرت سید صدرالدین راجو قتال سہروردیؒ فائز ہوئے مگر علم و فضل اور ارشاد و ہدایت میں آپ بھی اپنے والد گرامی کے صحیح جانشین تھے۔[۲] صاحب خزینۃ الاصفیاء کا بیان ہے کہ:

سید ناصر الدین مخدوم جہانیاں جلال الدین بخاری قدس اللہ سرہم جامع بود میان علوم شریعت و طریقت و حقیقت و شرافت و سیادت و نجابت و خوارق و کرامات۔ ولایت مرتبہ عالی و مراتب بلند داشت۔ اگرچہ جانشین پدر بزرگوار وے سید صدرالدین راجن قتال بود۔ لماوے نیز در اشاد طالبان و ہدایت ایشاں آیئنے در آیات الہی بود۔

ترجمہ: حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے فرزند سید ناصر الدین قدس سرہٗ علوم شریعت و طریقت، حقیقت و شرافت، سیادت و نجابت اور خوراق کرامات کے جامع تھے ولایت میں بلند مقام پر فائز تھے اور درجات عالیہ کے مالک تھے۔ اگرچہ آپ

---

ا۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ قلندریہ کی دوسری نسبت فیضان حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری سہروردیؒ کے فرزند ارجمند سید ناصر الدین بخاری سہروردیؒ کے توسط سے حضرت سید قلندر علی سہروردیؒ تک پہنچتی ہے۔ اس سلسلہ کے مشائخ کے حالات جو دستیاب ہو سکے بطور ضمیمہ شامل کتاب کئے جا رہے ہیں تاکہ قارئین ان سے بھی استفادہ کر سکیں۔

۲۔ خطہ پاک اوچ صفحہ ۲۴۰۔

کے والد ماجد کے جانشین سید صدر الدین راجو قتال تھے۔ لیکن طالبان حق کے ارشاد و ہدایت کیلئے ان کا وجود بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشان تھا۔ مخدوم ناصر الدین محمود بخاریؒ کثیر اولاد تھے اور اسی وجہ سے آپ کو ناصر الدین کہتے ہیں۔[1]

بعض تذکروں میں آپ کی اولاد کی تعداد سو سے زیادہ بتائی گئی ہے۔ لیکن مستند روایات کے مطابق آپ کے فرزندوں کی تعداد تیس یا پچیس سال ہے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔[2] آپ کی اولاد برصغیر پاک و ہند کے تمام شہروں میں پھیل گئی۔

مسعود حسن شہاب صاحب کا بیان ہے کہ:

برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ سہروردیہ کو فروغ آپ ہی کی اولاد سے حاصل ہوا اور برصغیر کا شاید کوئی ہی مرکزی شہر ہو جہاں آپ کی اولاد گرامی موجود نہ اور جہاں تک آپ کے فرزندان معنوی کا تعلق ہے تو وابستگان دامن ارادت کی تعداد ہندو پاکستان کے علاوہ ایران، ترکی، عراق اور مصر و حجاز میں بھی لاکھوں سے متجاوز ہوگی۔[3]

مولانا نور احمد خان فریدیؒ رقمطراز ہیں کہ:

آپ کے اکثر صاحبزادے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بجا آوری کیلئے پاک و ہند کے مختلف شہروں میں منتقل ہو گئے۔ جہاں کہیں پہنچے نگینے کی طرح پیوست ہو گئے وہ کونسا شہر ہے جہاں کسی بخاری کی باعظمت خانقاہ نہ ہو۔ آپ کی تمام اولاد سہروردی سلسلہ میں بیعت تھی۔[4] آپ نے ۲۲ رمضان المبارک ۸۰۰ھ/ ۱۳۹۸ء کو وصال فرمایا اوچ شریف میں اپنے والد سید جلال الدین بخاری سہروردی کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔

---

۱۔ خطہ پاک اوچ صفحہ ۲۴۱، اولیائے اوچ شریف صفحہ ۳۲۔ ۲۔ معمولات حسنیہ صفحہ ۱۷۔
۳۔ خطہ پاک اوچ صفحہ ۲۴۲۔ ۴۔ تذکرہ حضرت شاہ رکن عالم ملتانی صفحہ ۶۲۹۔

# قطب عالم حضرت برہان الدین سہروردی گجراتیؒ

آپ حضرت مخدوم ناصر الدین بخاری سہروردیؒ کے فرزند ارجمند اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری سہروردی کے پوتے ہیں۔ آپ کی ولادت شب دوشنبہ ۱۴ رجب المرجب ۷۹۰ھ اوچ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور باطنی فیضان کا حصہ بھی پایا۔ دس سال کی عمر میں والد ماجد کا سایہ سے اٹھ گیا۔ حضرت مخدوم صدرالدین راجن قتالؒ نے آپ کو اپنی تربیت میں لے لیا۔ پھر آپ کے حکم سے اپنی والدہ ماجدہ بی بی حاجرہ جو سعادت خاتون کے لقب سے مشہور تھیں کے ہمراہ پٹن شہر جو گجرات کاٹھیاوار کا دارالخلافہ تھا تشریف لائے یہاں آپ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے نواسے شیخ رکن الدین سے استفادۂ روحانی فرمایا اور مولانا شیر علی کے مدرسہ سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔[1]

سلطان مظفر شاہ کو جب آپ کی آمد کا علم ہوا تو خود شہر سے باہر نکل کر آپ کا استقبال فرمایا اور بڑے اعزاز کے ساتھ پٹن شہر میں لایا۔ اس کے وصال کے بعد اس کا پوتا سلطان احمد شاہ تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے نام پر نئے شہر احمد آباد کی بنیاد رکھی جب شہر مکمل ہو گیا تو حضرت قطب عالم سے درخواست کی کہ آپ پٹن سے احمد آباد تشریف لے آئیں۔ چنانچہ آپ احمد آباد منتقل ہو گئے۔ اس موقع پر سلطان نے آپ

---

۱۔ خطہ پاک اوچ صفحہ ۲۹۶، تذکرہ حضرت شاہ رکن عالم ملتانی صفحہ ۵۲۵۔
۲۔ تحفۃ الکرام صفحہ ۲۹۹۔

کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا جس کا مطلع یہ تھا۔

قطب زمانہ برہان الدین بس است مارا
برہان او ہمیشہ چوں نامش آشکارا

قصیدہ ختم کر کے سلطان نے احمد آباد کیلئے دعا کی درخواست کی اس پر حضرت کی زبان سے یہ جملہ نکلا۔ "احمد آباد، ابدالآباد انشاءاللہ الروف بالعباد" کچھ عرصہ بعد آپ موضع بٹوہ میں منتقل ہو گئے۔ سلطان نے یہ سارا موضع لنگر کیلئے وقف کر دیا۔ آپ صاحب کرامات اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔

جو بات منہ سے نکلتی وقوع پذیر ہو جاتی۔ ایک مرتبہ آپ رات کو نماز تہجد ادا کرنے مسجد کو جا رہے تھے کہ کسی چیز سے پاؤں کو ٹھوکر لگی بے ساختہ زبان سے نکلا کیا چیز ہے۔ پتھر ہے، لوہا ہے کہ لکڑی ہے۔

صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ اس چیز میں یہ تینوں صفات موجود ہیں یہ عجیب و غریب پتھر کا ٹکڑا جو بیک وقت لوہا، لکڑی اور پتھر دکھائی دیتا ہے آپ کے سجادگان کے پاس موجود ہے۔[1]

آپ کے صاحبزادے سید محمد راجو کو ایک مرتبہ بھائیوں نے مکے مارے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں بھائیوں کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا تیری قسمت میں اولاد نہیں تھی۔ تیرے بھائیوں نے ہر مکے پر تیرے لئے فرزند طلب کیا ہے اب تو بارہ بیٹوں کا باپ ہوگا۔ آپ کے فرمان کے مطابق سید محمد راجو کے بارہ فرزند پیدا ہوئے۔[2]

---

۱۔ اخبار الاخیار صفحہ ۳۴۹، تحفۃ الکرام صفحہ ۳۰۱۔

۲۔ اولیائے اوچ صفحہ ۳۷۔

آپ نے ۸ ذی الحجہ ۸۵۰ھ طلوع آفتاب کے وقت وصال فرمایا۔ مزار مبارک احمد آباد سے چھ میل کے فاصلہ پر قصبہ بٹوہ میں مرجع خلایق ہے۔

آپ کثیر الاولاد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بارہ فرزند عطا فرمائے۔ آپ کے خلفاء میں حضرت شاہ عالم سہروردی، میر سید محمد سہروردی۔ حضرت سید عثمان المعروف بشمع برہانی، حضرت شیخ علی اور شیخ عبداللطیف سہروردی کے نام مشہور ہیں۔



# حضرت شاہ عالم سہروردیؒ

آپ کا اسم گرامی سید محمد لقب سراج الدین اور شاہ عالم تھا۔ آپ حضرت قطب العالم سید برہان بخاری سہروردیؒ کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۷ ذی قعدہ ۸۱۷ھ شب دوشنبہ میں ہوئی تاریخ ولادت "وارث علی" سے برآمد ہوتی ہے۔ علوم ظاہری و باطنی والد ماجد سے حاصل کر کے خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے علاوہ ازیں گجرات کے مشہور بزرگ حضرت گنج احمد مغربیؒ سے بھی سلسلہ مغربیہ کا خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے، ہر وقت استغراق و جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ سلاطین گجرات پر آپ کا زبردست اثر تھا اور شاہی خاندان آپ کا حد درجہ معتقد تھا۔[1]

مولانا نور احمد خان فریدی کا بیان ہے کہ:

آپ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی طرح اپنے دور کے تمام مشائخ پر چھا گئے تھے فقر و ولایت کے علاوہ سیاسی اقتدار کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے راجے مہاراجے، سلاطین و امراء آپ کی کفش برادری پر ناز کرتے تھے۔ چنانچہ پروفیسر خلیق احمد نظامی اپنے مقالہ "مشائخ سہرورد پر ایک نظر" میں لکھتے ہیں کہ:

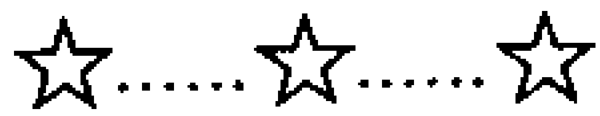
سید محمد شاہ عالم کے زمانے میں گجرات کے سہروردی سلسلہ کا سیاسی اقتدار اپنے انتہائے عروج پر پہنچ گیا تھا۔ بہت سے امراء اور گورنمنٹ کے حکام ان کے مرید و معتقد تھے۔[2]

---

۱۔ خطہ پاک اوچ صفحہ ۲۹۸۔ ۲۔ تذکرہ مشائخ رکن عالم ملتانی صفحہ ۴۹ھ۔

آپ نے بہت احسن طریقہ سے فریضہ تبلیغ انجام دیا۔ راؤ منڈلیک جیسا ظالم راجہ آپ کی نظر فیض رساں سے مسلمان ہوا۔

آپ نے ۲۰ جمادی الثانی ۸۸۰ھ کو اس دارفانی سے انتقال فرمایا مزار مبارک موضع رسول پور (احمد آباد) میں مرجع خلایق ہے آپ کے پانچ صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ آپ کے خلفاء میں سید محمد زاہد، قاضی محمود دریائی۔ شیخ حسام الدین متقی ملتانی سہروردی قاضی نجم الدین گجراتی، ابوبکر عیدروسی اور قاضی اسماعیل اصفہانی کے نام مشہور ہیں۔



# حضرت شیخ حسام الدین متقی سہروردی ملتانیؒ

آپ حضرت شاہ عالم بخاری سہروردیؒ کے مرید و خلیفہ تھے اور سلسلہ چشتیہ میں بھی صاحب مجاز تھے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء کا بیان ہے کہ:

از اعاظم خلفائے خاندان چشت است واز خاندان عالیہ سہروردیہ نیز فیضے کامل داشت۔ عالم بود و زہد و متقی و عاشق! معشق الٰہی از ماسوائے اللہ کارے نداشت۔[1]

صاحب الاخیار شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

آپ بڑے عالم زاہد، متقی تھے خدائے ارشاد فاتقوا اللہ ما استطعتم کے پیش نظر فاتقوا اللہ حق تقاتہٖ کے بلند مرتبہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ خرابی زمین میں کاشت کرتے اور اس کا خراج ادا کرتے تھے اور آخر کار ان زمینوں پر ایک حادثہ کی وجہ سے ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ زمینیں مخلط ہوگئیں اور ان کا خراجی ہونا مشتبہ ہوگیا۔ تو اس شبہ کی وجہ سے آپ نے اس زمین کی پیداوار کو کھانا ترک کردیا اور جب شدید بھوک لگتی تو قوت لایموت کے اندازہ سے معمولی سی غذا کھالیا کرتے۔ تقویٰ و زہد اور اسلامی شعار ہونے میں آپ اللہ کی نشانی تھے۔[2]

---

1۔ خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۴۲۶۔ 2۔ اخبار الاخیار صفحہ ۴۵۳۔

شیخ علی متقیؒ فرماتے ہیں کہ:

ایک دن آپ نے فرمایا کہ آج دل پر ایک قسم کی ثقالت چھارہی ہے۔ خدا معلوم اس کی کیا وجہ ہے۔ اور عادت شریفہ یہ تھی کہ جب اس قسم کی صورت پیش آتی تو اس کی تحقیق فرماتے تھے چنانچہ گھر جا کر دریافت کیا کہ کھانا کس طرح تیار کیا معلوم ہوا کہ صبح جو شخص ہمسایہ کے گھر آگ لینے گیا ان کی اجازت لئے بغیر لکڑی بھی اٹھالایا۔ طبیعت پر گرانی اس وجہ سے ہے۔ شیخ اس وقت ہمسائے کے گھر گئے اور ان سے لکڑی کی معافی کرائی اور تحفہ کے طور پر کوئی چیز بھی پیش کی۔[1]

آپ کے ایک صاحبزادے تھے جن کا نام شیخ بایزید تھا۔ جو نہایت متقی اور مشائخ صفت بزرگ تھے اور ان کی یہ کیفیت تھی کہ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر روتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ بایزید کو کسی نے ایک روپیہ تحفہ دیا تو آپ نے فرمایا یہ کیا چیز ہے اور اس کا کیا کیا جائے گا۔ اس دن کے بعد آپ کو معلوم ہوا کہ روپیہ ایک نقدی سکہ ہے جو لوگوں کے لین دین بیع وشراو غیرہ کاروبار میں کام آتا ہے۔[2]

حضرت شیخ حسام الدین متقی ملتانی نے ۹۴۱ھ میں وصال فرمایا۔

آپ کا مزار مبارک گیلے والا ضلع ملتان ریلوے اسٹیشن سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کے خلفاء میں شیخ علی متقی اور شیخ میلون سہروردیؒ کا نام سرِ فہرست ہے۔

---

۱۔ تذکرہ حضرت شاہ رکن عالم ملتانی صفحہ ۵۹۹۔ ۲۔ اخبار الاخیار صفحہ ۴۵۲۔

## حضرت شیخ میلون سہروردیؒ:

ایک صاحب دل بزرگ تھے آپ حافظ قرآن اور صاحب کرامات تھے۔ سنت نبوی ﷺ کے از احد پابند تھے۔ آپ نے حضرت شیخ حسام الدین سہروردی سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد لنگر مخدوم ضلع جھنگ میں مستقل سکونت اختیار کی اور مخلوق خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔

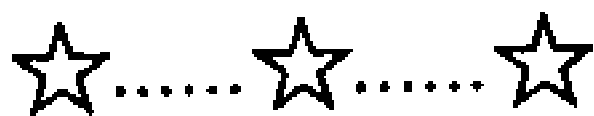
آپ کا وصال مبارک یہیں ہوا مزار مبارک لنگر مخدوم ضلع جھنگ میں واقع ہے۔ آپ نے سلسلہ سہروردیہ کی باطنی نعمت **مخدوم چنن سہرودیؒ** کے سپرد فرمائی آپ کا نام عزیز احمد سہروردی لقب چنن اور خطاب مخدوم ہے۔ صاحب کرامات اور زمرۂ اہل ورع میں سے تھے آپ کے جسم مبارک سے صندل کی خوشبو آتی تھی اس لئے چنن (صندل) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک موضع لنگر مخدوم ضلع جھنگ میں مرجعِ خلایق ہے۔

حضرت مخدوم چنن سہروردیؒ سے **حضرت مخدوم برھان الدین سہروردیؒ** نے کسب فیض کیا۔ اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ کا فیضان اطراف واکناف میں پھیلایا۔ آپ نے ہزار ہا لوگوں کے اخلاق کو سنوارا اور انہیں صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔ آپ کا مزار بھی موضع لنگر مخدوم میں واقع ہے۔ آپ نے اس باطنی نعمت سے **حضرت مخدوم طیب سہروردیؒ** کو نوازا آپ اپنے زمانہ کے قطب مدار اور متقی بدرجہ کمال تھے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی ترویج کیلئے بہت کام کیا۔ اور ساری زندگی مخلوق خدا کی خدمت میں مشغول رہے۔ آپ کا مزار مبارک بھی لنگر

مخدوم میں ہے۔

حضرت مخدوم طیب سہروردیؒ کے باطنی فیضان سے **حضرت مخدوم عبدالکریم سہروردیؒ** بہرہ مند ہوئے۔ آپ کے فیوض و برکات کا سلسلہ ہر وقت جاری وساری رہتا تھا۔ بے شمار مخلوق خدا آپ سے فیض یاب ہوئی آپ کا مزار مبارک بھی اپنے مشائخ کے پہلو میں لنگر مخدوم میں واقع ہے۔

آپ نے یہ باطنی نعمت **حضرت مولانا شیخ اسماعیل سہروردیؒ المعروف میاں وڈہ** کو عطا فرمائی۔[1]



1۔ حضرت مخدوم عبدالکریم سہروردیؒ کے ایک اور خلیفہ شاہ حبیب سہروردی ملتانیؒ بھی تھے جن کا مزار شاہ شمس سبزواری کے مزار کے قریب ملتان میں واقع ہے۔

# حضرت شیخ محمد اسماعیل سہروردی لاہوریؒ

آپ حضرت مخدوم عبدالکریم سہروردیؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔آپ کا نام محمد اسماعیل اور میاں وڈہ کے نام سے مشہور تھے۔آپ اہل یقین کے شیخ مقامات بلند اور کرامات ارجمند کے مالک تھے دینی علوم کے بڑے عالم اور درس وتدریس قرآن میں استاذ کامل تھے۔آپ کے والد کا نام فتح اللہ بن عبداللہ بن سرفراز تھا۔آپ کی قوم کھوکھر زمیندار اور سکونت موضع چھہ میں تھی جو دریائے چناب کے کنارے واقع تھا حضرت شیخ محمد اسماعیل کی ولادت ۹۹۵ء کے بعد ہوئی۔آپ کے والدین اس موضع سے اٹھ کر موضع لنگر مخدوم میں جا کر رہائش پذیر ہو گئے اس وقت آپ کی عمر پانچ سال تھی آپ کو حضرت مخدوم عبدالکریم سہروردی کے سپرد کر دیا گیا۔آپ نے ظاہری و باطنی تعلیم حضرت مخدوم سے حاصل کی اور انہیں کی بیعت ہو کر خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے۔دور طالب علمی میں آپ کے ذمہ آٹا پینے کی خدمت سپرد تھی ایک دن آپ آٹا پیس کر درس میں شامل نہ ہوئے تو استاد صاحب نے ایک درویش کو بھیجا کہ آٹا پیس کر جلد لنگر خانہ پہنچا کر درس میں شریک نہ ہونے کا سبب دریافت کرے جب اس درویش نے جا کر دیکھا تو چکی خود بخود چل رہی تھی اور حضرت شیخ مشغول بحق تھے وہ حیران ہو کر حضرت مخدوم کے پاس حاضر ہوا اور سارا ماجرا بیان کیا آپ خود موقع پر آئے اور ساری صورت حال دیکھی تو اس دن سے آپ سے آٹا پینے کی خدمت واپس لے لی اور فرمایا کہ یہ خدمت تجھے سپرد کرنا عالم بالا کے فرشتوں کو تکلیف دینا ہے۔[1]

[1] بزرگان لاہور صفحہ ۱۴۳۔

حضرت مخدوم عبدالکریم سہروردیؒ نے آپ کو ظاہری و باطنی فیضان سے مالا مال فرما کر لاہور جانے کا حکم فرمایا، اس وقت آپ کی عمر پینتالیس سال تھی آپ نے لاہور میں آ کر محلہ تیل پورہ علاقہ گنج پور میں آ کر اقامت فرمائی۔ یہاں آپ نے ایک دینی مدرسہ قائم فرمایا جو آج بھی درس وڈہ کے نام سے مشہور ہے۔ آہ کی زبان کی تاثیر اور برکت سے ان پڑھ اشخاص بھی قرآن مجید حفظ کر لیتے تھے۔ آپ تمام رات عبادت الٰہی میں مصروف رہتے اور دن کے وقت تدریس قرآن میں مگن رہتے۔

ایک دن درس قرآن مجید میں مصروف تھے کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ میری شادی ہوئی ہے اور میری زوجہ حافظ قرآن ہے وہ مجھے پاس نہیں آنے دیتی کہ میرے دل میں قرآن محفوظ ہے اور تم جاہل ہو۔ تمہاری صحبت سے قرآن مجید کی بے ادبی ہوگی۔ لہٰذا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ مجھے قرآن مجید حفظ کرا دیں۔ آپ نے فرمایا یہاں چھ ماہ رہو قرآن مجید حفظ ہو جائے گا اس نے عرض کی کہ اتنی مدت کس طرح صبر کروں اور رو کر اپنی حالت بے خودی ظاہر کی تو آپ کو اس پر رحم آ گیا اور فرمایا کہ کل فجر کی نماز کیلئے جب میں امام بنوں تو تم میرے داہنے طرف کھڑے ہو جانا۔ اس نے ایسا ہی کیا بعد نماز جب حضرت نے سلام پھیرا اور نظر فیض اثر داہنی طرف کے نمازیوں پر پڑی تو سب کے سب حافظ قرآن ہو گئے اور بائیں طرف والے ناظرہ ہو گئے اور وہ شخص بھی حافظ بن گیا اور حضرت کی عنایت کا تمام شکریہ ادا کرتا رہا اور زمرۂ مریدین میں شامل ہو گیا۔[1]

---

[1] بزرگان لاہور صفحہ ۱۷۸، حدیقۃ الاولیاء صفحہ ۱۷۶۔

آپ نے ۵ شوال ۱۰۸۵ھ کو لاہور میں وصال فرمایا مزار مبارک شالا مار باغ سے ایک میل کے فاصلہ پر بطرف جنوب واقع ہے۔

آپ نے اپنے پیچھے خلفاء کی کثیر جماعت چھوڑی جن میں حضرت شیخ محمد فاضل سہروردیؒ حضرت شیخ محمد صالح، میاں جان محمد سہروردی، میاں جان محمد شانی شیخ محمد ہاشم، شیخ عبدالکریم قصوری، اخوند محمد عمر اور مولوی تیمور لاہوری زیادہ مشہور ہیں۔

**حضرت شیخ حافظ محمد فاضل سہروردیؒ** آپ حضرت شیخ محمد اسماعیل سہروردیؒ المعروف میاں وڈہؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ حافظ قرآن تھے ظاہری و باطنی علوم حضرت میاں وڈہؒ سے حاصل فرمائے اور مخلوق خدا کو فیض پہنچایا۔ حضرت شیخ حافظ محمد فاضل کی باطنی نعمت۔ **حضرت شیخ عبدالخلیل سہروردیؒ** کے حصہ میں آئی آپ ایک جید عالم دین اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ تمام زندگی مخلوق خدا کو فیض رسانی فرماتے رہے اور لوگوں کے دلوں کو ذکر الٰہی سے معمور فرماتے رہے۔ آپ نے یہ باطنی نعمت **حضرت شاہ علی احمد سہروردیؒ** کے سپرد فرمائی۔ آپ کی مسند ارشاد کے **حضرت شاہ فاضل سہروردیؒ** کے وارث بنے آپ نے سیالکوٹ کے علاقہ میں تبلیغ اسلام اور رشد و ہدایت کے ذریعہ لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک چک جنیاتز دسٹر یال میں واقع ہے۔

## حضرت سید جملے شاہ خوارزمی سہروردیؒ

آپ کا تعلق معین پور سیداں کے سادات خاندان سے تھا۔

آپ حضرت شاہ فاضل سہروردیؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ آپ

صاحب کراماتِ کثیرہ بزرگ تھے۔ بے شمار مخلوق خدا کو فیض پہنچایا۔ آپ کا مزار مبارک قصبہ خونن غربی میں ہے جو کنجاہ سے تھوڑے سے فاصلہ پر ہے یہ سڑک کنجاہ پھالیہ (منڈی بہاؤالدین) کی طرف جاتی ہے۔ آپ گیارہویں صدی کے مشہور بزرگ تھے۔ سکھ بھی کثرت سے آپ کے مزار پر حاضری دیتے تھے۔

## سید محمد رمضان شاہ نوری سہروردیؒ:

آپ حضرت سید جلے شاہ سہروردیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے گجرات کے اکناف و اطراف میں سلسلہ عالیہ سہروردیہ کا فیضان عام کیا اور مخلوق خدا کی رشد و ہدایت میں زندگی رکھی آپ قصبہ رسول پور کے رہنے والے تھے مجمع البحرین، مخدوم الاصفیاء حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھی سے محبت کی وجہ سے حیات گڑھ تشریف لے کر آئے پھر یہیں کے ہو رہے۔ آپ کا مزار مبارک حیات گڑھ نزد جلال پور جٹاں ضلع گجرات میں واقع ہے۔

## حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھیؒ:

حضرت سید محمد رمضان شاہ نوری سہروردیؒ نے اپنی باطنی نعمت حضرت میاں غلام محمد حیات گڑھی کے سپرد فرمائی آپ حضرت میاں صاحبؒ کے بارے فرمایا کرتے تھے کہ اس آفتاب سے ایک دنیا کسب ضیاء کرے گی۔ جب حضرت رمضان شاہ نوری سہروردیؒ نے کوس رحلت بجایا اور موت کو لبیک کہنے کیلئے تیار ہو گئے تو مریدین نے حاضر ہو کر اپنی آنے والی تشویش کا اظہار کر کے عرض کہ قبلہ ہمارا داوا کون ہوگا۔ فرمایا تمہارے واسطے اپنے سے بہتر انسان چھوڑے جا رہا ہوں وہ تمہارا

دین و دنیا اور ظاہر و باطن میں مددگار ہو کر ساتھ دے گا۔ وہ میاں غلام محمد صاحب ہیں اگر قدر کرو گے تو دونوں جہانوں کی راحتیں پاؤ گے۔

حضرت میاں غلام محمد حیات گڑھی نے ۱۲ ربیع الاول ۱۲۷۳ھ کو وصال فرمایا مزار مبارک حیات گڑھ ضلع گجرات میں ہے۔

## حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ

حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھی نے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی باطنی نعمت حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ کے سپرد فرمائی۔ حضرت میاں صاحب کے اور بھی خلفاء تھے لیکن جو مقام حضرت سید قلندر علی سہروردیؒ کو حاصل ہوا وہ کسی اور کو حاصل نہ ہو سکا۔ آپ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے مجدد اور غوث زمان تھے۔ آپ کے تفصیلی حالات سابقہ اوراق میں آچکے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد **حضرت ابوالشاہد سید محمد فیض احمد سہروردیؒ** مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے آپ نے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی ترویج و اشاعت میں بہت کام کیا۔ آپ نائب غوث زمان تھے۔ سینکڑوں طالبان کو آپ نے منزلِ مقصود تک پہنچایا آپ کے تفصیلی حالات زندگی بھی سابقہ اوراق میں تحریر ہو چکے ہیں۔

## حضرت قبلہ مخدومی و مرشدی سید شاہد رسول شاہ صاحب سہروردیؒ:

آپ حضرت قبلہ سید فیض احمد شاہ صاحب سہروردیؒ کے وصال کے بعد آپ مسندِ سہروردیہ قلندریہ کے سجادہ نشین بنے۔ آپ اپنے مشائخ عظام اور آباؤ اجداد کے خصائل و کمالات صدری و معنوی کے وارث ہیں دن رات طالبین راہ سلوک کی

تربیت میں مشغول ہیں اور آستانہ عالیہ سہروردیہ کے دروازے ہر خاص و عام کیلئے کھلے رکھے ہوئے ہیں اطال اللہ عمرھما۔ اللھم زد فزد۔

نوٹ: حضرت شیخ میلون سہروردیؒ سے لے کر سید رمضان شاہ نوری سہروردی تک ماسوائے حضرت اسماعیل وڈہ میاںؒ کے تمام مشائخ کے تفصیلی حالات کسی کتاب سے دستیاب نہیں ہو سکے۔ ان بزرگ کے یہ مختصر حالات شجرہ سہروردیہ از حکیم بشیر احمد نوراں شہری جالندھری سے لیے گئے ہیں۔



# شجرۂ طریقت سلسلہ عالیہ سہروردیہ

**نتیجہ فکر: حضرت علامہ شمس بریلوی کراچی**

اے کہ تو پروردگار رحم فرما بر منے
اے توی بندہ نوازم رحم فرما بر منے
از درت امیدوارم، رحم فرما بر منے
کرد گارم، چارہ سازم مرحم فرما بر منے

بہرِ سردارِ دو عالم پیشوائے دوسرا
مصطفیٰ و مجتبیٰ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
دستگیرِ اُمتانِ و شافعِ روز جزا
بہطِ وحی خدا بدرَ الدجیٰ شمس الضحیٰ
کرد گارم چارہ سازم رحم فرما بر منے

بہرِ بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ، علی شیر خدا
جان نثاران، چار یاران محمد مصطفیٰ
یارِ غار، عدل پرور، باحیا، مردِ وفا
جان دین، روح یقین، سرمایۂ صدق و صفا
کرد گارم چارہ سازم رحم فرما بر منے

بہر آں سرمایۂ صدق و صفا اے ذوالمنن
مولدش بصرہ و نام نامی اش خواجہ حسنؒ
برآں شاہ حبیب کوہ عجم دار و وطن
بر خواجہ معروف کرخی وخواجہ سری سقطی رہا کن از محن
کرد گارم چارہ سازم رحم فرما بر منے
برآں داود طائیؒ صاحب صدق و یقین
مرشدِ خواجہ جنید باصفا مردا مین
حضرت ممشاد علوی رابود پیر مہین
شیخ احمد اسود، دینوری تاباں جبین
کرد گارم چارہ سازم رحم فرما بر منے
حضرت شیخ محمد عمویہ بدر کمال
سلسلہ سہروردی را بنائے خوش مآل
حضرت قاضی وجیہہ الدین آں فرخندہ حال
پیر پیراں عبد قاہر بونجیب خوش وقال
کرد گارم چارہ سازم رحم فرما بر منے

برآں شیخ شہاب الدین پیر سہرورد
قلب ہازا از عوارف صد سبق آموز درد
غوث العالم آں بہاؤ الدین زکریا رادنورد
بہر صدر الدین عارف پیشوا و شیرِ مرد
کرد گارم چارہ سازم رحم فرما برمنے

شیخ رکن الدین ملتانی و پیراں را امیر
شیخ مخدوم جلال الدین جہاں را دستگیر
راجن قتال کو قتال شد بے شمشیر و شیر
نفس ہائے سرکشاں را درد نے کردہ اسیر
کرد گارم چارہ سازم رحم فرما برمنے

بہر اسماعیل رکن الدین قریشی پارسا
حضرت شیخ عماد الدین تاجِ اُولیاء
بہرِ صدر الدین حلیم پیکر صدق و صفا
بندۂ بیچارہ ام از دام شیطان کن رہا
کرد گارم چارہ سازم رحم فرما برمنے

بہرِ شیخ من محمد یوسف قرشی نژاد
شیخ شہر اللہ پیشوائے خوش نہاد
حضرت شیخ کبیر احمد مریداں را عماد
دور ظلِ رحمت اش بارِ الٰہ! از مباد

کرد گارم چارہ سازم رحم فرما برمنے

شاہِ مونگا در راہ حق ہستی خود رابساخت
پیر پیراں شاہ سیدا کو لقب سرمست داشت
شاہ دولہ کبیر الدین حقیقت را شناخت
گوہر عرفان و در داز بارگاہ حق بیافت

کرد گارم چارہ سازم رحم فرما برمنے

جنگو شاہ قلندر صاحب قلب غنی
بہر غلام محمد پیشوائے ہر تقی
پیر کامل سید السادات قلندر علی
سہروردی فیض احمد رازدان ہر خفی

کرد گارم چارہ سازم رحم فرما برمنے

صاحب سجادہ شاہد رسول ذی الکرم
سہروردی خانوادہ را از زیب و حشم
مرشد کامل عیار و صاحب لطفِ اتم
بار الہا! مامن و ما والے اور اکر دہ ام
کرد گارم چارہ سازم رحم فرما برمنے

بہر این پاکان کر دارم ذکر شان و رد زبان
از توی خواہم ز شیطان ہر نفس امن و امان
فرد عصیاں محو فرمائی ز لطفِ بے کراں
تا خجل گردم نہ من پیش امام مرسلان
کرد گارم چارہ سازم رحم فرما برمنے

☆......☆......☆

# ختم خواجگان سلسلہ عالیہ سہروردیہ

(۱)۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔ ۷۸۶بار

(۲)۔درود شریف خضری۔صل اللّٰه تعالٰی حَبِیبِه محمد وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم۔ ۱۵مرتبہ

(۳)۔سورۃ فاتحہ ۱۱۱بار

(۴)۔سورۃ الم نشرح ۱۱۱بار

(۵)۔سورۃ اخلاص ۱۱۱بار

(۶)۔درود شریف ہزارہ:اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ وبارِک وَسَلِّم ۱۱۱مرتبہ

(۷). يَاقَاضِى الْحَاجَاتِ يَاكَافِى الْمُهِمَّاتِ يَاشَافِى الْاَمْرَاضِ
يَاحَلَّ الْمُشْكِلَاتِ يَارَافِعَ الدَّرَجَاتِ يَادَافِعَ الْبَلِيَّاتِ
يَاسَامِعَ الْمُنَاجَاتِ يَامُجِيبَ الدَّعْوَاتِ يَامُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ
يَااَرْحَمَ الرَّحِمِيْنَ واللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ
بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِيْثُ

ہر ایک ۱۱۱ بار

(۸)۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ. ۳۱۳ مرتبہ

(۹):

حال ماختہ دلاں لـلّٰـه نـگـر

المدد شیخ شہاب الدین عمرؒ

(حسب ذوق وشوق)

(۱۰) اَسماءالحسنٰی ایک مرتبہ۔

نوٹ: وقت کی کمی کے باعث تعداد میں کمی کی جاسکتی ہے۔

☆......☆......☆

# شجرہ طیّبہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ

بسم اللہ الرحمن الرّحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَولٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا ومولٰنا محمّد وَّاصْحَابِ سَیِّدِنَا وَمَولٰنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃِ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَبَارِکْ وَسَلَّمْ٥

یا خدا اس گنج وحدت پُر ضیاء کے واسطے
باعث تخلیق آدمؑ مصطفیٰ کے واسطے

میں مزمّل والضحیٰ یٰسین طٰہٰ جس کے وصف
رحمۃ اللعالمین و مجتبیٰ کے واسطے

افتخار انبیاء و محرم اسرار حق
ساقی کوثر شہِ ہر دو سرا کے واسطے

وجہ نزول اِنَّمَا ممدوح مدح لافتیٰ
صاحب شان نزول ھَلْ اَتٰی کے واسطے

چشمہ صبر و رضا و نقطۂ مہر و وفا
مرتضیٰ اکرم زیبائش دین ہدیٰ کے واسطے

افتخار اولیاء و واقف راز خفی
حسنِ بصری عاشق ذات اِلٰہ کے واسطے

کر عطا وہ جام جس سے مست میں ہر دم رہوں
شاہ حبیب عجمی حبیب مصطفٰی کے واسطے

عشقِ احمد اور درد دل عنایت ہو مجھے
حضرت داؤد طائی با سخا کے واسطے

حُب دنیا کا نشان دل سے تو میرے محو کر
حضرت معروف کرخی با حیاؔ کے واسطے

معدنِ سرِّ حقیقت تو میرے دل کو بنا
خواجہ سرِّی سقطیؒ خوش ادا کے واسطے

اپنے عارف کا درجہ عطا کر اے کریم
عارف باللہ جنید باخدا کے واسطے

خاتمہ کیجیو الٰہی تو میرا ایمان پر
خواجہ ممشاد علوی مہ لقا کے واسطے

قبر ہو نور نبی کے نور سے روشن میری
حضرت احمد اسود دینوری اسود نما کے واسطے

خرمنِ ہستی کو برق عشق سے کردے فنا
دل کو زندہ کر محمد عمویہ کے واسطے

دور کر فکر غنا اور کر عطا صبر و رضا
شاہ وجیہہ الدین صاحب بے ریا کے واسطے

سینۂ تاریک ہو جائے منور نور سے
اس ضیاء الدین پیرِ پُر ضیاء کے واسطے

حجت الفقر و فخری کعبۂ علم و عمل
شمس چرخِ سہروردی پارسا کے واسطے

حاملِ علم رسالت، عاشقِ نور خدا
شاہ شہاب الدین کامل راہنما کے واسطے

دم بدم چلتا رہے دل پہ یہ آرا عشق کا
شاہ بہاء الدین صاحب زکریا کے واسطے

صفحۂ دل سے مٹادے نقش حُب غیر سب
شیخ صدر الدین اولیاء کے واسطے

نفس و شیطاں پر ہمیشہ کر عطا غلبہ مجھے
شاہ رکن الدین اکمل باصفا کے واسطے

نورِ عرفان سے منور کر مرے باطن کو توں
شاہ جلال الدین مخدوم جہاں کے واسطے

کھول دے مجھ پر الٰہی معنی جہل الورید
حضرت راجن قتال حق نما کے واسطے

ہر مصیبت میں الٰہی تو مری امداد کر
شیخ اسماعیل قریشی باوفا کے واسطے

رکھ مجھے ثابت قدم توحید پر اپنی سدا
شیخ عماد الدین قطب وریٰ کے واسطے

یاد تیری یَا حَلِیم حلم سے دل میں بسے
شیخ صدر الدین حلیمِ پارسا کے واسطے

خاتمہ عشق محمدؐ پر ہو میرا اے خدا
یوسف ثانی جہاں کے مقتدا کے واسطے

ہرطرف تیری محبت میں میری تشہیر ہو
حضرت شہر اللہ اس کان ھدیٰ کے واسطے

غیر ہوں اپنا بنالے اے خدا، بے نیاز
شاہ کبیر احمد کی ذات بے خطا کے واسطے

لعل و یاقوت و زبر جد کی مجھے پروا نہ ہو
دامنِ شاہ موزنگا کو پکڑوں بس خدا کے واسطے

سیدا سرمست کے صدقے نہ میں در در پھروں
دل میں استغنا ہو بے برگ و نوا کے واسطے

دولتِ عرفان ملے گر شاہ دولہ کے طفیل
اور پھر کیا چاہئے تیرے گدا کے واسطے

وارث علم نبوت کامل و دانائے راز
خضر صحرائے طریقت انبیاء کے واسطے

واقفِ راز حقیقت کاشفِ اسرار عشق
راہنمائے گمرہان و اشقیاً کے واسطے

یا الٰہی سب مصائب و نوائب دور کر
حضرت میاں غلام محمد خوش لقا کے واسطے

نور سے فیض قلندر کے رہے معمور دل
پر تو نور محمد مصطفیٰ کے واسطے

بخش دے سودائے عشق سرور عالم مجھے
شاہ ابوالفیض قلندر علی رسول نما کے واسطے

اپنے فیض خاص سے کر یارب ہم کو فیضیاب
حضرت فیض احمد فیض کبریا کے واسطے

حشر تک جاری رہے فیض قلندر اے خدا
حضرت شاہد رسول محبوب الاولیاء کے واسطے

آج گر خالی گیا یارب تیرے دربار سے
کون در باقی رہا مجھ پر خطا کے واسطے

واسطے سب ہو چکے اب تو یہی ہے آرزو
تجھ سے مانگوں تجھ کو میں تیری رضا کے واسطے

سُبحانَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّةِ عَمّا یَصِفُونَ وَسَلامٌ عَلَی المُرسَلِینَ وَالحَمدُ للهِ رَبِّ العٰلَمِینَ



# واسطہ دوم

واسطہ ہے ان بزرگان طریقت کا تجھے
جن سے پایا فیض خواجہ نے رضا کیواسطے

ہر مصیبت میں الٰہی تو میری امداد کر
شیخ ناصر الدین احمد باوفا کیواسطے

رکھ مجھے ثابت قدم توحید پر اپنی سدا
سید برہان الدین قطب ورئی کیواسطے

کبرونخوت اورریا سے صاف رکھ دل کو مرے
اس محمد شاہ عالم پر ضیاء کیواسطے

متقی شاہ ولایت عالم راز نہاں
شاہ حسام الدین فخر اولیاء کیواسطے

گوشہ تاریک میں سیر جہاں بیٹھا کروں
حضرت میلون صاحب پارسا کیواسطے

علم حق خلق نبی صبر و توکل اور رضا
کر عطا مخدوم چنن با صفا کے واسطے

عالم علم لدنی کاشف باب عمل
حضرت برہان الدین ثانی ہما کے واسطے

مرشد کامل کے قدموں میں پیوں جام فنا
حضرت مخدوم طیب پارسا کیواسطے

اپنی رحمت سے بنا دے میری بگڑی اے کریم
خواجۂ عبدالکریم با صفا کےواسطے

غرق ہوں بحر گناہ میں لطف کی فرما نظر
شیخ اسماعیل نبی با خدا کے واسطے

شمع دانش، زینت علم و عمل، فاضل نبیل
حافظ محمد فاضل علم خدا کے واسطے

عشق تیرا ہو میرا دم ساز و مونس ہر گھڑی
حضرت عبدالخلیل اولیاء کیواسطے

خواہش دنیا و مافیھا سے یہ دل پاک ہو
شاہ علی احمد معین اصفیاء کیواسطے

خستہ حالی پر میری یارب نگاہ لطف کر
شاہ فاضل شیخ اتقیا کیواسطے

ہے تیری رحمت وسیع گو ہیں گناہ میرے بہت
بخش دے اس جملے شاہ صاحب سخا کیواسطے

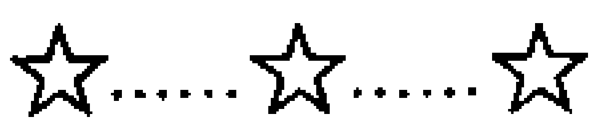
فیض نور سہروردی حشر تک جاری رہے
خواجہ رمضان شاہ نوری لقا کیواسطے

خشک کھیتی کر مری باران رحمت سے ہری
اس محمد کے غلام[1] کے خوش لقا کیواسطے

نور سے فیض قلندر کے رہے معمور دل
شاہ ابوالفیض قلندر علی غوث زماں کیواسطے

حضرت فیض احمد کے صدقے عشق کر اپنا عطا
چشمۂ فیض بنی ماہ لقا کیواسطے

حضرت شاہد رسول آفتاب سہرورد
قبلۂ حاجات و کعبۂ مدعا کیواسطے



[1] حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھی۔

# واسطہ سوم

ہوگیا ایک جل جو دریا میں طغیانی کا زور
امتحان بندوں کا تھا بیم و رجا کیواسطے
تھے محمد شاہ اک درویش بھیرہ میں مقیم
پاس ان کے آئے دیہاتی دعا کیواسطے
آپ نے فرمایا ایسا ہے کوئی مرد خدا
جان کرے قربان جو خلق خدا کے واسطے
ایک صاحب نے کہ حامد تھا بولے حضور
کرتا ہوں جان فدا اپنے خدا کیواسطے
دے کے ایک تعویذ شاہ نے حکم حامد کو کیا
کود جا دریا میں اب تو کبریا کیواسطے
کود کر دریا میں وہ پہنچے مقام خاص پر
جو کہ تھا مخصوص خضرؑ رہنما کیواسطے
خضرؑ نے ان کو سبق دے کر کہا اب جاؤ تم
جانب مشرق تلاش مدعا کیواسطے

پہنچے راینوال میں مسعودؒ کی[1] خدمت میں وہ
پایا جن سے فیض حامد نے خدا کے واسطے

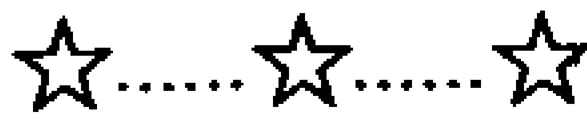
خضر سے حامد نے پایا جو سبق وہ دراصل
تھا محمد کے غلام بے ریا کیواسطے[2]

وہ امانت اس نے رکھا بابا قطب الدین[3] کے پاس
میرے خواجہ دستگیر ہر گدا کے واسطے[4]

نور وحدت سے الٰہی مرا قلب حزیں معمور کر
ابو الفیض قلندر علی غوث زماں کیواسطے

حشر تک جاری رہے سہروردی چشمے کا فیضان
شاہ فیض احمد محبوب خدا کیواسطے

دم بدم بڑھتا رہے میرے دل میں شوق لقا
حضرت شاہد رسول شمس الہدیٰ کیواسطے



1۔ حضرت شیخ محمد مسعودؒ راینوال سیداں گجرات۔
2۔ حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھ گجرات۔
3۔ حضرت بابا قطب الدین وڑائچ فتح پور گجرات۔
4۔ مکمل واقعہ کی تفصیل کیلئے بندہ کی کتاب احوال وافکار حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھی کا مطالعہ کیا جائے۔

# کتابیات

(۱)۔ الفقر وفخری، سید قلندر علی شاہ صاحب سہروردی، مجلسِ سہروردیہ لاہور۔

(۲)۔ اقتباس الانوار، شیخ محمد اکرام قدوسیؒ ترجمہ کپتان واحد بخش سیال چشتی صابریؒ، بزم اتحاد المسلمین لاہور ۱۴۰۹ھ۔

(۳)۔ اجتماع ضدین فی شان قلندر، محمد یوسف سہروردی لاہور۔

(۴)۔ آب کوثر، شیخ محمد اکرم، ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۸۷۔

(۵)۔ انوار السادات، سید محمد معروف شاہ، السید پبلشرز لاہور ۱۹۸۳۔

(۶)۔ انوار سہروردیہ، سید قلندر علی سہروردی، مجلس سہروردیہ لاہور۔

(۷)۔ اسرار الاولیاءؒ، خواجہ بدر اسحٰقؒ، مکتبہ جام نور دہلی۔

(۸)۔ اُولیائے اوچ شریف، علامہ دین محمد عباسی، اوچ شریف۔

(۹)۔ اولیائے سیالکوٹ، رشید نیاز۔

(۱۰)۔ احوال وآثار عبداللہ خویشگی قصوری، محمد اقبال مجددی، دارالمورخین لاہور ۱۹۷۲۔

(۱۱)۔ الدر المنظوم فی ملفوظ المخدوم، ترجمہ مولوی ذوالفقار احمد، ملتان ۱۳۷۷ھ۔

(۱۲)۔ بزم صوفیہ، سید صباح الدین عبدالرحمٰن ایم اے، دار المصنفین اعظم گڑھ۔

(۱۳)۔ تذکرہ ملفوظات، سید قلندر علی سہروردی، خاور سہروردی لاہور ۱۹۸۵۔

(۱۴)۔ تذکرہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری، پروفیسر محمد ایوب قادری، مرکز

معارف اولیأ لاہور، ۱۹۸۶ء۔

(۱۵)۔تعارف سہروردیہ، سید قلندر علی سہروردی، مجلس سہروردی، طبع دوم۔

(۱۶)۔تذکرہ سہروردیہ، سید قلندر علی سہروردی، مجلس سہروردی، طبع اول۔

(۱۷)۔تکملہ سیر الاولیاء، خواجہ گل محمد احمد پوری ترجمہ مسعود حسن شہاب مکتبہ الہام بہاولپور ۱۹۷۸ء۔

(۱۸)۔تاریخ مشائخ سہروردیہ، جلد اول، محمد نعیم طاہر سہروردی، غیر مطبوعہ۔

(۱۹)۔تذکرہ مشائخ ارائیاں، احمد بدر اخلاق بی۔ ایس۔ سی، لاہور ۱۹۹۰ء۔

(۲۰)۔تذکرہ حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی، نور احمد خان فریدی، علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف لاہور ۱۹۸۰ء۔

(۲۱)۔تذکرہ حضرت صدر الدین عارف جلد اول، نور احمد خان فریدی، قصر الادب جگو والا ملتان۔

(۲۲)۔تذکرہ حضرت شاہ رکن عالم ملتانی، نور احمد خان فریدی، قصر الادب جگو والا ملتان۔

(۲۳)۔تذکرہ حضرت صدر الدین عارف جلد دوم، نور احمد خان فریدی، قصر الادب رائٹرز کالونی ملتان ۱۹۸۳ء۔

(۲۴)۔تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ اسرار الحسنین قادری فاضلی، تصوف فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۹۸ء۔

(۲۵)۔تذکرہ حضرت محبوب الٰہیؒ، خواجہ رکن الدین نظامی، دہلی۔

(۲۶)۔تذکرۃ الاولیاء، خواجہ فرید الدین عطار، ترجمہ پروفیسر محمد عنایت اللہ ایم۔

اے، شیخ معین محمد اینڈ سنز لاہور۔

(۲۷)۔تاریخ فرشتہ دو جلد، محمد قاسم فرشتہ، اردو ترجمہ عبدالحی خواجہ ایم اے، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔

(۲۸)۔تاریخ ملتان دو جلد، مولانا نور احمد خان فریدی، قصر الادب ملتان۔

(۲۹)۔تذکرہ اولیائے پاک و ہند، مرزا محمد اختر دہلوی، لاہور۔

(۳۰)۔تاریخ مشائخ نقشبندیہ، پروفیسر صاحبزادہ عبدالرسول للّہی، زاویہ لاہور ۲۰۰۰ء۔

(۳۱)۔تحفۃ الکرام، میر علی شیر قانع ٹھٹھوی، ترجمہ مخدوم امیر احمد سندھی ادبی بورڈ، حیدر آباد ۱۹۸۶ء۔

(۳۲)۔تاریخ ضلع گجرات (موسوم بہ گجرات کی بات)، ریاض مفتی، لالہ موسیٰ ۱۹۹۱ء۔

(۳۳)۔تذکرہ غوثیہ، مولانا گل حسن شاہ قادری، اسلامی کتب خانہ لاہور۔

(۳۴)۔تاریخ سیالکوٹ، رشید نیاز، نیو پبلشرز لاہور ۱۹۶۰۔

(۳۵)۔تاریخ ارائیاں، علی اصغر چوہدری، علمی کتاب خانہ لاہور۔

(۳۶)۔تاریخ اوچ، مولوی حفیظ الرحمٰن بہاولپوری۔

(۳۷)۔تحریک پاکستان اور مشائخ عظام، محمد صادق قصوری، زاویہ لاہور ۲۰۰۰ء۔

(۳۸)۔جوامع الکلم، سید محمد اکبر حسینی، ترجمہ پروفیسر معین الدین دردائی، نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۸۰ء۔

(۳۰)۔جواہر الاولیاء، سید باقر بن عثمان بخاری تصحیح و مقدمہ ڈاکٹر محمد سرور، مرکز تحقیقات فارسی اسلام آباد ۱۹۷۶ء۔

(۴۰)۔چشمہ نور، مولوی سید نور اللہ شاہ سیالکوٹی، لاہور ۱۹۴۹۔

(۴۱)۔چشمۂ معرفت، سید نواب شاہ قادری، منگھووال شرقی گجرات ۱۹۸۰ء۔

(۴۲)۔حدیقۃ الاولیاء، سید عبدالقادر ٹھٹھوی تصحیح و مقدمہ سید حسام الدین راشدی، سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد، ۱۹۶۷۔

(۴۳)۔حدیقۃ الاولیاء، مفتی غلام سرور لاہوری، تحقیق و حاشیہ محمد اقبال مجددی۔

(۴۴)۔خزینۃ الاصفیاء، مفتی غلام سرور لاہور جلد چہارم ترجمہ محمد ظہیر الدین بھٹی، مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۹۴ء۔

(۴۵)۔خطہ پاک اوچ، مسعود حسن شہاب، اردو اکیڈمی بہاولپور ۱۹۶۸۔

(۴۶)۔خزانہ جلالیہ، ملفوظات حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاریؒ (قلمی)۔

(۴۷)۔خلاصۃ العارفین، اردو ترجمہ، اللہ والے کی قومی دوکان لاہور۔

(۴۸)۔روحانیت الاسلام، کپتان واحد بخش سیال چشتی، بزم اتحاد المسلمین لاہور ۱۴۹۷ھ۔

(۴۹)۔راحت القلوب، حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء ترجمہ ملک فضل الدین نقشبندی لاہور۔

(۵۰)۔روحانی ڈائجسٹ قلندر بابا اولیأ نمبر، کراچی۔

(۵۱)۔رسالہ قشیریہ، ابوالقاسم عبدالکریم بن سوزان قشیری ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آبادی ۱۹۸۸ء۔

(۵۲)۔سیر الاولیاء، سید محمد بن مبارک کرمانی میر خورد ترجمہ غلام احمد بریاں، الکتاب لاہور ۱۹۷۸ء۔

(۵۳)۔سیر العارفین، حامد بن فضل اللہ جمالی ترجمہ محمد ایوب قادری، مرکزی اردو

بورڈ لاہور ۱۹۷۶ء۔

(۵۴)۔ سبع سنابل، میر عبدالواحد بلگرامیؒ ترجمہ مفتی خلیل احمد کرمانی، حامد اینڈ کمپنی لاہور۔

(۵۵)۔ سوانح عمری میاں محمد صاحبؒ، ضمیمہ سیف الملوک، میاں ملک قادری، جہلم ۱۹۱۴ء۔

(۵۶)۔ عوارف المعارف، شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ ترجمہ سید رشید احمد ارشد، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۲ء۔

(۵۷)۔ فوائد الفواد، میر حسن سنجری ترجمہ غلام احمد بریاں، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۷۹ء۔

(۵۸)۔ فیضان سہروردیہ، عبدالسلام سہروردی، مرکز علم وفن پشاور ۱۹۷۱ء۔

(۵۹)۔ گلزار ابرار، محمد غوثی شطاری ترجمہ فضل احمد جیوری، اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۷۹ء۔

(۶۰)۔ گجرات تاریخ کے آئینے میں، ایم زمان کھوکھر، یاسر اکیڈمی گجرات، ۱۹۹۸ء۔

(۶۱)۔ لطائف سیریہ، فیقر علی مردان اویسی قادری ترجمہ مسعود حسن شہاب، اردو اکیڈمی بہاولپور، ۱۹۸۰ء۔

(۶۲)۔ لاہور کے اولیائے سہرورد، محمد دین کلیم، مکتبہ تاریخ لاہور ۱۹۶۹ء۔

(۶۳)۔ مرآۃ الاسرار دو جلد، شیخ عبدالرحمٰن چشتی مترجم کپتان واحد بخش سیال، صوفی فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۸۶ء۔

(۶۴)۔ محفلِ اولیاء، علامہ شاہ مراد سہروردی، زاویہ لاہور ۲۰۰۳ء۔

(۶۵)۔ مکاشفات کشفی، سید مسعود عارف چشتی نظامی، السید اسلامک بک پبلشرز لاہور ۱۹۹۲ء۔

(۶۶) مشائخین سہرودیہ، صوفی نذیر احمد غوری سہروردی، ادارہ سہروردیہ فی مخزن علوم

اسلامیہ لاہور ۱۹۸۲ء۔

(۶۷)۔مناقب المحبوبین، حاجی نجم الدین سلیمانی ترجمہ وتلخیص پروفیسر افتخار احمد چشتی اسلاک بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۷۹ء۔

(۶۸)۔مقابیس المجالس (ملفوظات خواجہ غلام فریدؒ) مولانا رکن الدین ترجمہ کپتان واحد بخش سیال، اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۷۹ء۔

(۶۹)۔مناقب الاصفیاء، مخدوم شاہ شعیب فردوسی بہاری، کلکتہ ۱۸۹۵ء۔

(۷۰)۔ملفوظات مہریہ، مولانا گل محمد پشاوری، مولانا عبدالحق سرالوی ترجمہ فیض احمد فیض گولڑوی شریف ۱۹۷۴ء۔

(۷۱)۔محسن اعظم اور محسنین، فقیر سید وحید الدین، لائن آرٹ پریس لاہور ۱۹۶۳ء۔

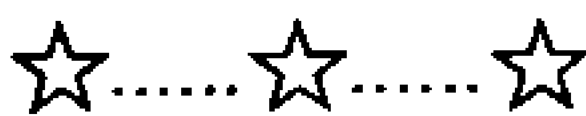
(۷۲)۔نفائس المعن، حافظ محمد علی حیدر علوی، مدینہ پریس بجنور ۱۹۳۴ء۔

(۷۳)۔نفحات الانس، مولانا عبدالرحمٰن جامی ترجمہ علامہ شمس بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۸۲ء۔

(۷۴)۔نجم الہدیٰ، مرزا ریاض احمد، مکتبہ چراغیہ لاہور ۱۹۸۶ء۔

(۷۵)۔نفحات سہروردیہ، محمد نعیم طاہر سہروردی، زاویہ لاہور ۲۰۰۳ء۔

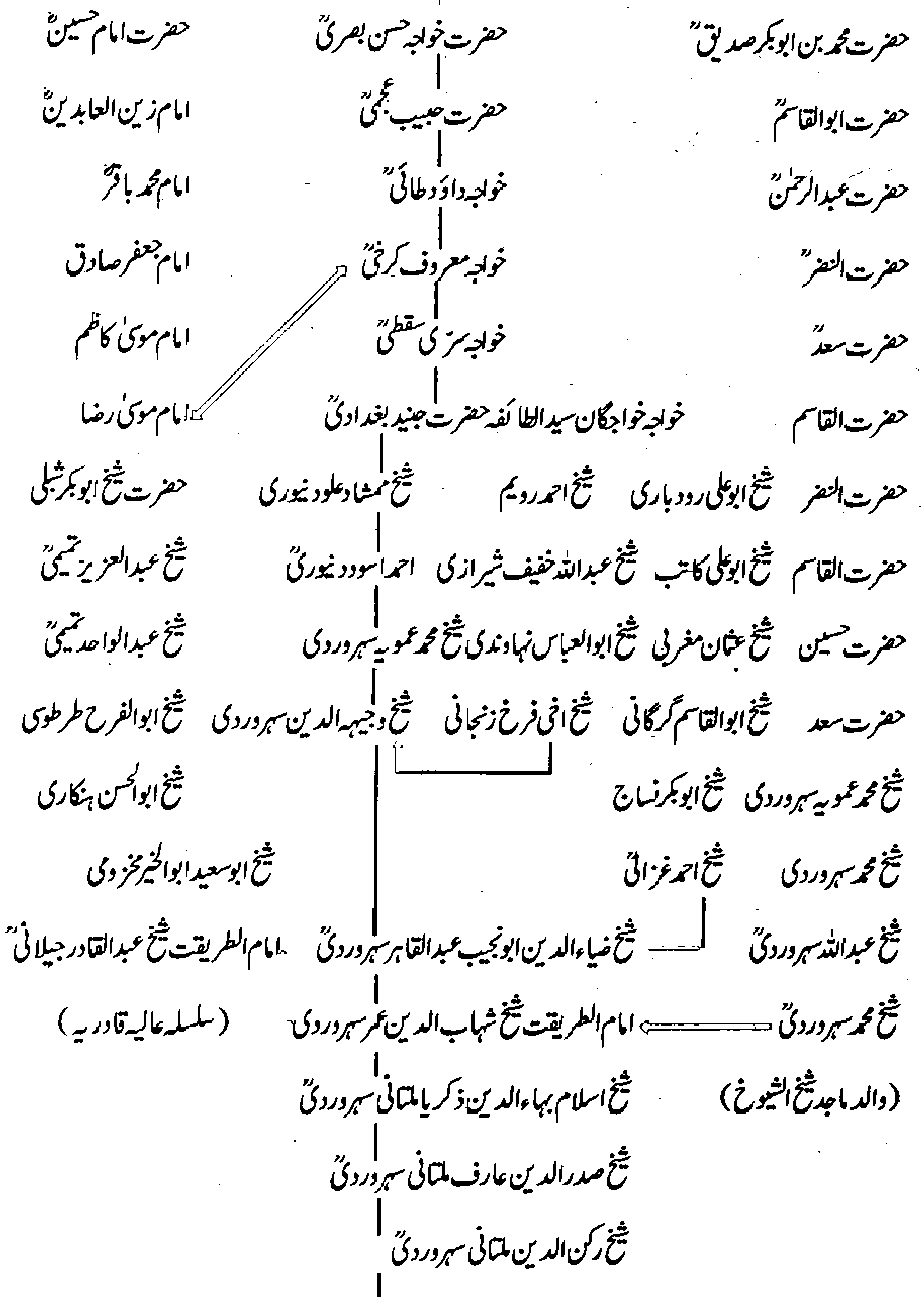
(۷۶)۔ہفت اقطاب، فقیر غلام جہانیاں معینی قریشی، مکتبہ معین الادب ڈیرہ غازی خان۔



# شجرۂ طریقت سلسلہ عالیہ سہروردیہ

سرورِ کائنات فخرِ موجودات نورِ مجسم باعث تخلیق آدم حبیب خدا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمان غنیؓ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ۔



سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بخاری سہروردیؒ

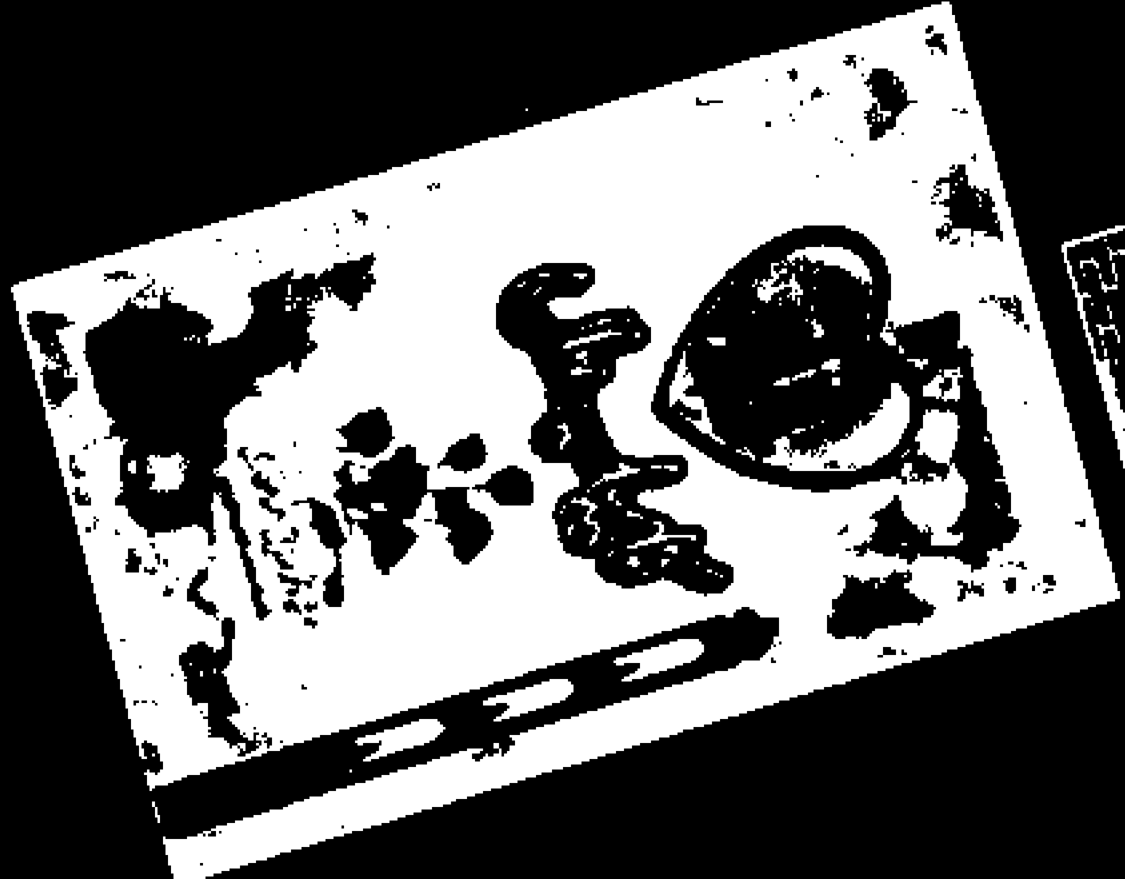
سید صدرالدین راجو قتال سہروردی
شیخ رکن الدین اسماعیل قریشی سہروردیؒ
شیخ الاسلام عمادالدین سہروردیؒ
شیخ صدرالدین حلیم سہروردیؒ
شیخ الاسلام محمد یوسف قریشی سہروردیؒ
شیخ صدرالدین رابع المعروف مخدوم شہر اللہ سہروردی
شیخ احمد کبیر سہروردیؒ
حضرت شاہ مونگا سہروردی
حضرت سید اسر مست سہروردی سیالکوٹی
شیخ کبیرالدین شاہ دولہ سہروردی گجراتی
شیخ شرف الدین المعروف بابا جنگو شاہ قلندر سہروردی
خضر صحرائے طریقت حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھی
مجدد سلسلہ سہروردیہ ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ
حضرت سید ابوالشاہد محمد فیض احمد سہروردیؒ
حضرت قبلہ سید شاہد رسول شاہ صاحب سہروردی مدفیضہٗ

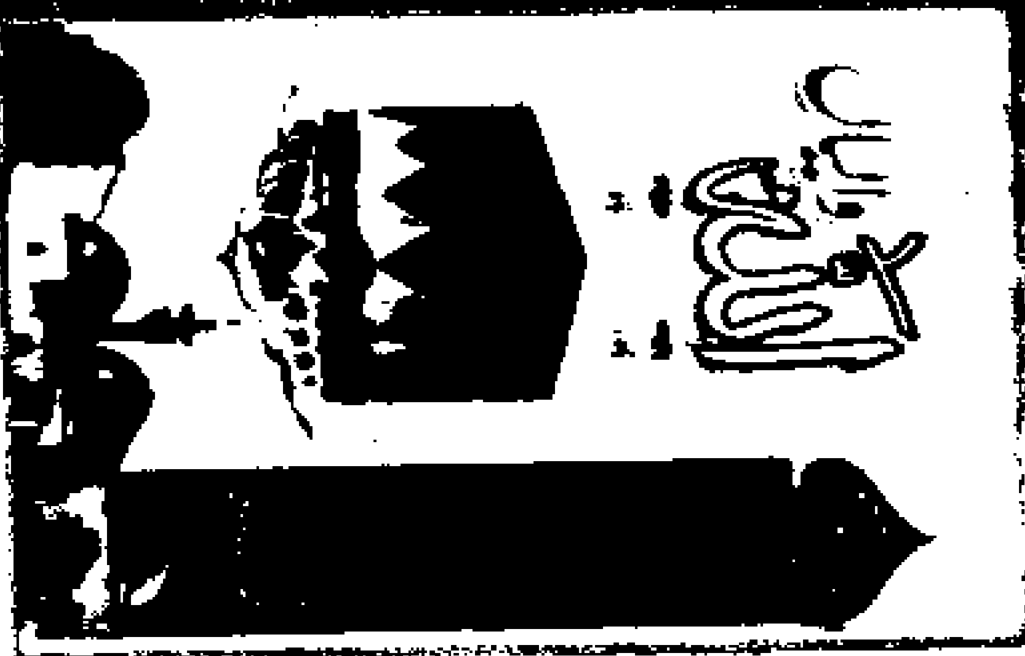
سید ناصرالدین محمود سہروردیؒ
شیخ برہان الدین قطب عالم سہروردیؒ
حضرت شاہ عالم سہروردیؒ
شیخ حسام الدین متقی سہروردی
شیخ میلون سہروردی
مخدوم چنن سہروردی
مخدوم برہان الدین شانی سہروردیؒ
مخدوم طیب سہروردی
مخدوم عبدالکریم سہروردی
شیخ اسماعیل سہروردی
حافظ فاضل سہروردی
خواجہ عبدالخلیل سہروردی
شاہ علی احمد سہروردی
شاہ فاضل سہروردی
سید جملے شاہ سہروردی
سید رمضان شاہ نوری

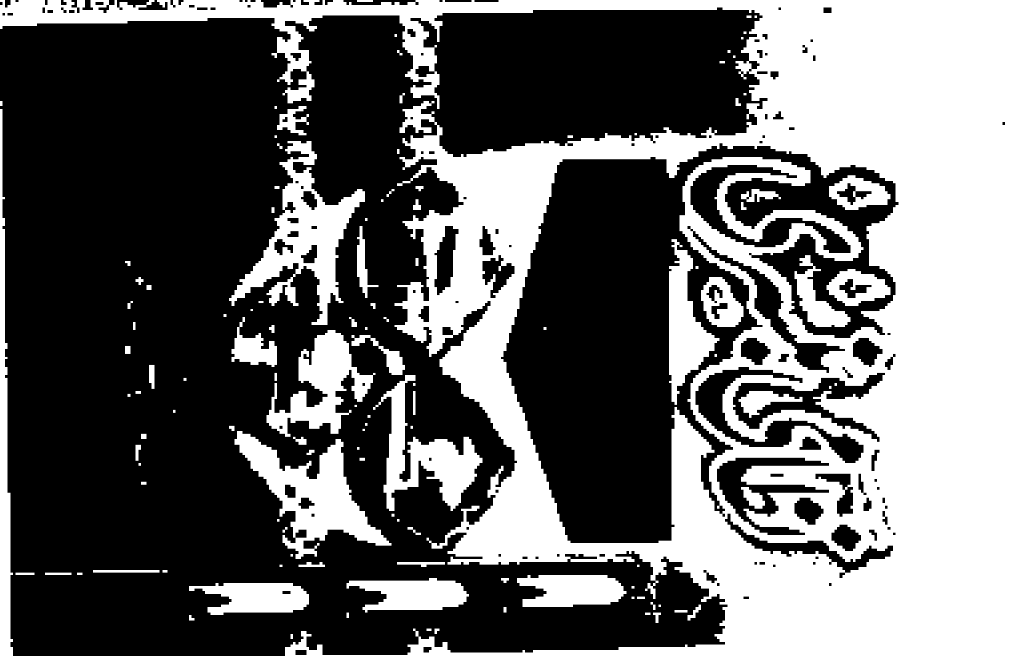


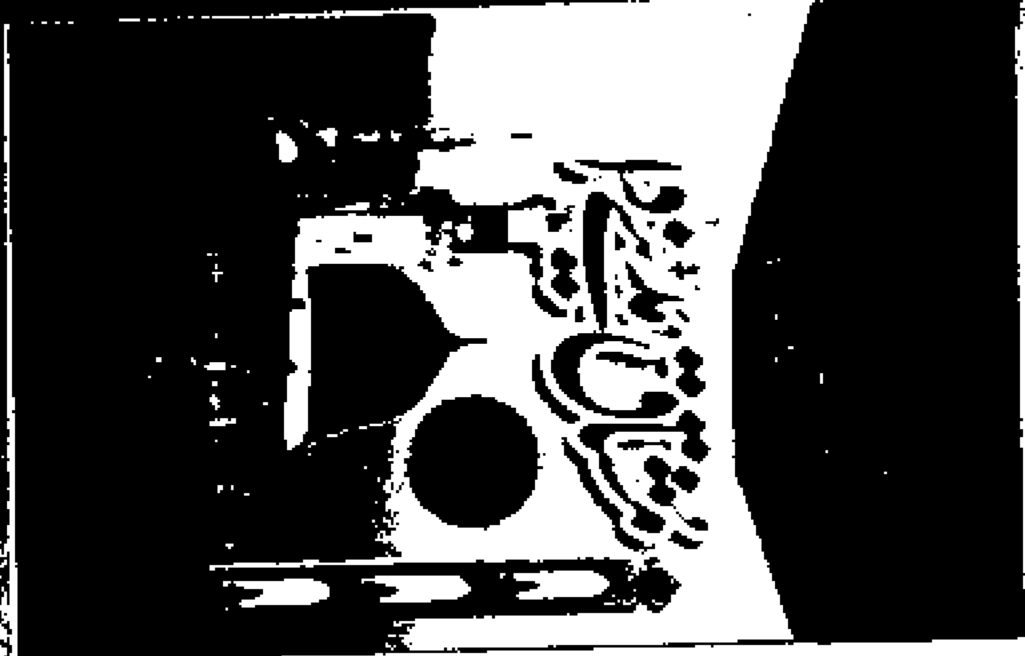


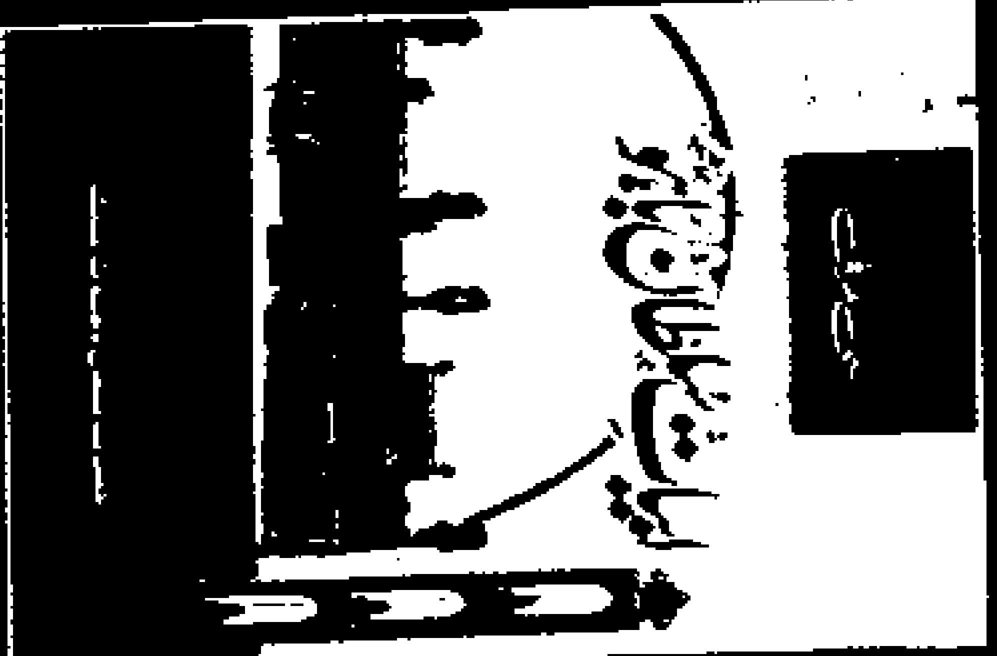












زاویہ پبلشرز

زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ ۰ لاہور

Voice: 042-7248657 Mobile: 0300-9467047

Email : zaviapublishers@yahoo.com